جلد چہارم

احسن الخطبات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال 2 کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن الخطبات

جلد چہارم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

فقیہ العصر

حضرت مولانا المفتی محمد زرولی خان دام ظلہ

کتاب کا نام .... احسن الخطبات جلد چہارم

صاحبِ خطبات...... شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ

ناشر .... جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشنِ اقبال ۲ کراچی

مرتب............ محمد ہمایوں مغل

کمپوزنگ .... اراکین دارالتصنیف

ڈیزائننگ .... دارالتصنیف جامعہ عربیہ احسن العلوم

طباعت اول........ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

ملنے کا پتہ

احسنی کتب خانہ — احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

سعدی اسلامی کتب خانہ — بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر ۲

مکتبہ عمر فاروقؓ — بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

اہم گذارش

احسن الخطبات کی تیاری میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں قرآن کریم کی آیات میں کوئی غلطی نہ ہو اور نہ ہی احادیثِ مبارکہ اور دیگر فقہی عبارات میں غلطی واقع ہو۔ پھر بھی اگر قارئین میں سے کسی کو کوئی کمی محسوس ہو تو ازراہِ کرم اعتراضات اور طعنوں سے گریز کرتے ہوئے ادارے کو اطلاع فرمائیں، ادارہ شکر گزار رہیگا۔

خطبہ نمبر ۴۸ (۵۰)

خطبہ نمبر ۴۹ (۶۷)

خطبہ نمبر ۵۰ (۸۴)

خطبہ نمبر ۵۱ (۱۰۹)

خطبہ نمبر ۵۲ (۱۲۹)

خطبہ نمبر ۵۳ (۱۵۵)

خطبہ نمبر ۵۴

خطبہ نمبر ۵۵ (۱۹۱)

خطبہ نمبر ٥٦ (٢٠٨)

خطبہ نمبر ۵۷ (۲۲۵)

خطبہ نمبر ۵۸ (۲۴۲)

خطبہ نمبر ۵۹ (۲۶۱)

خطبہ نمبر ۶۰ (۲۸۰)

خطبہ نمبر ۶۱

(۳۰۲)

علم کے موتی پرونا کوئی ان سے سیکھ لے

شیخ مُفتی زر ولی کی ذات بھی والا ذات ہے

لفظ دریائے معانی ہر ورق بحرُ العلُوم

جو کتابوں کے ذخیرے میں عجب سوغات ہے

جامع البرہان ہے جو جامع البرکات ہے

احسنُ الخُطبات ہے یہ احسنُ الخُطبات ہے

سمیع صِدّیقی

مقدمۃ المؤلف

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

حق تعالیٰ خود نظام کا منتظم اور مدبر ہے "یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ" (سورۂ سجدہ آیت ۵) کے پیش نظر ملائک ہیں یا انبیاء علیہم السلام، خلفاء راشدین ہیں یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین ہیں یا تبع تابعین، فقہاء کرام ہیں یا مجتہدین، محدثین ہیں یا مفسرین، مؤرخین ہیں یا محققین، مصنفین ہیں یا ناشرین و جامعین یہ صرف ذرائع اور وسائل خیر ہیں۔ حقیقت کارفرمائی چشمۂ فیضان الوہیت کی ہی ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" (بنی اسرائیل آیت ۸۵) نبی آخر زمان رسول اکرم ﷺ کو جن و انس فرش تا عرش جمیع خلائق اور کائنات کے لئے رسول و نبی خاتم و ختم بنایا ہے۔

حضرت اقدس امام العصر محدث کبیر فقیہہ علی الاطلاق آیت من آیات اللہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے

مولانا روم رحمہ اللہ شمس تبریز کے لئے ترجمان ٹھہرے اور کہنا پڑا کہ

مولوی ہرگزنہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حق تعالیٰ نے مولانا روم رحمہ اللہ کی کتاب کو اپنی شیخ کی شرافت مقام اور بے باک ترجمانی کو یہاں تک پہنچایا کہ زبان پر یہ آیا

من چہ می گویم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

یہ وہی جذبات ہیں، اسی کتاب کی حق گوئی ہے جس کے راست بیان کے لئے مولانا رحمہ اللہ کو مد و جزر میں یہ احساس دلانا پڑا کہ

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآن درزبان پہلوی

دنیائے علم و تحقیق تسلیم کر چکی ہے کہ قرآن کریم کے اسرار سربستہ کے بہت سارے دریائے موجزن مولانا روم رحمہ اللہ کے شعری گلدستوں اور سخنہائے لذت و شیریں زبانی سے بہ آسانی حل ہو جاتے ہیں۔ بحر العلوم نظیری کی شرح اور حاجی امداد اللہ کا مختصر دیوان اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کلید تو اس باب میں روح المعانی اور فتح الباری کا مقام رکھتی ہیں۔

ان فی ذالک لکفایتہ لمن کان لہ طلب صادق وعلم راسخ وقدم ثابت واطلاع واسع وذوق سلیم وطبع کریم

منظومہ میں فرماتے ہیں

یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا
تا مرکزِ عالم توئی بے مثل و نظیری
ادراک بختم ست و کمال ست بخاتم
عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

چنانچہ علوم نبوت کی جو تنفیذ چار دانگ عالم میں خلافت راشدہ سے ہوئی اور خود بنوامیہ اور بنوعباس کے صد قبائح اور بشریات، مصائب سمیت کائنات کے چپے چپے تک وحدت وفردت الٰہی کا پیغام اور نبی خاتم کی منور تعلیمات کا شہرہ جس دھیڑ یلے سے حجر وشجر ومدر تک پہنچا ہے وہ بھی آیتِ قرآنی ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کا کرشمہ ہے۔

عرب آئمہ اپنی جگہ مگر اعاجم کے آئمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تفقہ اور تبحر اجتہاد، ان کے لائق وفائق شاگردوں اور معتقدین کے ذریعے جس طرح ''نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر'' کی ایک مسلمہ داستان ہے جس کے شیرین وپرلذت زمزموں سے رہتی دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ احادیث کے میادین میں امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح کو دیکھ لیجیے جسے مصنف اور مصنف دونوں کے لئے معراج صدق ودیانت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معجزہ مانا جاتا ہے۔ بہرحال

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم
چناں کہ حرف عصا گفت موسیٰ در طور

خطبہ نمبر ۴۷

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًاo خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا o (سورۂ کہف آیت ۱۰۷،۱۰۸)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّاo

(سورۂ مریم آیت ۹۶)

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَo

(سورۂ حج آیت ۷۷)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد
وعلی اٰ لہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

ایمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے

قابلِ قدر بزرگو محترم بھائیو معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے ایمان جیسی دولت عطا فرمائی ہے اور یہ اللہ کا اپنا خاص احسان ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان محنت سے نہیں ہوتا کسب سے نہیں بنتا، کسی کی کوشش سے نہیں ہوتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عطا ہے کوئی کتنی بھی مشقت کر لے لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل نہ ہو انسان ایمان سے آراستہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے کہ " اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ج وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ "(سورۂ قصص آیت نمبر ۵۶) جنابِ نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ یہ ایمان، یہ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مرضیات میں سے ہے اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ انبیاء مرسلین میں بڑے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام ہیں اور ان کا بیٹا کنعان کافر رہا، کافر مرا، پیغمبر نے کتنی محنت مشقت کی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو تبلیغ

انبیاء بنی اسرائیل کے سرخیل اور سپہ سالار ابوالانبیاء بنی اسرائیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد آذر بغیر ایمان کے دنیا سے گزر گیا۔ ابراہیم علیہ السلام دنیا میں بھی ان کی وجہ سے غمگین رہے اور قیامت کے دن بھی پریشان ہوں گے۔ دنیا میں تو اس لئے کہ

حضرت اس کوشش میں رہے کہ اس کو ایمان نصیب ہو لیکن وہ بہت سخت تھا

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ط اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّاo (سورۂ مریم)

قرآن میں ان کو ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنائیں وہ دین کے بارے میں بڑے پختہ کار مستقل مزاج اور سچائی سے آراستہ پیغمبر تھے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًاo (سورۂ مریم)

جب انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ ایسوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ کچھ کام آسکتے ہیں" یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِکَ "اے اباجان میرے پاس نبوت اور وحی کا ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے" فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا o میری بات مان لیں بالکل سیدھے اور درست راستے پر روانہ کردوں گا" یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ o"اے اباجان شیطان کی باتیں نہ مانیں اس کی پوجا نہ کریں" اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا "شیطان اللہ رب العلمین کا بہت بڑا دشمن ہے" یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ" مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا o" (سورۂ مریم آیت ۴۱ تا ۴۵) اگر اسی طرح شرک اور کفر پر آپ رہے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کافر و مشرک کی جو سزا ہے جہنم کی آگ، وہ آپ کو پکڑ لے گی اور یوں آپ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور ہو کر شیطان کے دوست بن جائیں گے۔

کتنی بہترین تقریر ہے، تقریر اس کو کہتے ہیں جس میں مقصد واضح ہو، بعض مولوی

گھنٹوں لگے رہتے ہیں لیکن کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے کہ بات کیا تھی، کہنا کیا چاہتے تھے مضمون کیا تھا اور واقعہ سے نتیجہ کیا نکلا۔ فارسیان کہتے ہیں ''من چہ می گوئم تنبور من چہ می گوئی''، میں کیا کہہ رہا ہوں اور ڈھول کیا کہہ رہا ہے۔ تقریر اور بیان وہ پسندیدہ ہے جس میں مطلب بالکل واضح اور نشانے پر ہو کوئی کبھی بھی آکر بیٹھ جائے اسے پتہ چلنا چاہئے کہ آج توحید کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے، غیر اللہ کی پرستش سے منع کرنے کی بات ہو رہی ہے، جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع اور اس کی قدر و منزلت بیان ہو رہی ہے، شرک و بدعت کی مذمت کی جا رہی ہے، ہر ہر جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایسا ہے کہ اس پر مہینہ بیان ہو سکتا ہے۔ گھر کے لوگوں کو اور وہ بھی بڑوں کو اور وہ بھی باپ جیسی عظمت کی جگہ ہو اور انہیں اتنی اہم بات سمجھائی جائے یہ بالکل امتحان کی سی کیفیت ہے کیونکہ باپ تو بیٹے کو سمجھاتا ہے بڑا چھوٹے کو سمجھا سکتا ہے لیکن عمر میں چھوٹا اور وہ بھی بیٹا اور زمانے کا نبی مرسل الصادق المصدوق وہ وحی سے بیان فرما رہے ہیں کہ یہ جو آپ نے مورتیاں بنائی ہیں باباؤں کی یادگاریں کھڑی کی ہیں، ان کا خاص طریقے سے آداب بجالاتے ہیں جو ایک مخلوق کی طرف سے مخلوق کے لئے جائز نہیں ہے اس سے باز آجائیں، یہ غلط راستہ ہے جہنم لے جانے والا ہے۔ تھوڑی دیر کی تقریر ہے لیکن مکمل زندگی کا لائحہ عمل بنا کر دے دیا۔

بزرگوں سے محبت میں تجاوز! شرک کی ایک قسم

یہ بھی ایک قسم کا امتحان ہے جو کہ لوگوں اور امتوں پر قیامت تک رہے گا۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے سامنے تو مشرکین ہی تھے، دوسری طرف بعد میں یہود اور نصاریٰ ، ہندو اور سکھ ڈوگرے اور گوتھڑے تھے وہ سب کے سب تو توحید کے محتاج ہیں انہیں توحید کے بھرپور بیان کی ضرورت تھی۔ لیکن یہ ہمارے مسلمانوں پر جو رسوم غالب ہوئی ہیں اور اوہام آئے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ لوگ شریعت کے دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں اور شریعت کے خلاف بزرگوں سے عقیدت رکھنے لگے۔ بزرگوں سے عقیدت رکھنا بھی ضروری ہے لیکن اس کی بھی شریعت نے حدیں مقرر کی ہیں، ان حدود سے تجاوز کی وجہ سے درگاہیں وجود میں آئیں اور یہ لوگ محبت میں اتنا آگے نکل گئے کہ ان بزرگوں کو اپنی ہر چیز کا مالک اور مختار سمجھنے لگے، حاجت روا اور کارساز سمجھنے لگے۔ ورنہ ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ نے تو جتنی زیادہ قبروں اور مزاروں کی مذمت کی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں کی، حضرت ﷺ فرماتے ہیں ''ان لا تدع قبراً مشرفاً الا سویتا'' اونچی قبر چھوڑنا نہیں یہاں تک کہ اس کو زمین سے ملاؤ۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ درگاہ کا ثبوت آخر ہوا کہاں سے ہے یہ کب وجود میں آئی ہیں'' ولا تمثال الا محوتا'' (ترمذی ج ا ص ۲۰۳) اور نہ مورتی چھوڑو مگر یہ کہ اس کو توڑ دو۔ غور فرمایئے کہ قبر کا مسئلہ پہلے بیان کیا اور مورتی کا بعد میں بیان کیا کیونکہ مورتیوں سے مسلمان نہیں بھٹکتے، وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ مجسم ہیں اور بت ہیں اور غیر مسلم کی عبادت گاہوں مندر، چرچ کو بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ یہ کفر کے اڈے ہیں۔ وہ باباؤں کی عقیدت میں بہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں دھوکہ اور فریب بہت زیادہ ہے۔ میری آدھی کیا بلکہ مکمل زندگی اسی مسئلہ میں گزر گئی لیکن آج تک دنیائے حدیث

میں یا کسی بھی تاریخ میں یا کسی بھی قسم کی کتاب میں ایک روایت صحیح تو در کنار ضعیف بھی ایسی نہیں ملی کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی پوری ۶۳ سالہ زندگی میں ایک دفعہ بھی کسی نبی کو یا کسی اور کو آواز دی ہو یا مشکل وقت میں پکارا ہو۔ آپ ﷺ سے پہلے سوا لاکھ انبیاء گزر چکے ہیں لیکن کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو مشکل میں پکارا ہو، ہمارے زمانے کے بدعتی ذرا اپنے نبی کی تعلیمات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لیں تو ان کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کس قدر بھٹک گئے ہیں اور یہود و نصارا کے نقش قدم پر چل رہے ہیں نبی کریم ﷺ کی محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کی مسلسل دشمنی کے درپے ہیں۔

پکارنا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے! حضرت زکریاء علیہ السلام

بزرگوں کی محبت میں تجاوز سے ہی سارے نقصانات ہوئے ہیں کیونکہ پکارنے والا یہ سمجھتا ہے کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسی صلاحیت اور کرامت ہے کہ میں یہاں چڑھاوا دوں، سلام کروں، آداب بجالاؤں تو میرا کام بن جائے، مشکل حل ہو جائے اور مجھے بیٹا مل جائے۔ تو قرآن کریم ایسے موقع پر کہتا ہے کہ باباؤں کا سب سے بڑا بابا اور پیغمبر وقت حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ پڑھ لو۔ خدا تعالیٰ نے ان کا قصہ بہت جگہوں میں ذکر کیا ''هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ '' ان کی پرورش میں جب پاک بی بی تھی حضرت مریم رضی اللہ عنہا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ۔ حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، امام اور خطیب بھی تھے اور بی بی مریم کی پرورش انہی کی ذمہ داری تھی، قرآن کہتا ہے کہ

جب ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام مریم بی بی کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ قسم قسم کے بے موسم پھل بی بی مریم کے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ تو حضرت نے دریافت کیا "قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا" "یہ کہاں سے آیا" "قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" "بی بی نے کہا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ بھیج رہے ہیں" "اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ" "اللہ تعالیٰ ہر موسم میں بے موسم پھل دے سکتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک ننھی منھی معصوم پاک دامن بی بی کی کرامت دیکھی تو ان کی نبوت کا مزاج بھی جوش میں آیا کہ جب بغیر موسم کے آپ پھل دے سکتے ہیں تو گو میری عمر نہیں ہے صحت نہیں ہے" "قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ" "اعضا میرے اکھڑ گئے" "وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا" "سر کے بال تک بھڑک اٹھے سفید ہو گئے ہیں" "وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا" (سورۂ مریم آیت ۴) اور اب بھی آپ سے مانگنے سے نا امید نہیں ہوں۔ تین وجہ بیان فرمائی ہیں، بڑھاپا آ گیا، اولاد جوانی میں ہوتی ہے، بال سفید ہو گئے اور یہ نہیں کہ بے موسم سفید ہو گئے، موسم سے سفید ہوئے اور اعضاء بھی ہل گئے ہیں بڑھاپا کی وجہ سے۔ تو اسباب نہیں ہیں لیکن مسبب تمام اسباب پیدا کرنے والے اپنی قدرتوں میں کامل مالک و مختار رب کریم آپ بے موسم پھل مریم کو دیتے ہیں تو یقیناً آپ مجھے بھی بے موسم بیٹا عطا کر دیں۔ قرآن پاک کہتا ہے "هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ" "یہیں پر جہاں مریم کو دیکھا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر حسد نہ کریں۔ بلکہ اس طرح کہیں کہ خدایا اس کو صحت دی مجھے بھی صحت و توانائی دیں، خدایا اس کو حلال دولت دی ہے مجھے بھی عزت

کی دولت اور فراوانی عطا فرما، یہ قاعدہ ہے کہ دعا اس کی قبول ہوتی ہے جس کے دل میں حسد نہ ہو، محبت اور رشک "هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ" مفسرین کہتے ہیں کہ ظہورِ کرامت میں دعا قبول ہوتی ہے ظہورِ کرامات مریم بی بی کے پاس ہوا اور جہاں کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے وہاں قبولیت کے جلوے قریب سے برستے ہیں۔

"قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً" اپنے پاس سے مجھے بھی بیٹا دے پاک صاف۔ بیٹا ہو اور باپ کے مسلک پر ہو، بیٹا ہو اور باپ کی صلاحیتوں سے بلند ہو، ایسا بیٹا نہ ہو جس کی وجہ سے باپ روز تھانے اور تحصیل میں کھڑا ہو، ایسا بیٹا نہ ہو جس کی وجہ سے باپ جوابازوں اور شرابیوں کے قریب ہونے لگے۔ دوسری جگہ فرمایا "وَزَكَرِيَّآ اِذْنَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا" اور اصل تو آپ سب کے ہیں۔ بیٹا کیا دے گا ایک خوشی ہے ایک آرام ہے، خدایا کوئی بھی نہیں ہوگا تو ہوگا، کوئی بھی ساتھ نہیں دیگا لیکن آپ ہر دم ساتھ رہیں گے "وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ"۔ کیسی زبردست دعا مانگی ہے "فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ" اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کی دعا قبول کی "وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى"، یحیٰ نام کا بیٹا دیا "وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ" اور ان کی بیوی جو بانجھ تھی اس کو بھی اس قابل بنایا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ بیٹا اس لئے دیا کہ پیغمبر نے مانگا تو پیغمبر تو ۱۰۰ سال سے مانگ رہے ہیں، تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ناامیدی نامناسب ہے اور محرومی کا باعث ہے۔ "اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ" یہ پیغمبر لوگ نیکیوں میں آگے بڑھتے تھے۔

نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنا ! انبیاء کی سنت، بخشش کا سبب

نیکی کے کام میں پیچھے نہیں رہنا چاہئے جتنا زیادہ نیکی کے کاموں میں ترقی ہوگی اتنا ہی انسان کے ایمان میں مضبوطی پیدا ہوگی۔ آج اکثر لوگوں میں یہ اثر ہوگیا کہتے ہیں کہ اس کا کام کروں تو مجھے کیا ملے گا ہر چیز کا عوض نہیں ہوتا اور عوض طلب کرنا بھی حماقت اور محرومی ہے، یہ کہہ کر آپ اپنا ثواب بھی برباد کر لیتے ہیں۔ نیکی کے کام تو جب بھی میسر آئیں اسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سمجھنا چاہئے اور خوب دل کھول کر اس میں حصہ لینا چاہئے۔ بخاری شریف میں ایک بدچلن عورت کا واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ساری زندگی اس کی خراب کام میں گزری ایک روز وہ راستے سے گزر رہی تھے اس نے دیکھا کہ ایک کتے کو پیاس لگی ہے اور وہ ایک کنویں کے کنارے بیٹھا ہوا ہے اس نے سوچا کہ ایسی پیاس مجھے بھی لگی ہوتی ہے تو گرمی سے، پیاس سے کتے کا کیا حال ہوگا۔ اس خاتون نے اپنے دوپٹہ سے رسی بنائی اور اپنے جوتے کو اس سے باندھا اور ''ڈول'' کی طرح اسے بنایا اور تھوڑا تھوڑا پانی بھرتی تھی اور وہ کتے کو پلاتی تھی یہاں تک کہ کتا سیراب ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار عورت کے اس عمل کی قدر میں ''فغفر لھا بذلک'' (بخاری ج ا ص ۴۶۷) اس کی مغفرت فرمائی۔

یہی حال برے اعمال کا بھی ہے کہ ایک چھوٹا سا عمل ہوتا ہے لیکن وہ انسان کو جہنم لے جانے کے لئے کافی ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت تھی اور اس کی ایک بلی تھی۔ وہ بڑی ظالم تھی بلی کو ایسا باندھ کر رکھتی تھی، نہ ہی اس کو کچھ کھانے پینے کو دیتی تھی اور

نہ ہی اس کو کھولتی تھی کہ وہ اپنے لئے باہر سے کچھ کھانے کا انتظام کر لے ”حتی ماتت جوعا “ (بخاری شریف ج ا ص ۳۱۸) یہاں تک کہ وہ بلی اسی حال میں بھوکی پیاسی مرگئی۔ اس عورت کے اس عمل کی وجہ سے اسے عذاب ہوا اور اس کی معافی نہیں ہوئی۔

مجھے کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے کہ یہ ہمارے مسلمان! یہ امت محمدیہ کے لوگ ﷺ! یہ آخرت میں جنت کی امید رکھنے والے! ان کو نیکیوں سے کیسے دوری ہوگئی یہ لوگ نیکیوں سے سیر کیسے ہو گئے؟ ایک کام آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ آگے نہیں بڑھاتے ہیں یہ بہت بڑی بدبختی ہے۔

اچھے کلمات کی ادائیگی بھی نیک اعمال میں سے ہے

حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے پاس کچھ کلمات ہیں، ترمذی شریف میں ہے میں وہ کلمات پڑھتا تھا تو مجنون ٹھیک ہو جاتا تھا یہ بھی ایک نیکی ہے۔

مؤطا امام مالک میں کعب احبار کی روایت ہے کہ کچھ کلمات ایسے ہیں کہ جن کو میں صبح شام پڑھتا ہوں اگر نہیں پڑھتا تو یہود مجھے گدھا بنادیتے ”لولا کلمات اقولھن لجعلتنی الیھود حمارا“ (مؤطا امام مالک ص ۷۲۳) کچھ کلمے ہیں جو صبح شام پڑھے جائیں تو ہر طرح سحر اور جادو سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

وہ کلمات یہ ہیں

اعوذ بوجه الله العظيم الذی لیس شیٔ اعظم منه و بکلمات الله التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر و باسماء الله الحسنیٰ کلها ما علمت منها ومالم اعلم من شر ماخلق و برأو ذرأ

”وکلمته القٰها الیٰ مریم“ ایک کلمہ ہی تو تھا جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے لگے۔ اللهم انا نعوذبک من شر الخلائق بکلمات تامات“ کبھی حضرت دعا مانگتے تھے کہ خدایا تیرے جو پاک و کامیاب کلمے ہیں ان کے سہارے مجھے شر خلائق سے، مخلوقات کے شر سے پناہ میں رکھ۔

ایک کلمہ ہی تو ہے”ای عم قل لا الٰه الا الله کلمت احاج لک بها عند الله“ حضرت ﷺ فرماتے ہیں اپنے چچا ابو طالب سے۔ پڑھ لیں وہ کلمات کہ جن کے ذریعہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے آپ کی شفاعت کر سکوں۔ کتنا محسن تھا ابو طالب، کتنی نیکیاں تھیں اس شخص کی، کتنا وہ حضرت ﷺ کا خیال رکھتا تھا لیکن وہ مقدس کلمہ جس کی ادائیگی کے بعد جہنم حرام ہو جاتی ہے اور جنت واجب ہو جاتی ہے یہ کلمہ وہ نہیں پڑھتا تھا اس سے بچتا تھا اور جب آپ نے زیادہ زور دیا تو صنادید قریش جو کہ مشرکین کے بڑے ہیں وہ ابو طالب کو کہتے تھے”اترغب عن ملة عبد المطلب“ (بخاری ج ۲ ص ۷۰۳) اپنے بڑوں کے طریقے چھوڑ رہے ہو۔ حضرت ﷺ فرماتے تھے پڑھ لیں کلمہ اس سے پہلے کتنا کہا ہوگا لیکن آج آخری دن ہے اور چند لمحے بعد ابو طالب مر رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ابو طالب نے اشعار

پڑھے آپ کی تسلی کے لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا دین اور آپ بالکل برحق ہیں، جاننا کافی نہیں ہے ماننا ضروری ہے۔ بڑے بڑے کافر جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں۔

اسلامی بینکاری! جاننے کے باوجود ایک حرام کی طرف پیش رفت

جان کر نہ ماننا اور خطرناک ہے مختصر المعانی میں ''ومن لم یعلم من مقتضیٰ العلم وھو والجاھل سواء'' کشاف نے علامہ آلوسی سے نقل کیا ہے''بل ھو اسوہ حال من الجاھل لانہ لا یعمل لجھلہ و ھذا لا یعمل مع علمہ فکانہ اضلہ اللہ علیٰ علمہ'' جاہل نہیں کرتا ہے نہیں جانتا ہے نہ جاننا بھی ایک بلا ہے لیکن یہ جان کر جو نہیں کرتے ہیں یہ بہت زیادہ خطرناک بات ہے، بہت تکلیف دہ بات ہے، جاننے کا تو فائدہ یہ ہے کہ آگے مان لیں۔ قرآن کریم میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے متعلق ایک مقام پر رب العزت فرماتے ہیں ''اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ'' (شعراء آیت ۱۹۷) بنی اسرائیل کے علماء اسے جانتے ہیں معلوم ہے لیکن مانتے نہیں ہیں۔

بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو سب پتہ ہے کہ کوئی اسلامی بینکاری پاکستان میں نہیں ہے۔ یہ ایک سازش کے تحت اسلام کے نام پر لوگوں کو سود خور بنانے کی ناروا مہم چلائی جارہی ہے اور عالی طبقہ کے لوگ اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ''فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ○ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ○'' (سورۂ نزعات آیت ۳۸،۳۷) یہ سرکشی اور دنیا پرستی کی

بین مثال ہے۔ ملک بھر کے علماء اور جید فقہاء نے ان کی فقہی لغزش کو دلائل کے ساتھ پکڑا ہے اور ان کی فقہی لغزش بالکل واضح ہے۔ عام بات ہے جسے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ تمام لوگوں کی رقوم جمع کر کے اسٹیٹ بینک میں جمع کرتے ہیں اور اسٹیٹ بینک ان کو سود دیتا ہے۔ ہر خاص و عام کو اس بات کی اطلاع ہے کہ اسٹیٹ بینک کسی بھی طرح سود سے پاک نہیں ہے پھر اس سے حاصل کردہ رقوم کس طرح سود سے پاک ہوسکتی ہیں کیونکہ وہ عالمی منڈی کا ممبر ہے نہ کہ کسی دینی ادارے کا کوئی فرد، وہ کیسے اسلام کا کام کرسکتا ہے۔ یہ ہمارے لوگ وہاں سے ایک فیصد نفع جو بھی انکا ساڑھے تین/ چار فیصد طے ہے وہ لے لیتے ہیں اور پھر اپنے ممبران پر اور ڈونروں پر تقسیم کرتے ہیں کسی کو ایک فیصد (1%)، کسی کو ڈیڑھ فیصد (1.5%)، کسی کو دو فیصد (2%)، خالص مکر، سازش اور فتنہ ہے۔ اہل حق علماء، اہل حق طبقہ ان کا یہ خیال تھا کہ اس طرح سود کی لعنت کم ہو جائے گی اور لوگ اسلامی طرزِ حیات پر آجائیں گے۔ لیکن جب اجلہ فقہاء، سربر آوردہ مفتیان، پاکستان کے ۴۰۰ جلیل القدر فقہاء نے اس کا مکمل جائزہ لیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ شاید بعض وجوہ سے اسلامی بینک سودی بینکوں سے بھی زیادہ ناکارہ اور کمبخت ہیں۔ غور سے سن لو، کان کھولو! جہنم جانا اور نہ جانا وہ آپ پر ہے، ہم آپ کو جنت کا راستہ بتاتے ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک چیز میں اختلاف آیا، جائز یا ناجائز کا تو ترجیح ناجائز کو ہی ہوتی ہے اور اس پر ناجائز کا حکم لگا کر اسے ترک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر جائز کام کا کرنا ضروری نہیں مگر ہر ناجائز سے بچنا ضروری ہے۔

مشتبہ چیزوں سے بچنا ہی ایمان کا تقاضہ ہے

کم از کم یہ تو ان کے مقتدر علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ معاملہ مشتبہ ہے۔ وہ ان کو مشتبہ تو نہیں کہتے ہیں، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا ہے کہ پورا اسلام اب بھی نہیں ہے، ہم تو کوشش میں ہیں۔ آپ کی کوشش سود کو حلال نہیں کر سکتی۔ عدم اطمینان دلیل ہے اشتباہ کی اور یہ کہنا کہ یہ پورا اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام کی طرف ایک کوشش اور تدبیر ہے یہ عدم اطمینان اور تشکک اور تردد اور اشتباہ کا معدن ہے۔ کیا آپ کی نظر میں حدیث شریف نہیں ہے، بخاری میں نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ ''الحلال بین الاحرام بین '' یہ حلال واضح ہے اور یہ حرام واضح ہے'' وبینھما مشتبھات'' درمیان میں کچھ چیزیں ہیں جو ملتی جلتی ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ شاید اسلامی بینکاری ہے ،ان کے استادوں نے ، ملک بھر کے بڑے فقہاء نے کہا کہ اس میں ایک فیصد بھی اسلام نہیں ہے، اسی کو تو مشتبہ کہتے ہیں، حدیث میں آگے فرمایا کہ'' فمن اتقی المشبھات '' (بخاری ج ا ص ۱۳) جو شبہات اور شک والے نظام سے بھی بچے تو اس شخص نے اپنا ایمان اور عزت اور آبرو محفوظ کر لی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس میں عزت جانے کا بھی اندیشہ ہے خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں ہو، ایمان کو بھی خدشہ ہے یہ تو مال بڑھانے کے چکر میں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ نا جائز ہے تو متبادل کیا ہے؟ اس کا متبادل حلال کاروبار ہے۔ اگر کل آپ کو غلاظت کا متبادل نہ ملے تو پھر آپ اسے بھی کھانا شروع کر دیں

ہو جاؤ۔

آپ کو چاہئے کہ محنت اور مشقت کریں، حدیث میں ہے قربِ قیامت میں ایمان پر رہنا ایسا ہوگا جیسے "کالقابض الاجمرہ" جیسے مٹھی میں آگ کا انگارہ پکڑنا مشکل ہے۔ آپ یہی انگارہ پکڑیں، ہاتھ تو جل رہا ہے لیکن ایمان بچا ہوا ہے اور امید ہے کہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں گے۔ جب آپ نے یہاں ٹھنڈے سینے سے رقوم بینکوں میں ڈالیں اور خوب اس کا منافع کھایا یہ دیکھے اور سوچے بغیر کہ یہ رقم کیسی ہے تو پھر بروزِ قیامت جہنم کی آگ کے لئے تیار رہیں۔

حضرت الشیخ کا سپاس وتشکر

ایک ایجنٹ نے مجھے کہا کہ آپ مدرسہ کے پیسے ڈالیں، تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس تو اتنے ہوتے ہی نہیں ہیں جتنے آتے ہیں کہ طلباء پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ تو کہنے لگا کہ آپ اپنی رقوم ڈالیں تو میں نے اس سے کہا کہ ہم تو جبہ، رومال اور پگڑیوں کے علاوہ اور کوئی سرمایہ نہیں رکھتے یہ ہماری دینی کتب ہی ہماری زندگی کی ساری کمائی ہے، انہی کے درمیان ہماری زندگی گزرتی ہے۔

کچھ حسینوں کے خطوط کچھ تصاویرِ بتاں
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

میں نے کہا کہ ہم لگتے بڑے مالدار ہیں، الحمد للہ خدا کا شکر ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہیں، اگر ذلیل وخوار لگتے تو کیا کر سکتے تھے۔ یہ بھی اللہ کا خصوصی

گے؟۔ یہ عجیب بات ہے! قرآنِ کریم نے جو کہا کہ سود حرام ہے تو قرآن نے کہا کہ بیع جائز ہے، کاروبار جائز ہے کاروبار پر پابندی نہیں ہے۔ یہاں ذرا ایک بات غور سے سن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا'' وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا '' سود کو حرام کر رہے تھے تو فرمایا کہ بیع خرید وفروخت حلال ہے تو میں نے کہا کہ اس مسئلہ کا متبادل تو آیت خود بیان کر رہی ہے۔ کیا وہ متبادل نظام جو رب العزت نے بیان کیا، آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں؟ یاد رکھو اچھی طرح سمجھو کہ اس مسئلہ میں ان کو تفسیری مغالطہ ہو رہا ہے۔ یہ ایک وہم کا جواب ہے، وہم یہ تھا'' قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا '' حضرت محمد ﷺ سوُد کو ناجائز کیوں کہتے ہیں، کاروبار میں اور سوُد میں فرق ہی کیا ہے؟ کاروبار میں رقم ڈوبتی ہے اور سوُد میں ڈوبتی نہیں ہے، حرام کاری بڑھتی جاتی ہے،، تو چونکہ یہ اشکال ہوا تھا'' انما البیع مثل الرباء '' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا '' تو چونکہ ایک الزام تھا اور اشکال تھا کہ اسلام کاروبار کو جائز کہتا ہے جس میں نفع نقصان ہے اور سوُد کو ناجائز کہتا ہے جس میں نفع ہی نفع ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے'' وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا '' '' فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى '' جس کو دینی نصیحت آگئی اور وہ باز آیا'' فَلَهٗ مَا سَلَفَ '' جو پہلے ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے'' وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ '' اور جو سننے کے بعد بھی سود سے باز نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دے گا۔ قرآن کریم میں تو رب العزت نے انتہائی بات کی ہے کہ اگر اس سود سے تم باز نہیں آتے ہو تو میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار

احسان ہے لیکن کبھی یہ سوچا بھی نہیں کہ ہم تجارت کریں اور پیسے کمائیں۔ بس یہ شکر ہے کہ ادارے بن رہے ہیں، طلباء پڑھ رہے ہیں، تفسیر حدیث، فقہ پڑھانے کا بہترین موقع مل رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کرنے کا خوب بھرپور موقع دیا ہے سارا سال ہم بخاری اور ترمذی پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں اور شعبان میں جب تمام مدارس میں چھٹیاں ہو جاتی ہیں اور مدارس بند ہو جاتے ہیں تو احسن العلوم میں تفسیر پڑھنے والے طلباء کا رش لگ جاتا ہے ایک سمندر کی طرح طلبا کراچی کا رخ کرتے ہیں۔ پورے ملک میں بزرگ علماء اس عاجز اور نالائق سے بخاری ختم کرانا چاہتے ہیں، اس دفعہ بھی ۳۸ مقامات سے دعوت آئی صرف ۲۲ جگہیں بڑی مشکل سے قبول کیں۔ یہی ہمارا سرمایہ ہے اور پونجی ہے جس پر ہمیں فخر ہے اللہ تعالیٰ اس میں اور برکت دے ہمیں کسی بھی تجارت اور مالداری کی ضرورت نہیں، یہی جو طلباء کی کھیپ تیار ہوتی ہے یہی ہمارا مال ہے اور یہی ہماری تجارت ہے۔

بڑے علماء سے بھی غلطی ہو سکتی ہے! چند امثال

جن علماء نے کہا ہے کہ اسلامی بینکاری غلط طرزِ مال ہے اور اس میں ایک فیصد بھی اسلام نہیں ہے نری سیاہی، تاریکی، ظلمت اور ناجائز ہے۔ ان کا کہنا ایمان پر اخلاص پر لوگوں کے مال کے بجائے ان کی عاقبت اور آخرت بچانے کی فکر ہے، لیکن جو کہتے ہیں کہ نہیں وہ بھی بڑے مولوی ہیں، انہوں نے بھی ان مسائل میں تحقیق کی ہے، کتابیں لکھی ہیں۔ اس سے ہمیں کب انکار ہے، ان کا بڑا ہونا اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن وہ اس مسئلے میں غلطی

پر ہیں، ان کی علمی غلطی بالکل واضح ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ بڑوں سے بھی غلطی ہو سکتی ہے تاکہ آپ کی تسلی رہے۔

پہلی مثال بخاری شریف میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مَا نَنسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنسِهَانَاتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا '' کے ذیل میں کہ ابی بن کعب اس امت کے اقرا ہیں ''اقرأنا ابی'' لیکن وہ کہتے ہیں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور ایسا نہیں ہے۔ ابیؓ باوجود اس کے کہ وہ اقرأ ہیں لیکن انکی یہ لغزش حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں۔

دوسری مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی حدیث میں فرماتے ہیں کہ ''اقضانا علی '' اس امت کا سب سے بڑا قاضی حضرت علی ہے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض مخالفین کو تحریق کرتے تھے آگ سے جلاتے تھے اور اس کو صحابہ نے کمزور بات کہا ہے، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کاش یہ سزا نہ دیتے کیونکہ حدیث میں ہے کہ ''ان النار لا یعذب بھا الا اللہ '' باوجود اتنے بڑے مقام اور مرتبہ کے فقہی لغزش واقع ہوگئی۔ (بخاری شریف جلد۲ ص ۶۴۴ کتاب التفسیر) بڑے جلیل القدر صحابی کی ایک فقہی لغزش دوسرے صحابی بتا رہے ہیں۔

تیسری مثال حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی ہیں، پیغمبر ﷺ نے جو ۴ آدمی متعین کیے ہیں کہ ان سے قرآن سیکھا کرو، ان میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب سورۃ الیل پڑھتے تھے ''والذکر الانثی'' پڑھتے تھے شاگرد بڑے خفا ہوتے تھے لیکن وہ کہتے تھے کہ اسی طرح پڑھو میں نے

نبی ﷺ سے ایسا ہی سیکھا ہے ان کے علاوہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم ’’ وما خلق الذکر والانثی ‘‘ پڑھتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۳۷)

چوتھی مثال عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بخاری میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کی زندگی میں ہم پڑھتے تھے ’’ السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته ‘‘ لیکن جب پیغمبر ﷺ فوت ہوئے تو ہم پڑھنے لگے ’’ السلام علی النبی ایھا النبی ‘‘ خطاب کا صیغہ ختم کیا اور غائب کا صیغہ لے آئے اور کہتے تھے کہ اب تو نبی ﷺ دنیا میں نہیں ہیں۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامیذ اسودؒ اور علقمہؒ بڑے بڑے ان میں سے ایک نے بھی اس کو روایت نہیں کیا کیونکہ زندگی میں بھی تو پیغمبر ہر جگہ نہیں تھے، مکہ میں جو نماز ہو رہی تھی اور آپ ﷺ مدینے میں تھے اور جب مدینے سے آپ ﷺ مکہ آئے تو سفر میں پڑھتے تھے وہاں آپ سامنے کہاں تھے۔ تو کبھی کبھی بڑے علماء سے بھی بعض ایسی لغزش صادر ہو جاتی ہے۔

مسئلہ میں رجوع کرنا بھی اسلاف کا طریقہ ہے

پہلا واقعہ ہمارے مذہب کے امام، امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ایک خاص وجہ سے فرماتے تھے کہ قرآن کی طرح قرآن کا ترجمہ بھی قرآن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن بغیر عربی بھی قرآن ہے اور ابو حنیفہؒ کے ایسے دلائل ہوتے تھے کہ ان کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ اس ستون کو سونے کا کہیں ’’ لاقامه علیک

بـحـجتـه ''تو اس کو بھی دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں انہیں اپنے علم پر اتنا کنٹرول تھا۔ جب شاگردوں نے دیکھا کہ امام صاحب اس پر stand لے چکے ہیں اور یہ بات کسی حد تک صحیح بھی تھی کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ'' اقیمـوا الصلوٰة وآتوا الزکوٰة '' پڑھیں جو نماز فرض ہوگی بلکہ اس کا ترجمہ جس زبان میں بھی ہے اس پر فرض ہے۔ جب شاگردوں نے کہا کہ حضرت اندیشہ ہے کہ لوگ بغیر عربی کے نماز پڑھیں گے تو امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ تمہاری بات صحیح ہے اور'' القرآن اسم لنظم والمعنیٰ جمیعا'' قرآن عربی جمع ترجمہ دونوں کا نام ہے ایک قرآن نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ امام صاحب فرماتے تھے کہ موزے کا مسح جائز ہے خُف یا تو منعل ہو نیچے چمڑہ لگا ہوا ہو یا مجلد ہو پورا چمڑہ ہو اور مسقہ مسخہ ہو کسی ایسی دھات کا ہو جو چمڑا نما ہو ایسا کہ ایک میل چلے نیچے نہ اترے۔ اوپر پانی ڈالے اندر نہ جائے بغیر باندھے ہوئے ٹخنے سے نیچے نہ جائے، جو شرائط لکھی ہیں لیکن جرابین، جرابوں کو آپ نہیں مانتے تھے۔ آپ فرماتے تھے موزہ موزے کی طرح ہونا چاہئے یہاں تک کہ کوئی جرابہ موزے کی طرح ہی ہو۔ تو امام صاحب اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں مانتے تھے، یہ ایک نازک مسئلہ ہے۔ غسل رجلین فرض ہے، پیروں کا دھونا اور یہ صرف موزے کی اجازت آئی ہے، تقریباً ۲۰۰ صحابہ سے اس میں احادیث مروی ہیں۔ امام صاحب سے منقول ہے کہ میں نے موزے کے مسح کا قول تب کیا جب اتنی حدیثیں سامنے آئیں کہ جیسے سورج کی واضح روشنی، اتنا انبار لگ گیا تھا تو سر جھکا کر میں نے کہا کہ'' یـجـوز الـمسـح الخفین لان الاحادیث فیها

مستفیضا‘‘ موزوں پر مسح جائز ہے، کرنا پڑے گا۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ جو حضرت کے خاص شاگرد تھے امام ابو حنیفہؒ فرماتے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کو ان کی زندگی میں انبیاء اور مرسلین بنایا اور بڑی خوشی سے وہ کہتے تھے کہ ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ‘‘ اللہ کا شکر ہے، کہ میرے بڑھاپے میں میرے دو بیٹے بلوغ نبوت کو پہنچ چکے ہیں۔ اس طرح ہمارے پیغمبر فخر المرسلین ، خاتم النبیین جناب نبی کریم ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر بڑا ناز تھا۔ آیتان من آیات اللہ، محدثین کہتے ہیں اسی طرح امام ابو حنیفہ کو امام ابو یوسف اور امام محمد ابن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہما پر بڑا ناز وفخر تھا وہ دونوں پیش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت اگر موزہ نہیں ہے کوئی دھات ہے اور وہ چمڑہ نما ہے اور اس کا جرابہ بنا ہوا ہے اس کو بھی موزے کے حکم میں کہیں تا کہ امت کو آسانی ہو جائے اور عالم شاگرد فاضل شاگرد، استاذ کا سرمایہ ہے، بہت بڑا سرمایہ ہے وہ انہیں بعض باتیں یاد دلاتے ہیں۔ اسی کو علمی معاونت اور علمی نیابت کہتے ہیں، جس وقت امام ابو حنیفہؒ شدید بیمار تھے اور حضرت کے پیروں میں جرابیں تھیں اور نمازوں کے اوقات آتے تھے اور وہ اتارتے تھے تو ایک دن امام ابو حنیفہ نے کہا کہ میرے علاوہ تم سب اس کو موزہ کہتے ہو میں بھی تمہاری بات مان کر موزہ کہتا ہوں کیونکہ بیمار تھے بار بار اتارنا بہت مشکل کام تھا اور گھر پر رہنے والے کو تو ایک دن ایک رات کی چھوٹ ہوتی ہے کہ وہ اس پر مسح کرتا جائے۔ الفاظ اس طرح ہیں ’’النہر

الفائق''، میں آج میں وہی کچھ کرتا ہوں جس سے پہلے تمہیں منع کرتا تھا، اس کو رجوع کہتے ہیں۔ اپنے مسئلے سے پیچھے ہٹنا اور حق کی طرف آنا۔ امام صاحب کے ایک آخری شاگرد تھے نوح ابن ابی مریم رحمہ اللہ وہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے چھ دن بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا ہے۔

بعض مسائل میں بعض علماء سے ایسی لغزش ہو جاتی ہے کہ اگر وہ لغزش بروقت نہ بتائی گئی تو امت کے ڈوبنے کا اندیشہ ہے۔ جیسے اسلامی بینکاری میں ایک اہل حق فقہی طبقے سے فقہی لغزش ہوگئی ہے اور انہوں نے جن وجوہ سے اس کو جائز اور اسلامی کہا ان وجوہ سے اس کا جواز اور اسلامی ہونا ثابت نہیں ہوا اور وہ بدستور ناجائز رہیں گے۔ امام ابوحنیفہؒ کے متعلق ''درِ مختار'' کے مقدمہ میں، کہ حضرت ایک جگہ سے گزر رہے تھے، وہاں چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔ وہ پھسلان جس پر یہاں بیٹھ کہ وہاں تک جانا ہوتا ہے تو حضرتؒ حیران ہوگئے کہ بچے پانی میں بیٹھتے ہیں اور پھسل کے وہاں جا۔ تے ہیں کہیں زخمی نہ ہو جائیں، آپؒ نے بچوں سے کہا کہ خیال رکھیں، کہیں ٹانگ وغیرہ نہ پھلسے (کبھی بغیر اختیار کے آدمی پھسل جاتا ہے اور ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے) تو ان میں سے ایک بچہ یا بچی تھی اس نے امام صاحب کو کہا کہ حضرت آپ اپنا خیال رکھیں اگر آپ پھسل گئے تو پوری امت پھسل جائے گی۔ تو حضرت فرماتے تھے کہ میں نصیحت کرنے لگا اور مجھے زندگی بھر کی نصیحت ہوگئی اسی سے یہ قاعدہ بنا ہے''زلت العالِم زلت العالَم''، عالم دین کا پھسل جانا پورے عالم کا پھسل جانا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جنہوں نے جائز کہا ان کے بڑے اور اساتذہ اور مشائخ اور ان کے مقام سے بہت بڑے فقہاء نے بروقت ان کی گرفت کی ۔ اب اللہ ان کو توفیق دے کہ وہ بروقت توبہ کریں، استغفار کریں اور پیچھے ہٹیں اور اگر ایسا نہ بھی کریں تو امت پر فرض ہے کہ وہ اسلامی بینک سے پرہیز کریں اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ سمجھیں جو سودی بینک کے نظام کیساتھ ہے اس میں کسی درجے میں بھی اسلام نہیں ۔ اللہ ہمارے اعمال اور انجام کی حفاظت فرمائے ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ

صدق الله العظيم

خطبہ نمبر ۴۸

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتو كل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعما لنا من يهد ه اللهفلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحد ہ لا شر يک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبد ہ ورسو لہ ارسلہ الله تعا لیٰ الیٰ کا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الى الله با ذنه وسرا جاًمنيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

”يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ “ (سورۂ بقرہ آیت ۲۰۸)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد وعلی ا له و اصحابه و بارک و صل وسلم علیه

اسلام میں پورا داخل ہونے کا مطلب

قابل قدر بزرگو، عزیز سامعین! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پورے پورے دین

میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ اگر پورے داخل نہیں ہو گے تو پھر شیطان کے پیچھے چلو گے وہ تو تمہارا بہت بڑا دشمن ہے۔ اس کی دشمنی کا سب کو پتہ ہے تو چونکہ تم جب دشمن کے ساتھ ہو جاؤ گے اور اس کے پیچھے چلو گے تو مجھ پر ایمان تمہارا کارگر نہیں ہوگا۔ '' یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً '' اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدھے باہر رہو اور آدھے اندر، نہ ہی یہ مطلب ہے کہ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نہ لائے اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کچھ دین مانو اور کچھ نہ مانو یہ سب باتیں ایمان کے خلاف ہیں۔ قرآن کریم میں یہود کی بری خصلت کا ذکر اس طرح ہے۔

'' اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ '' تم کچھ دین پر ایمان رکھتے ہو اور کچھ دین کو نظر انداز کرتے ہو '' فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا '' جو ایسا کرے گا وہ دنیا میں بھی رسوا اور ذلیل ہو جائے گا '' وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ '' قیامت کے دن تو بہت سخت عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔ '' وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ '' تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ کچھ بے خبر تو نہیں ہے۔

دنیا کے اندر بھی ایک آدمی ہم سے پورا تعلق رکھتا ہے اس کی محبت اور اخلاص پر ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اعزاز میں، آداب میں، تکریم میں، خیر خواہی میں وہ کمی نہیں کرتا وہ اگر چہ نچلے درجے کا آدمی بھی ہے تو ہم اس کو بالائی منزل پر بلاتے ہیں کہ یہ ہمارا مخلص

دوست ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ بادشاہان غریب اور مساکین سے دوستی کرتے ہیں انکی خیر خواہی اور محبت کو دیکھ کر۔ بادشاہ ہی دوسرے بادشاہ کے خلاف فوج صف آراء کرتا ہے دوسرے بادشاہ کا مقابلہ دیکھ کر کہ یہ ملک کے لئے، میری عزت وعظمت کے لئے مضر ہے طاقت اور توانائی صرف کر کے اس کو سیدھا کیا جاتا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع اور محبت ! کامیابی کی دلیل

جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بڑے بڑے صنادید شرک تھے، مکہ مکرمہ کے بہت اونچے طبقے کے لوگ آباد تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی اتباع نہیں کی، آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے وہ سب کے سب خس وخاشاک ہو گئے ان کا نام ونشان دنیا میں باقی نہیں رہا، نہ ہی کوئی ان کا نام لیوا رہتی دنیا تک باقی رہے گا، کوئی بدر میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، کوئی خندق میں اوندھے منہ پڑا نظر آیا، کوئی احد میں مارا گیا اور جو بچ گئے تھے وہ فتح مکہ میں ذلیل ہو گئے اور بعد میں غزوۂ خیبر اور تبوک نے تو ان کفار پر مہریں ثبت کر دیں کہ یہی وہ ذلیل وخوار طبقہ ہے جس نے نبی کی مخالفت میں زندگی گزاری۔

جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص دیہات سے آتا تھا اور جب آجاتا تھا تو حضرت ﷺ کی خدمت میں زمینوں کا ساگ، مولی، گاجر سبزی اور اسی طرح پھل اور دیگر اشیاء لیکر آتا تھا، جیسے کہ آدمی آدمی کے پاس جاتا ہے محبت کا اظہار کرتا ہے حسبِ توفیق تحائف لے کے جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جو سوغات آتی تھی وہ مختلف شان کی ہوتی تھی۔ تو وہ دیہاتی جب حضرت ﷺ کی خدمت میں آتا تھا تو آپ تلطفاً فرماتے

تھے کہ ’’یہ ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں‘‘ (شمائل ترمذی ص ۱۷) انہی چیزوں میں سے آپ دیگر افراد کو بھی عنایت فرماتے تھے، حضرت ﷺ کا مقام تو نبیوں میں بھی نرالا ہے، دنیا کا کوئی بادشاہ اور سلطان آپ کے سامنے کیا بیچتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی جود وسخا کی ایک جھلک

آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس شخص نے ایک برتن میں پرانی کھجوریں جس میں جگہ جگہ سے معمولی سا کیڑا لگ گیا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ میرا ایک درخت ہے جو اتنے سو سال پرانا ہے اس میں کھجوریں کم آتی ہیں لیکن بڑی شیرین ہوتی ہیں۔ حضرت ﷺ نے وہ کھجوریں لیں اور خود اٹھ کر حاضرین میں تقسیم فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جو سونا تقسیم کا بچا ہوا ہے وہ برتن میں بھر کے اس شخص کو دے دو۔

حضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور سوال کیا، آپ ﷺ نے معذرت فرمائی کہ اس وقت کوئی چیز نہیں ہے اور دوبارہ کبھی آنا جب میرا اللہ دے گا تو میں دوں گا۔ تو وہ دیکھنے کے لئے چند دنوں بعد آیا آنحضرت ﷺ کو کہا کہ وعدہ یاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے وعدہ پورا کر دیا اور فرمایا پہاڑ کے نیچے دامن میں جو اونٹ چر رہے ہیں وہ سب آپ کے ہیں، وہ واپس آیا اور کہا کہ حضرت وہ تو سینکڑوں اونٹ ہیں حضرت نے فرمایا ’’کلھا لک‘‘ سب تیرے ہیں، لے جاؤ۔ نبی جب ایک عظیم ارادہ کرتے ہیں تو اس میں کمی نہیں کرتے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں جب سورۂ اخلاص نازل ہوئی۔ المعجم الصغیر طبرانی فضائل سورۃ اخلاص میں ہے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ پیغمبر ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں اس نے پھر پوچھا کہ پیغمبر کو خدا نے کیا بولا ہے؟ یعنی پیغمبر کے پاس جو وحی آئی ہے وہ کیسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ابھی سورۂ اخلاص نازل ہوئی ہے وہ سنا دیتا ہوں، آپ ﷺ نے سورۂ اخلاص پڑھ کر سنائی، ترجمہ اور تفسیر کی ضرورت نہیں کیونکہ سب عربی جانتے تھے، وہ شخص جنگلوں سے آیا ہوا تھا وہ کھڑا ہو گیا اور بولا ''نعم الالٰہ الھنا'' واہ خدا تیرے اوپر آفرین واہ خدا تو ہی زندہ باد رہے گا۔ ''نعم الالہ الھنا یقبل الیسیر و یعطی الجزیل'' تھوڑے سے عمل پر اتنی نعمتیں دے گا، ذرا سے عمل پر اتنا بڑا مقام عطا کرے گا۔ اس زمانے میں بڑے سے بڑا مولوی آیت سے یہ مطلب نہیں نکال سکتا کیونکہ توجہ کہیں اور ہے۔ فرمایا ''یقبل الیسیر'' یسیر اس کو کہتے ہیں کہ مٹھی میں آپ ڈالیں اور مٹھی بند کر لیں تو نظر بھی نہ آئے اس کو یسیر کہتے ہیں عربی میں، اور اسیر اس کو کہتے ہیں کہ آپ نے مٹھی میں ڈالا لیکن مٹھی بند نہیں ہوئی وہ باہر سے نظر آتا ہے، مٹھی سے گر رہا ہے تو یہ اسیر ہے، ہاتھ میں آ ہی نہ سکا اور یسیر اس تھوڑے کو کہتے ہیں کہ آپ نے ہاتھ میں لیا اور پتہ بھی نہیں چل رہا کہ کچھ ہے بھی یا نہیں، بعض لوگ سوچیں گے کہ اندر مٹھی میں کچھ ہے بھی یا نہیں۔ تو اس اعرابی نے کہا ''نعم الالـه الھنا یقبل الیسیر و یعطی الجزیل'' واہ ہمارے خدا آفرین کتنا تھوڑا سا لیتا ہے اور دیتا ہے وہ پھر کم ہی نہیں ہوتا، بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ حضرت ﷺ بڑے خوش ہوئے اور آپ مسکرائے کہ ماشاء اللہ اخلاص خوب سمجھا ہے، حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت ﷺ کی

خدمت میں آہستہ سے کہا کہ ''حضرت میری ایک اونٹنی چند دنوں میں بچہ دینے والی ہے،
بہت دودھ دیتی ہے، بہت خوبصورت ہے اور پورے عرب میں اس نسل کی اونٹنی نہیں ہے
میں چاہتا ہوں کہ اس شخص کو دے دوں کہ سورۂ اخلاص کو کتنا شاندار سمجھا ہے''۔ حضرت
ﷺ نے فرمایا کہ ضرور دے دو، کیونکہ ابھی جبرئیل آیا اور اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن ابن عوف
اس شخص کو قیمتی اونٹنی دے گا اور اس کے لئے جنت میں اونٹنیاں سجا کر تیار کی جارہی ہیں۔
اس کے بدلے میں فیصلہ بھی ہوگیا ہے جنت کے مخالیق کو حکم ہوا کہ اونٹنیوں کو زین ڈالو،
خوبصورت کرو، بناؤ، چلاؤ عبدالرحمٰن کے نام کی اونٹنیاں منظور ہوگئی ہیں۔ یہ سن کر ہر صحابی
نے اس آدمی کو ایک اونٹنی دی، جب وہ شخص روانہ ہوا تو اس کے ساتھ ایک پورا ریوڑ تیار
ہوگیا تھا اور وہ اپنے وہی جملے دوہراتا ہوا روانہ ہوگیا۔

''نعم الاله الهنا يقبل اليسير و يعطى الجزيل''

(المعجم الصغیر للطبرانی ج ا جزء ۲ ص ۶۵)

صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ کی تاکیدِ ولیمہ

یہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ جس نے شادی کی تھی اور حضرت ﷺ
کو اطلاع دی، تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ شادی کرلی انہوں نے کہا ہاں! پوچھا کتنا مہر
دے دیا؟ یعنی مہر اتنا ضروری ہے کہ زوجین سے پتہ کیا جاتا ہے کیونکہ اگر مالدار آدمی کم مہر
دے تو بیوی کی حق تلفی ہے اور اگر غریب آدمی بڑا مہر باندھے تو لڑکے کے اوپر بوجھ ہے کہ
شاید ادا نہ کرسکے اور مہر واجب الادا ہے تو اس نے کہا ''وزن نواة من ذهب'' کھجور کی

گٹھلی کے برابر سونا دے دیا اور حضرت ﷺ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ولیمہ بھی کرلو ''اولم ولو بشاۃ'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۷۴، ۷۷۵) ولیمہ کھلاؤ اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا ملک بھی عجیب ہے کہ اس میں ولیمہ پر بھی پابندی لگائی گئی۔ اسلام کا کوئی ہوتا تو ان لوگوں کا نکاح دوبارہ پڑھوا دیتا، اسلام کا کوئی ہوتا تو جس عدالت میں ولیمہ پر پابندی ہوتی تو وہ عدالت دوبارہ نہ کھلتی۔ یہ ہمارے ملک کے لوگ ڈنمارک (Denmark) اور ناروے (Norway) والوں کو کہتے ہیں کہ تم نے ہمارے نبی کی توہین کی ہے، شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ عجیب بات ہے، ایک بار چھلنی نے صراحی کو کہا کہ تیرے اندر اتنا بڑا سوراخ ہے۔ صراحی نے کہا کہ خود کو نہیں دیکھتی کہ کتنے سوراخ جمع ہو گئے ہیں۔ ان دنیا داروں کو تو چھوڑو وہ جو دین کے نام پر ووٹ لے کر اسمبلی میں پہنچے ہیں، ان کی داڑھیوں اور پگڑیوں پر بھی آفرین ہے یہ فیصلے جب ہو رہے تھے تو ایک مسلمان نے بھی نہیں کہا کہ ولیمہ کے طعام کا نبی ﷺ نے حکم دیا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اتنی سخت اس کی پابندی کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت ﷺ کا عقد ہوا تھا، نکاح ہوا تھا بخاری شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ولیمہ ہے حالانکہ آپ ﷺ اس وقت سفر میں تھے، سفر میں جہاں فرض چار کے دو ہو جاتے ہیں، کوئی چیز بھی نہیں تھی تو ارشاد فرمایا کہ دستر خوان بچھاؤ، پھر ارشاد فرمایا اب جس کے پاس جو کھانا ہے وہ اس پر لے آئے۔ تو کوئی ستو لے آیا، کوئی پنیر لے آیا، کوئی کھجور لے آیا، کوئی مکھن اور گھی لے آیا جس کے یہاں جو زادِ راہ تھا وہ سب دستر خوان پر رکھ دیا گیا اور سب نے مل کر ولیمہ کھایا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۷۵)

اسلام نے ہر عمل کا ایک وقت مقرر کیا ہے اور نبی اس کا عامل ہوتا ہے کسی بھی چیز کو اس کے وقت سے ہٹنے نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ اسلام کے احکامات اور اسلام کی تعلیمات ابد نشان ہیں اور محفوظ ہیں اور ان میں کسی اضافہ اور بدعات کی ضرورت نہیں۔ جہاں احکامات اور اعمال میں نبی کی اجازت کے بغیر اضافہ کیا گیا ہے تو اس سے اسلام کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی تاکیدِ عقیقہ اور ایک مسئلہ کی وضاحت

حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو بہت دنوں بعد اللہ نے بیٹا دیا تھا، وہ بہت خوش تھا۔ اس نے کہا کہ میں بہت سارے اونٹ اس کے شکرانے میں کاٹوں گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جب کاٹنا جب یہ بڑا ہو اور اس کی شادی ہو ابھی صرف دو بکرے اس کے عقیقہ کے لئے کاٹ لو۔ دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک اولاد کا ہونا ہے اور پھر لڑکے کا ہونا، لڑکے سے باپ کی بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے ۱۰۰ سال میں لڑکا ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی اسی طرح آخری عمر میں حضرات اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام پیدا ہوئے، تو محدثین و مفسرین کہتے ہیں کہ عمر اول کا لڑکا وہ تو تحفہ اولیٰ ہے، پوری دنیا اس پر قربان جائے اور عمر آخر کا لڑکا، نارینہ اولاد ہونا یہ حقیقت میں حیات ثانیہ ہے، ماں باپ کو دوسری زندگی مل جاتی ہے خوشی کی وجہ سے۔ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ایک بچے کی وجہ سے پھر ماں باپ کو عمر دی جاتی ہے کہ وہ اس کی تربیت و پرورش کریں اور حدیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے، ایک خاتون کو حد لگنے والی تھی اس نے زنا کیا تھا لیکن پتہ چلا کہ پیٹ میں بچہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے بچہ پیدا ہونے دو، جب بچہ

پیدا ہوا وہ پھر حد کے لئے آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب اس کی تربیت کرواسے دودھ پلاؤ اب بھی نہیں، جب بچہ اتنا بڑا ہوا کہ وہ اپنے ماں کے دودھ کے علاوہ روٹی کھانے لگا تو وہ عورت پھر خدمت میں آئی، یہ صحابہ کا ایمان دیکھو کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ نافذ کیا جائے تو حدیث شریف میں بڑا دردناک جملہ آیا ہے کہ بچہ گود میں لی ہوئی خاتون آئی '' فی یدہ کسرۃ خبز '' اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور وہ کھا رہا تھا۔ حضرت ﷺ نے ان کے عزیزوں کو کہا کہ بچہ لے لو اور خاتون پر حد جاری کر دی اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سر نیچے کیا اور تھر تھر آنسو گرنے لگے اور فرمایا کہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے اور میں امت کو اس عذاب میں نہیں دیکھ سکتا، دنیا کی تکلیف گزر جائے گی اس کی خیر ہے آخرت میں رسوائی بہت بری ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۶۸، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۱۰)

معلوم ہوا کہ اولاد کی وجہ سے یہاں کی تکالیف میں، مصائب میں بھی دیر ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العالمین عافیت کی گھڑیاں دے دیتا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اولاد خود اصل میں عمر کا تحفہ ہے جیسے دنیا کے مصائب سے آدمی کی کمر جھک جاتی ہے، بینائی کم ہو جاتی ہے، سوچ وفکر میں خلل واقع ہو جاتا ہے اس طرح ایسی اولاد کی آمد پر ہوش سوچ بڑھ جاتا ہے، دل کی قوت بحال ہو جاتی ہے، نفس کے اندر دفاعی طاقت بڑھ جاتی ہے، خوشیاں اور اطمینان ان کے لئے صف آراء ہوتے ہیں غموم وہموم ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ غم ہی تو ہے جو اچھے اچھوں کو ٹیڑھا کر کے نیچے گرا دیتا ہے۔

دل میں اب طاقت کہاں خون نا بہ افشانی کرے
ورنہ غم وہ زہر ہے پتھر کو جو پانی کرے

اور تیسرا قول یہ ہے کہ قضاوقدر کے مطابق بھی جب کسی کے لئے اولاد کا فیصلہ ہوتا ہے تو احیاناً کبھی کبھی خرقِ عادت کے طور پر اللہ رب العالمین ان کی عمر میں بھی برکت دے دیتا ہے۔ بخاری شریف جلد اول میں ایک حدیث ہے جس میں فرمایا کہ تمہاری مدد کی جائے گی تم کو رزق دیا جائے گا تمہاری چھوٹی اولاد اور ناتواں کی وجہ سے۔

غیر شادی شدہ رہنے سے بہتر شادی شدہ رہنا ہے

اس وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو پتہ چل جائے کہ زندگی کا ایک دن باقی ہے اور تقاضا ہے صحت، عمر، وقت اجازت دیتا ہے تو شادی کر لے اور یہ ایک دن رات بیوی کے ساتھ گزار دے۔ پہلی بات یہ ہے متزوج مرنا متجرد مرنے سے افضل ہے یعنی شادی شدہ ہو کر رہنا غیر شادی شدہ سے افضل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اعضاء ہل گئے ہیں، چلنے کے قابل نہیں ہیں، منہ میں دانت بھی نہیں اور بات کرنے کے قابل نہیں ہے اور شادی کے لئے تیار ہے، ایسے عوارض کی موجودگی میں شادی کرنا منع ہے جائز نہیں۔ میں نے یہ بات پہلے کی ہے کہ صحت، عمر اور وقت کا ٹھیک ہونا پہلا مرحلہ ہے۔ حضرات عیسیٰ اور یحیٰ علیہم السلام کے علاوہ تمام انبیاء ومرسلین کی شادیاں ہوئی ہیں "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً" (سورۂ رعد آیت ۳۸) تو نکاح کرنا کامل سنت۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو آپ کی بھی شادی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی " اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی " (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۸) مسلمان کے نکاح سے اس کا

بقیہ ایمان بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نصف ایمان ازدواج ہے اور نصف ایمان پھر اس کی تربیت اور حسن معاشرت ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ اس تعلق سے اولاد دے اور اولاد بہترین ثمرہ ہے باقیات صالحات ہے، اولاد جب دعا کرے گی ماں باپ کے لئے تو یہ ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا۔

شادی کے بارے میں چند مزید مسائل

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ پتہ چلا کہ وہ بہت عاجز ومسکین تھے شادی کے موقع پر کیونکہ صرف ایک گٹھلی کے برابر سونا دیا تھا۔ اب ایک مسئلہ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ شادیاں کرلو، ایک مقام پر کہتا ہے کہ کرو اور کراؤ ''اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ '' (سورۂ نور آیت نمبر ۳۲) اگر یہ تنگدست ہے اللہ مال دے گا۔ مالدار بننے کی ایک وجہ اور ایک سبب شادی ہے موقع پر، یہ شادی نہیں کرتے ہیں، لڑکا ۳۵ سال کا ہو گیا لیکن نوکری نہیں لگی، نوکری لگ گئی ۴۵ سال، اب شادی ہو رہی ہے تو ادھر سے بھی زبردست جوان ہے اور اُدھر سے بھی نوجوان آرہی ہے۔ یہ کوئی شادی کی عمر ہے؟ یہ تو ایک مذاق ہے (شرم نہیں آتی)۔

میرے پاس آجاتے ہیں کہتے ہیں کہ دعا فرمائیں میرے گھر میں بیٹی کی شادی نہیں ہو رہی، جب ہم پوچھتے ہیں کہ کوئی شرط ہے تو کہتے ہیں کہ کوئی نہیں۔ جب وہ اپنی شرائط سنانے لگتے ہیں تو میں حیران ہو جاتا ہوں ایسا لگتا ہے جیسے دو ملک آپس میں معاہدہ کر رہے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کا دین تمہیں پسند ہو اور دنیا پر اعتراض نہ ہو تو

نکاح کر دو۔ پہلا مرحلہ دین کا ہے کہ وہ مسلم ہو، موحد ہو، متبع سنت ہو، کہیں کافر نہ ہو، کہیں بدعتی مشرک نہ ہو، آپکی لڑکی کا ایمان غارت نہ کرے اس کی عزت کو خراب نہ کرے۔ شادیاں کر دیتے ہیں بغیر دیکھے بغیر سوچے پھر میرے پاس آجاتے ہیں کہ جب لڑکی ہمارے گھر تھی تو بڑی پاک دامن تھی، نقاب اوڑھتی تھی، اب اس سے لڑکے نے نقاب اتروا دیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آپ نے کیوں غیر مسلم سے شادی کرائی، نقاب اور حجاب کا انکار کرنے والا مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ" دوپٹے اوڑھ لیں۔ یہ تو سینہ ڈھکنے اور جسم ڈھکنے کا حکم آ گیا، آگے دیکھو" يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ "اے پیغمبر فرما دیجئے اپنی بیویوں سے بیٹیوں سے اور امت کی تمام عورتوں سے "يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" اپنے اوپر بڑی بڑی چادریں اور برقعے ڈال لیں۔ برقعے کا حکم بھی قرآن میں ایسی چادر لینا جس سے جسم پر پہنی ہوئی قمیض، شلوار اجنبی کی آنکھوں میں نہ آئے اسے جلباب کہتے ہیں۔ طلباء یاد کر لیں کہ جلابیب جلباب کی جمع ہے جلباب لغت میں اس لباس کو کہتے ہیں کہ جب تک اوڑھنے والی اس کو نہ اٹھائے تو خود نہ اٹھے۔ ہمارے زمانے میں تو عجیب وغریب معاملہ ہے ایسے برقعے نکل آئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر بھی شرم آتی ہے، برقعہ ایسا پہنا ہوا ہوتا ہے کہ اس میں سب کچھ نظر آتا ہے، یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ گھڑی ہاتھ میں ہے یا نہیں انگوٹھیاں پہنی ہیں کہ نہیں، گلے میں ہار ہے یا نہیں، یہ ان کا برقعہ ہے اور اس کو پہن کر پھر یہ موٹر سائیکل پر بھی سوار ہو جاتی تو وہ کہیں اور اس کا لباس کہیں اور ہوتا ہے۔ یہ دین اسلام کی وہ

عورت ہے اور امتِ محمدیہ کا وہ فرد ہے جسے سر سے پاؤں تک ڈھکے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نظروں کی حفاظت اور شریعت کی تاکید

اس کے ساتھ ساتھ یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ اپنی نگاہوں کی بھی خوب حفاظت کریں اور انہیں بھی گناہوں سے محفوظ رکھیں۔ کتنی آنکھیں ہیں جو نیکیوں پر اکتفا کرتی ہیں اور کتنی آنکھیں ہیں جو منتشر رہتی ہیں، کتنی آنکھیں ہیں جو انسان کے دل کو غلط کاری پر آمادہ کرتی ہیں

دل کی نہیں تقصیر مکند آنکھیں ہیں ظالم
یہ جاکے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا

''قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ'' مسلمانوں سے کہیں کہ آنکھیں نیچے کرلیں ''وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ'' اور بیبیوں سے کہو نگاہیں نیچے کرلیں۔ دنیا کے ساز وسامان میں دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت دید ہے، بصارت ہے، نظر ہے، حسن آراء ہے، اس کا ذریعہ اعلیٰ واولیٰ آنکھیں ہیں۔ شریعت نے ان کی بھی حفاظت کے لئے قوانین مقرر کیے ہیں، جناب نبی کریم ﷺ کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ آپ کی نظریں ہمیشہ نیچے رہا کرتی تھیں اور آپ بہت حیادار تھے حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں'' کان رسول الله ﷺ اشد حياء من العذراء'' (شمائل ترمذی ص ۲۶) آپ ﷺ کنواری لڑکی کی طرح حیادار تھے۔ یہی حکم امت کی عورتوں کو بھی ہے کہ حیا اختیار کریں، پردہ حجاب کا مکمل اہتمام کریں۔

خواتین کا موٹر سائیکل پر بیٹھنا ایک لمحہ، فکریہ

حکمرانو! غیرت پیدا کرو غریب اور عاجز مسلمانوں کو موٹریں دو، کار خرید کر دو، کم از کم نمازی اور داڑھی والوں کو تو دو تاکہ ان کی عزت و آبرو محفوظ رہے۔ ایک بار ایک موٹر سائیکل میرے آگے گر گئی بہت ہی افسوس ناک منظر تھا بی بی اس طرف پڑی ہوئی تھی، چھوٹا بچہ گاڑی کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا ہم ایسی حکومتوں پر لعنت بھیجتے ہیں جس کو اپنے لوگوں کی عزت کا کوئی خیال نہیں، اللہ ان کے زہر سے ہمیں بچائے۔ کاش اگر غیرتی مسلمان حکمران بنے صرف موٹر سائیکل پر پابندی کافی نہیں لوگوں کی غیرت عزت بچانا ضروری ہے۔ میں جمعوں کے وعظ میں کہتا تھا کہ موٹر سائیکل پر عورت کو نہ بٹھائیں اب بھی کہتا ہوں یہ عورت کے عزت و احترام کے سراسر منافی ہے۔ جیسے بغیر کجاوے کے اونٹ اور گھوڑے پر صرف لوگوں کی نظروں میں آئی ہوئی خاتون بٹھانا شرعاً منع ہے، اس پر کجاوا رکھا جاتا تھا، جس میں بی بی بیٹھ کر پردہ میں آرام سے بیٹھ کر جایا کرتی تھیں اس کو عربی میں ہودج کہتے ہیں"فاحتملوا ھودجی" (بخاری شریف ج اص ۳۶۳) بخاری شریف واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مغلیہ سلطنت کی خواتین بھی کبھی نہیں دیکھی گئیں ان کے لئے ان کی پالکی یا ان کی سواری کا وہ حصہ جس میں وہ سوار ہوتی تھیں گھر کے اندر لایا جاتا تھا اور جب وہ اس میں بیٹھ جاتی تھیں تو اسے اٹھالیا جاتا تھا اور جب یہ باہر نکلتی تھیں تو پہلے سے اعلان کروائے جاتے تھے کہ فلاں روز بیبیاں باہر آئیں گی تو اس روز شاہراہیں اور بازار خالی ہوتے تھے وہاں غیر لوگوں کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

میں اسی طرح کہتا تھا لیکن میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک موٹر سائیکل والے کی گھر والی ایک طرف بیٹھی ہے برقعہ میں الحمد للہ چھوٹے بچے بھی بیٹھے ہوئے ہیں روڈ پر اور اس نے موٹر سائیکل لٹائی ہوئی ہے میں نے منصور سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اس نے کہا کہ موٹر سائیکل میں تیل ختم ہو گیا ہے یہ کوشش کر رہا ہے کہ کہیں سے پیٹرول کا قطرہ آئے اور یہ چالو ہو جائے، تو میں نے کہا کہ اگر اس کی توفیق ہوتی تو بیوی بچوں کو موٹر سائیکل پر بٹھانے سے پہلے تیل ڈلوا لیتا، اس کی توفیق ہوتی تو موٹر سائیکل پر کیوں بیوی اور بچوں کو بے عزت کرتا، بہترین گاڑی ہوتی اس پر یہ بیٹھ جاتا۔

دوسروں کا درد محسوس کرنا بھی بڑی نیکی ہے

مال والوں میں احساس نہیں ہے غریب اور مسکینوں کے حال پر انہیں رحم نہیں آتا۔ جس جگہ مسلمان کو آپ دیکھیں کہ وہ تکلیف میں ہیں آپ کوشش کریں کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھیں کروبیاں

"وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" (کروبیوں نے) فرشتوں نے کہا کہ ہم تقدیس عبادت خوب جانتے ہیں۔ "قَالَ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں وہ جو کہ تم نہیں جانتے۔ ایک دوسرے کے کام آنا، غم اور درد میں شرکت کرنا، مساکین اور عاجزوں کو اوپر لانا۔ "وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ''(سورہ قصص آیت ۵)
اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن غریبوں پر احسان کر کے ان کو آگے لائیں گے اور ان کو زندگی اور دنیا کی خوشیاں چکھا دیں گے یہاں تک کہ بڑے بڑے عہدوں تک پہنچا دیں گے۔دوسروں کے غم میں شریک ہونا، دوسرے کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھنا، دوسرے کے درد کا مداوا کرنا، غرباء اور مساکین کی امداد کرنا اور اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کرنا یہ سب وہ کام ہیں جو فرشتوں کے ذمہ نہیں اور نہ ہی فرشتے ان سب کاموں کے متحمل ہیں۔

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

دہ زنڑگے نہ دے شین کانڑے دَ صحرا دے
پہ زخمی زنڑگی چہ دے او نہ وڑ دی گی

پشتو شاعر بھی کہتا ہے کہ یہ دل نہیں ہے صحرا کا ہرا پتھر ہے، اسکو دوسروں کو غم گسار دیکھ کر بھی دل میں رحم نہیں آیا، یہ کیا انسان ہے۔

آج ہم اور آپ دیکھتے ہیں کہ غیر لوگوں میں تو چھوڑو سگے بھائیوں میں اتفاق نہیں ہے ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں، یہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ ہر طرف فتنے اور فسادات ہونگے۔قتل و غارت گری ہوگی، مارنے والے کو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ میں کیوں مار رہا ہوں اور نہ ہی مرنے والے کو پتہ چلے گا کہ مجھے کیوں مارا جارہا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ جب آسمان وزمین ختم ہوں گے تو سب سے پہلے قرآنِ کریم کے نقوش اُٹھ جائیں گے۔ صبح لوگ اٹھیں گے قرآن مجید کھول کر دیکھیں گے تو خالی کاغذ ہوگا الفاظ نہیں ہوں گے مسجدوں میں آکر دیکھیں گے وہاں بھی خالی کاغذ پڑا ہوا ہوگا۔ رات کو تمام نقوش اور عبارات اٹھالی گئی ہوں گی۔ پھر خبریں آجائیں گی کہ کعبہ شریف غائب ہوگیا ہے، حجر اسود نہیں ہے یہ تمام شعائر اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا خود محافظ ہے، پھر خبریں آجائیں گی کہ وہاں پر ننگی عورتیں ڈانس کر رہی ہیں۔ بس اس قسم کے تکلیف دہ حالات ہوں گے اور اتنے میں آسمان وزمین جھڑنا شروع ہو جائیں گے۔ آسمان جگہ جگہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا شروع ہو جائے گا ''اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ'' ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ'' پھٹ کے، گر کے ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ جیسے کوئی بڑی چیز ریزہ ریزہ ہو کر اس کا سفوف گرتا ہے اسی طرح آسمان اڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے اور ایمان کی حالت میں عافیت کے ساتھ دنیا سے رخصت فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۴۹

الحمدللہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤ من به ونتوکل علیه ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعما لنا من یهدہ اللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا ھا دی له واشهد ان لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک له واشهد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسو له ارسله اللہ تعالیٰ الیٰ کا فة الخلق بین یدی الساعة بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ با ذنه وسراجاً منیرا صلی اللہ تعالیٰ علیه واٰله واصحابه وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ج وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

(سورۂ اٰل عمران آیت ۵۹ تا ۶۳)

وقال اللہ تبارک و تعالی " وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ "

(سورۂ انبیاء ۱۰۷)

جنابِ نبی کریم ﷺ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں وضاحت

ربیع الاول کا مہینہ شروع ہو گیا ہے، اس ماہ محترم میں جنابِ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا شرف عالم ناسوت کو حاصل ہوا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ ربیع الاول کا تھا یا کوئی اور، "السراج المنیر فی مولد بشیر النذیر" میں حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے ربیع الثانی اور رجب کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ لیکن راجح قول یہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ پر پچاس دن گزر چکے تھے۔ اکیاونویں (۵۱) دن، پیر کو صبح صادق کے وقت مشہور صحیح قول کے مطابق اور دوسرا قول یہ ہے کہ چاشت کے وقت جب سورج کی ضیاء پاشیوں نے زمین کو منور کیا تھا تو نبی معصوم رسول المرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تولد ہوا ہے۔ اسی طرح پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ربیع الاول کی ۱۸ تاریخ ہے اور دوسرا قول حضرت رحمہ اللہ ہی کا ۸ تاریخ کا بھی ہے۔ حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے سیرت المصطفیٰ ﷺ میں ۸ ربیع الاول ہی کو ترجیح دی ہے۔ لیکن درست اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی ولادت تو ۹ ربیع الاول کو ہے اور وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہے ۶۳ برس کی عمر میں آپ ﷺ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔ وفات کی تاریخ متعین ہے اور مضبوط قول ہے، اسی لئے مسلمانوں کے یہاں ۱۲ ربیع الاول کا دن، ۱۲،

وفات کہلاتا تھا جب سے یہ مبتدعین پیدا نہیں ہوئے تھے ہیں انہوں نے تو اس دن کو جشن عید میلاد النبی بنادیا ہے۔ ’’اُنۡظُرۡ کَیۡفَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ وَ کَفٰی بِہٖۤ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ‘‘ (سورہ نساء آیت ۵۰) دیکھو کیسے جھوٹ بولتے ہیں ان کی تباہی کیلئے یہی گناہ کافی ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

’’من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ‘‘ (مسلم ج ۱ ص ۷)

جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ جہنم میں اپنے لئے جگہ بنائے گا۔

عید میلاد النبی ! لفظِ ’’عید‘‘ کی تحقیق

پیغمبر ﷺ کی طرف سے دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ اس لئے ہماری فقہ اور حدیث کی کتابوں میں عیدین کا ذکر ہے۔ عید کا تثنیہ ’عیدین‘ ہے، ’آعیاد‘ ہے جمع عید کا اور یہ اعیاد کا صیغہ قرآن وسنت اور فقہ میں کہیں نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی مبارک، آپ ﷺ کی ولادت سے شروع ہوگئی ہے، محدثین نے میلاد کا باب بھی قائم کیا ہے۔ ’’باب میلاد النبی ﷺ‘‘ ترمذی شریف میں ہے، اس میں وہ صرف ولادت کا واقعہ پیش کرتے ہیں اور حضرت ﷺ کی وفات کا ذکر بھی تمام کتب حدیث میں ہے۔ اسی طرح بخاری شریف میں مغازی کے اخیر میں اور تفسیر سے پہلے ’’باب وفات النبی ﷺ‘‘ قائم کیا ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور دیگر انبیاء کی زندگی میں بڑا فرق ہے گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو جو پیغام ملتے تھے یا جو وحی ان کی طرف کی جاتی تھی، اس کی حفاظت ضروری ہوتی تھی کیونکہ اس زمانے میں نبی کی زندگی محفوظ نہیں رہتی تھی، ایک نبی کے فوراً بعد دوسرا

نبی آجاتا تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ

''کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیآء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفآء فیکثرون ...'' (بخاری شریف ج اص ۴۹۱)

بنی اسرائیل کے سیاسی معاملات بھی پیغمبروں کے ہاتھ میں ہوتے تھے، ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا تھا اور میرے بعد نبی تو نہیں، نبوتِ جدیدہ نہیں ہے، نیا نبی کوئی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے جانشین ہونگے، خلفاء ہونگے، علماء ہونگے، اولیاء ہونگے اور بہت خوب ہونگے۔

آنحضرت ﷺ کا روضۂ مبارک آپ کے معجزات میں سے ہے

گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی ان کی وحی تک محدود ہوتی تھی، وقت کے گزرنے سے وحی ختم ہو جاتی تھی، ان کی زندگی مبارک بھی کسی کے پاس محفوظ نہیں ہوتی تھی۔ ان زندگیوں کا محفوظ نہ ہونا یہ الوہیت کی حکمت تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ضرورت ختم ہو جاتی تھی جیسے انکی قبور کا محفوظ نہ ہونا توحید کا ایک عنوان تھا۔ ہمارے پیغمبر کے علاوہ کسی پیغمبر کی قبر متعین طور پر کہیں نہیں ہے، پوری دنیا میں کسی ایک نبی کی بھی نہیں ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قبر ۵ جگہ ہے، حضرت شیث علیہ السلام کی قبر ۹ جگہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ۳ جگہ بتائی گئی ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی قبر کا متعین ہونا آیات بینات ہے، شرف اور اعزاز ہے، محدثین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر کا متعین طور پر معلوم ہونا یہ بھی آپ کے معجزات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔ زیادہ دور نہ جائیں ایک مثال دیتا

ہوں، ہمارے پیغمبر ﷺ کی بعثت سے ۵۷۲ سال پہلے اکیس اپریل ۵۲۷ء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں عیسائیوں کو پتہ نہیں ہے، بیت المقدس میں ایک لمبی قبر ہے کہتے ہیں یہودی بادشاہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا، عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تو انہیں یہاں دفن کیا گیا، تین دن تک مائی مریم بیٹھی رہیں روتی رہیں تین دن کے بعد جب دیکھا گیا تو قبر خالی تھی۔ علماء لکھتے ہیں کہ مذاہب کی تباہی میں سے قبور بھی ہیں، تو جب آسمان پر زندہ عیسیٰ چلے گئے تو عیسائیوں کے پاس کوئی چیز ہی نہیں تھی، پولوس نے ویسے ہی فرضی قبر بنائی اور عیسائیوں سے کہا کہ یہاں چادریں چڑھاؤ، نذرانے پیش کرو، طواف کرو اور مذہبی بحران پیدا ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیمات

۵۷۲ سال بعد محمد عربی ﷺ مبعوث ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احترام اور تقدس کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا واضح طور پر بیان فرمایا۔ اہل سنت والجماعت کا ۱۴۰۰ سال سے قرآن وسنت کی روشنی میں پختہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طبعی موت نہیں ہوئی ہے بعد میں ہوگی۔

عیسائیوں کو اب تک پتہ نہیں چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر تھے یا کہ رسولِ مرسل تھے اللہ کے عبدِ خاص تھے، بندوں میں سے خاص قسم کے بندے تھے اور وہ ہرگز نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے نہ شریک تھے، عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات بیان کرنے کا کیا حق ہے جو سرے سے بنیادیں ہی نہیں جانتے۔ یہود کہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالا، عیسائی کہتے

ہیں ۳ دن بعد بلالیا۔ ''وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ'' اللہ فرماتے ہیں کچھ پتہ نہیں انکو ان کا معاملہ مشتبہ ہے، مذہب ہی متروک ہے نبی کی زندگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے یہ لوگ ناواقف ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر ہیں ''وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ'' ۳۳ سال صرف زمین پر رہے، ۳۴ ویں سال آسمان پر اٹھائے گئے، ۲۴ اصحاب موجود تھے بعض روایات میں ۳۰۰ تک پہنچ رہے ہیں، ان کی حیات محفوظ نہیں ہوئی۔ عیسائی وضو نہیں جانتے کسی عیسائی سے کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ۳۳ سال میں ایک مرتبہ ہاتھ دھوئے ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کیلئے دو رکعت نماز پڑھنے کیلئے وضو کیا ہو وہ طریقہ بتائیں ان کا اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں ہوگا۔

اسی طرح گرو نانک سکھوں کا بڑا ہے۔ اس نے ۳۰ سال تک تو اللہ کی توحید بیان کی، اللہ کی توحید بیان کرنا بہت مشکل مسئلہ ہے۔ اخیر میں کہا مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے جنجال میں ڈالنے کی ضرورت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید بتائے وہی خدا ہے۔ سکھوں کا ذکر ہے او گرو او گرو! یہ وہ گرو نانک کو کہہ رہے ہیں جیسے یا اللہ یا اللہ! یہ سکھوں کا ذکر ہے یہ ان کے یہاں توحید کا مفہوم ہے کہ خدا کو رہنے دو اور میرا ذکر کرو بس یہی خدا ہے ہر گمراہ اور بے دین حد شرع سے آگے بڑھتا ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی زندگی محفوظ ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے آسمان پر زندہ جانے سے ہمیں ایک مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارے رسول اور نبی کی زندگی اتنی زبردست طریقے سے محفوظ کی گئی

ہے کہ کسی ایک بات میں بھی شک وشبہ اور اختلاف نہیں ہے، صاف ستھرا دین ہے۔" اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ "میرا اللہ اور تمہارا اللہ ایک ہے سب اس کی عبادت کرو" هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ" (سورہ آل عمران آیت ۵۱) یہی سیدھا راستہ ہے، یہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات قرآن ذکر کرتا ہے اور یہی ہم نماز میں بھی پڑھتے ہیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" یہ جو صراط مستقیم مانگتے ہو وہ ایک اللہ کی عبادت کو کہتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب تک دنیا کے اندر مومن نماز پڑھتا ہے، نماز کا نتیجہ اسے معلوم ہوتا ہے اور ہر طرح کے شرک اور بدعت سے پرہیز کرتا ہے تو اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں رہتی، لیکن سنت اللہ یہ ہے کہ حق اور باطل ہمیشہ میدان میں آمنے سامنے رہتے ہیں۔ دو فرقے تھے یہود کے اور نصاریٰ کے، ان میں ایک باطل تھا اور دوسرا جسے قرآن نے حق پر جانا ہے" یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ " (سورہ شعراء آیت ۱۹۷) ان اسرائیلی علماء کو سب پتہ ہے" یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ " وہ جانتے ہیں جیسے یہ اپنے بچوں کو جانتے ہیں۔ کچھ لوگ تھے کام کے" وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ "انہی میں سے دیانت دار ہیں ایک خزانہ آپ انہیں دیں امانت کے طور پر تو پورا واپس کریں گے، ایسے اچھے لوگ تھے" وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ " اسرائیلیوں میں کچھ حق کے گواہ موجود ہیں۔ کیونکہ" لَيْسُوْا سَوَآءً ط مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ" سارے اہل کتاب ایک جیسے نہیں ہیں ان میں ایک جماعت حق پر قائم ہے۔ جب انہوں نے حق نبی کا پیغام سنا" اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ " (سورہ آل عمران آیت ۱۱۳) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جب دربارِ نجاشی میں قرآن کریم کی آیات پڑھیں

تو سننے کے بعد ان کے بے اختیار آنسو گرنے لگے۔ وہ سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ محمدی، مکی، جو پڑھ رہا ہے یہ اور حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی آواز ایک ہے۔ یہی کلمات اور الفاظ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اور جب تک آسمان پر تشریف نہیں لے گئے تھے یہی پیغام تھا ان کا۔

اسلامی تعلیمات سے ہٹنا سب سے بڑی گمراہی ہے

لیکن جب یہی لوگ ان تعلیمات سے ہٹتے چلے گئے تو پھر قرآن کہتا ہے کہ "لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ م بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے جب تک صحیح تھے تو بچ کر رہے اور جب برے ہو گئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے زمانے میں خصوصی طور پر ان پر پھٹکار آئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں خنزیر بن گئے اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے زمانے میں بندر بنائے گئے۔ "لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ م بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (سورۂ مائدہ آیت ۷۸) كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ" ملعون اس لئے ہوئے کہ برائی دیکھتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے۔ بڑے بدعتی کے بارے میں مبتدعین کہتے ہیں کہ مجدد مائۃ حاضرہ، اس کا بھی دن مناتے ہیں اس کو بھی پیغمبر کے برابر بنایا ہے کیونکہ پیغمبر کا بھی دن مناتے ہیں اور اپنے بڑے کا بھی تو دونوں میں کیا فرق رہا، ان کے بڑوں نے ایسی بدعات کی ہیں کہ دوسرے لوگ ایک ہزار سال میں بھی نہیں کر سکیں گے "كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ" عید میلاد النبی مناتے ہیں

جشن مناتے ہیں، تقریبات منعقد کرتے ہیں، محافل لگاتے ہیں، جبکہ مکمل اسلام ان چیزوں سے خالی ہے۔ یہ نہیں پوچھتے کہ نور الایضاح میں، قدوری میں، کنز میں، شرح وقایۃ میں، وقایۃ الدرایہ میں وقایۃ الروایۃ میں، ہدایہ میں، فتح القدیر میں، بحر الرائق میں نہر الفائق میں نصب الرایہ میں، مشکوٰۃ اور ریاض الصالحین سے ترمذی و بخاری تک کسی کتاب میں بھی تیسری عید نہیں ہے، عید دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ، پھر یہ تیسری عید کس نے بنائی ہے، کہاں سے آئی، یہ ہی تو بدعت ہے اور بدعت کا کوئی سینگ تھوڑی ہوتا ہے۔

افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

مذہب میں اضافہ تباہی کی علامت ہے

ہمارے رسول جنابِ نبی کریم ﷺ کی کامل واکمل زندگی ایسی ہے کہ اس میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس میں اضافہ کی کوئی ضرورت ہے۔ دین میں اضافہ کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ نبی کی تعلیمات کو ناکافی سمجھتے ہیں، یہ تو نبی کے اوپر بہت بڑی تہمت ہے کہ نبی کوئی کام ادھورا چھوڑ گئے تھے اور اب ہم اس کو پورا کررہے ہیں توبہ توبہ اس سے بڑا کفر اور کیا ہوگا۔ عیسائیوں نے اضافہ کیا تو ان کا مذہب ڈوب گیا کتاب بھی ختم ہوگئی آپ کسی عیسائی سے پوچھیں تو ہر ملک میں آپ کو ایک نئی انجیل نظر آئے گی کیونکہ دین کو ناکافی سمجھا تو تمام انعامات اور اکرام ان سے چھین لئے گئے، یہود نے تہمت تراشی کی ہمیشہ کے لئے ملعون ہوگئے کتاب ان کی بھی باقی نہیں رہی تورات اور زبور کا نام ونشان نہیں ہے ان کا پتہ تو ہمیں قرآن نے دیا ہے۔ یہی حال ہمارے زمانے کے بدعتیوں کا ہے

بدعت کے نتیجہ میں ان سے تمام سنتیں چھین لی گئی ہیں، ان کی پگڑی خلافِ سنت، آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ہرا رنگ نہیں پہنا پگڑیوں میں کالی کا ثبوت، سفید کا ثبوت، زرد کا ثبوت لیکن سبز کا کوئی ثبوت پوری دنیا میں نہیں ہے، اذان ان کی خلافِ سنت صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین، فقہاءِ کرام، مجتہدین کسی نے بھی اذان سے پہلے اور بعد میں درود نہیں پڑھا، یہ پڑھتے ہیں، درود ان کا غلط ''الصلوٰۃ السلام علیک یا رسول اللہ'' کسی نے بھی یہ درود نہ سنا اور نہ ہی پڑھا، یہ سب سزا ہے سنت سے انحراف کی اور نبی پر عدمِ اعتماد کی۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور دیگر انبیاء کا احترام

جو دین ہے اور جو محمدی تعلیمات ہیں اور وہ جوں کی توں محفوظ ہیں اور اس میں کوئی اپنی طرف سے پیوند لگائے ''لعن الذین کفروا'' ایسے کفار ہمیشہ لعنت زدہ رہیں گے کبھی بھی خدا کی رحمت اور مہربانی ان کے قریب نہیں آسکے گی۔ ہمارے رسول جنابِ نبی کریم ﷺ کی زندگی بڑی کامل زندگی تھی، کتنی کامل ہے، غور فرمائیں، عیسائیت غلط مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احترام فرض، یہودیت جھوٹ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام برحق، وہ بھی حیران ہیں کہ مجال ہے کوئی ان کے مقام میں، کام میں، مرتبہ میں کمی کرلے

ایک یہودی شرارتی بار بار کہتا تھا ''والذی اصطفی موسی علی العالمین'' ایک انصاری صحابی بیٹھا ہوا تھا انہوں نے کہا'' والذی اصطفی محمدا علی العالمین'' ہمارے پیغمبر کو برتری ہے تمام عالم پر اور یہودی کو ایک تھپڑ لگایا۔ یہودی تھپڑ کھا کر جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور بات اس طرح کی کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

تعریف کر رہا تھا اور انصاری نے مارا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے اس یہودی نے کہا میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بہت سارے بشروں پر فوقیت دی ہے اس کے چہرے پر آنسو پڑے ہوئے تھے چہرے پر انگلیوں کے نشان بنے ہوئے تھے تو حضرت ﷺ کو رحم آیا اور فرمایا کہ ''لاتخیروا بین الانبیاء'' مجھے پیغمبروں پر ایسی برتری نہ دیا کرو کہ کسی اور پیغمبر کا نام نہ سن سکو۔ تمہیں پتہ ہے قیامت کے دن پہلی قبر میری پھٹے گی میں باہر آؤں گا جب میں باہر آؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام) عرش کا ستون پکڑے ہوئے ہوں گے'' فان الناس یصعقون یوم القیٰمۃ فاکون اول من تنشق عنہ الارض فاذا ان بموسی اخذ بقائمۃ من قوائم العرش''، میں حیران رہ جاؤں گا'' فلا ادری کان فی من صعق او حوسب بصعقتہ الاولی'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۲۵) کہ مجھ سے پہلے ہوش میں لائے گئے ہیں یا وہ جو کوہِ طور میں بے ہوش ہوئے تھے دوبارہ بیہوشی سے بچائے گئے ہیں۔ ایسی فضیلت بیان کی کہ ساری دنیا کی یہودیت کو پتہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جب میں قبر سے باہر آؤں گا ابھی اٹھ کر کھڑا ہوں گا۔ موسیٰ عرش کا ستون پکڑے ہوئے ہوں گے فریاد کر رہے ہوں گے کہ خدایا مخلوق کے ساتھ احسان فرما اور خدایا فضل فرما اور ہم کو بچا حضرت ﷺ حیران رہ گئے۔

ہمارے رسول جنابِ نبی کریم ﷺ نے کیسا آدب احترام اور تقدس بیان فرمایا ہے ،یہ آپ ﷺ کے کامل اخلاق کی علامت ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر یہود نے زنا کی تہمت لگائی تو قرآن کریم نے کہا کہ'' وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ''وہ سچی، پاک دامن تھیں، یہود جھوٹ بولتے ہیں ان پر لعنت ہو رہی ہے۔ بی بی کے دامن پر غلط داغ رکھ رہے ہیں۔

قرآن کریم نے صرف ہمارے نبی ﷺ کے دین کو بیان نہیں کیا ہے، گزشتہ امتوں کے خیر خواہوں کا، انبیاء اور مرسلین کا، ہدایت اور رشد کے سلسلوں کا بھی بیان کیا ہے اور ان کی حفاظت کی ہے۔ یہ قرآن پاک کا معجزہ ہے اور دین محمدی کی شان و عظمت ہے، اللہ نے ہمارے رسول جنابِ نبی کریم ﷺ کو بڑی صداقت والی، بڑی طہارت والی، بڑی جامعیت والی، بڑی امانت والی، بڑی خیر و عافیت والی زندگی دے کر، ان کو جنت کا نمونہ بنا کے دنیا میں مبعوث فرمایا، ایسی زندگی آپ ﷺ کو نصیب فرمائی اور تب فرمایا کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" حضرت ﷺ کی زندگی میں، زندگی گزارنے والوں کے لئے بہترین نمونہ ہے "لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا" (سورہ احزاب آیت ۲۱) جن کا ایمان ٹھیک ہے آخرت پر اور اللہ پر، وہ اسوۂ حسنہ پر قائم ہیں، جن کا ایمان نہیں ہے انہوں نے بدعت اینڈ کمپنی، جعل سازی اینڈ کمپنی، شرک و بدعت اور لایعنیات اپنی کمپنیوں میں تیار کر کے ان پر لیبل لگا دئے ہیں، اہل سنت اہل سنت اہل سنت، سر سے پاؤں تک شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں کوئی کام سنت کے مطابق نہیں ہے۔ اہل سنت کا مطلب ہے کہ وہ جماعت جس نے نبی کریم ﷺ کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھاما ہوا ہو اور بدعات کے مخالف ہوں اور والجماعت کا مطلب ہے کہ وہ جماعت جو کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھی یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے بھی ماننے والے ہوں۔ آج ہم اور آپ اور ہر عام آدمی بہ سانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ کون نبی کی سنتوں کا محافظ ہے اور کس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہے۔

مہینے کو مذہبی طور پر منانا ! سنت یا بدعت

پہلی بات یہ ہے کہ بدعتی اس مہینے کو ایسا مناتے ہیں جیسے مذہبی مہینہ ہے۔ اسلام میں مذہبی مہینے پانچ ہیں، ایک رمضان شریف کا جس کی راتوں میں تراویح ہے دن میں روزہ ہے اور چار اشہر حرم کے مہینے ہیں جن میں رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم ہے، ان پانچ مہینوں کے علاوہ کوئی چھٹا مہینہ جس کا کوئی شرعی تہوار ہو ہرگز موجود نہیں، یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں قرآن کریم اس کا جواب دے رہا ہے "اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط" "دیکھو یہ جھوٹے کیسے جھوٹ بول رہے ہیں وہ بھی خدا پر" "وَكَفٰى بِهٖ اِثْمًا مُّبِيْنًا" کیسا جھوٹ باندھا ہے انہوں نے خدا تعالیٰ پر، ان کا یہ عمل ظاہر باہر گناہ۔ دو باتیں ساتھ ساتھ سمجھنی ہیں، ایک سچی زندگی محمد عربی ﷺ کی وہ عین ایمان ہے اور وہ ایمان کی وہ بہاریں ہیں جس سے ایک مؤمن مسلمان کی زندگی ہر دم تر و تازہ ہے، اس سے پاؤں باہر رکھنا، اس کی مخالف سمت میں جانا یا ایسے اعمال اختیار کرنا جو اس پاک زندگی سے باہر ہوں، دونوں جہانوں کی خجالت اور رسوائی کا سبب ہے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

پیغمبر کی زندگی سے ہٹ کر جو بھی چلا وہ کبھی بھی بامراد نہیں ہوگا ہمیشہ بے مراد اور بدنصیب ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس پاک زندگی کا ایک متن ہے اس کو کہتے ہیں قرآن، ایک مجموعہ ہے اور ایک اس کی شرح ہے تفسیر ہے وہ محمدی زندگی ہے۔ ۶۳ سالہ زندگی، چالیس سال وحی سے پہلے اور ۲۳ سال وحی کا زمانہ، یہ قرآن کی علمی اور عملی تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی تفصیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی ہے اور اس تفصیل کی تفصیل تابعین اور تبع تابعین کی زندگی ہے، یہ تو بہت بڑی تفصیل ہو جائے گی ۴ لاکھ جلدیں بھی کم پڑ جائیں گی۔ مجتہدین آئے انہوں نے فقہ کو علیحدہ کیا کہ یہ نمازیں پانچ ہیں، یہ رکعتیں ہیں یہ پڑھنے کا طریقہ ہے، اس لئے محدثین آئے انہوں نے حدیثیں واپس جوڑ دیں، حدیثیں علیحدہ کیں کہ یہ پیغمبر ﷺ کی ہیں، یہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، یہ امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے، یہاں تک حدیث ہے اور آگے جملہ امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے۔ پوری زندگی مبارک چونکہ قرآن کی تفسیر تھی اور قرآن کیلئے وعدہ تھا "ان نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو جس دین کی حفاظت کرنے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کی آمد اور شریعت کے اس سلسلے میں احکام

جب قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا تو اس کے احکامات بھی محفوظ، اس کے واقعات بھی محفوظ، اس میں ذکر کردہ کتب بھی محفوظ، انبیاء کے احوال محفوظ تو جب ہر چیز محفوظ ہے تو پھر اس میں اضافہ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ ربیع الاول کا مہینہ بے شک محترم اور مقدس ہے لیکن اس کے شرعی احکامات نہیں ہیں رمضان کا مہینہ ہے تو اس کے

احکامات محفوظ ہیں، ۱۰ محرم ہے تو عاشورہ کا روزے کا حکم آیا ہے، عید الفطر اور عید الاضحی کے دن دو رکعت نماز ہے، شبِ برأت کی عبادات بھی محفوظ ہیں لیکن اس دن کے کسی تہوار کے لئے ہمارے رسول ﷺ نے کسی کو ہدایت نہیں دی، کوئی پروگرام نہیں بتایا، یہ ایک قلبی بات ہے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے، ہم سب خوش ہیں لیکن حضرت ﷺ کی زندگی کا تعلق ایک زندگی میں، ایک سال، ایک قوم، ایک شہر سے نہیں ہے، آسمان و زمین، ذرہ ذرہ کل جہان سے آپ ﷺ کا تعلق ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ

من مات علی دین عیسیٰ علیه السلام قبل ان یسمع بی فهو علی خیر،
و من سمع و لم یؤمن بی فقد هلک (روح المعانی ج ۱ ص ۳۷۹)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وہ عیسائی جو میری آمد سے پہلے گزر گئے ان کی تو خیر ہوگی لیکن جنہوں نے میرا زمانہ پایا اور مجھ پر ایمان نہیں لائے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

ہمارے پیغمبر کے معجزات دو ٹوک ہیں اور ان کو کسی جھوٹی شہادت اور جھوٹے واقعات کی ضرورت نہیں ہے، یہ ہمارے زمانے کے بدعتی حضرت ﷺ کے معجزات اور کمالات کو اپنی سینکڑوں جھوٹی حکایات کے ساتھ ملا کے بیان کرتے ہیں، دو آیتیں نہیں پڑھ سکتے، ایک صحیح حدیث نہیں سنا سکتے صرف ڈھکوسلے، جھوٹی حکایات، روایات، واقعات اور لایعنیات پیش کرتے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کو ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے؟ ان کی صداقت پر تو قرآن جیسی عظیم الشان کتاب آ چکی ہے، ان کی صداقت سے لبریز تو احادیث وسنت موجود ہے، فقہ کی ایک تابان و منور کائنات عملی زندگی و اعتقادی زندگی موجود ہے۔

نجران کے عیسائیوں سے آنحضرت ﷺ کی گفتگو

عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی بیان کی تھی وہ ساری غلط، یہودی جس ڈھب پر چل پڑے اور اپنے مذہب کو جس رُخ پر موڑا وہ بھی غلط، ان تمام کی تصدیق تو قرآن کریم نے کی۔ آپ ﷺ نے مختلف خطوط لکھے تھے بادشاہوں کو اور ان سب میں مضمون یہ ہوتا تھا کہ اسلام لاؤ اور میں نبی برحق آیا ہوں ایک، اسلام میں داخل ہو جاؤ اور امن حاصل کر لو۔ ایک خط آپ نے نجران، مدینے کے قریب ایک چھوٹا شہر تھا عیسائیوں کا وہاں بھیجا تھا۔ ان کی طرف سے ۷۰ آدمی شال اوڑھے ہوئے اور بڑے بڑے کڑے پہنے ہوئے اور سروں پر تاج رکھے ہوئے حضرت ﷺ سے گفتگو کے لئے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے اپنے پیغمبر کی شکل ولباس میں کوئی ہے؟ تو انہوں نے جلدی جلدی تاج رکھے اور پگڑھیاں باندھیں کپڑے ٹھیک کیئے اور اپنی طرف سے صرف ۱۴ آدمیوں کو آگے کیا۔ اس دوران حضرت جبرئیل آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ یہ مناظرے کے لئے آئے ہیں اور میں آپ کی مدد کیلئے خدا کے حکم سے ساتھ رہوں گا اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی ۸۷ آیت حضرت ﷺ کو پڑھ کر سنائیں، یہ ان سوالات کے جوابات تھے جو یہ عیسائی کرنے والے تھے۔ ان کے مکمل مذہب کی تشریح ان آیات میں جنابِ نبی کریم ﷺ نے ان کو پڑھ کر سنائی اور ان کے تمام اعتراضات کو ہوا میں اُڑا دیا۔

یہ کلام بھی جناب نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ہے آپ ﷺ جب بھی کسی سے کلام فرماتے تھے تو وہ ایسا جامع اور مانع ہوتا تھا کہ انسان اسلام لائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

آخر میں قرآن کہتا ہے کہ ’’ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ‘‘ جو دین آپ سمجھاتے ہیں اے پیغمبر اس میں کسی شک کی ضرورت نہیں، آپ کی زندگی حق، حیات حق، آپ کے سارے ارشادات، اعمال حق، آپ کی وفات حق اور یہ سب کے سب محفوظ ہیں کیونکہ یہ مکمل دین محفوظ ہے، اسی لئے مبتدعین جتنی ریشہ دوانیاں کرتے ہیں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

اللہ رب العزت اس قسم کے تمام ڈھکوسلوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور دین اور اس کے تمام احکامات کو مبتدعین اور معاندین سے محفوظ فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قال تعالیٰ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء

خطبہ نمبر ۵۰

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھدہ اللہفلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاًمنیراصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّا بَلَوْنٰھُمْ کَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ ج اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّھَا مُصْبِحِیْنَ o وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ o فَطَافَ عَلَیْھَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّکَ وَھُمْ نَآئِمُوْنَ o فَاَصْبَحَتْ کَالصَّرِیْمِ o فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ o اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ o فَانْطَلَقُوْا وَھُمْ یَتَخَافَتُوْنَ o اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ عَلَیْکُمْ مِّسْکِیْنٌ o وَّغَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ o فَلَمَّا رَاَوْھَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ o بَلْ نَحْنُ

كُنَّا ظٰلِمِينَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ قلم آیت ۱۷ تا ۳۳)

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم
وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علی ابراھیم
وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

اسلام پر حملہ ! نہ کوئی وجہ نہ کوئی سبب

مسائل بہت زیادہ ہیں اور مراحل بھی بہت زیادہ ہیں کچھ پریشانیاں حکومتوں کو بھی درپیش ہیں جو ان کی ہی بعض ناکردنیوں کے نتیجے میں ان کو بھگتنی پڑ رہی ہیں اور کچھ مسائل ایسے ہیں جو علماء اور مسلمانوں کے درمیان مشترک ہیں وہ ان مسائل سے دوچار ہیں۔ مسلمانوں کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ افغانستان کے جہاد کا ہے کیونکہ نام تو افغانستان کا ہے لیکن حقیقت میں اسلام کا جہاد ہے۔ حقیقت میں ایک چھوٹا سا کمزور مسکین اور عاجز ملک تھا جس کو ایک بہت بڑا طاقتور ملک، لاؤ لشکر اور چھل پہل کے ساتھ آکر پیٹ رہا ہے لیکن حقیقت میں پورے اسلام پر حملے کی مشق کی جارہی ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ہم پوری دنیا سے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا یہی طریقہ ہے۔ ایک کہاوت ہے، لوگوں نے مثال دی ہے کہ ایک نہر کے کنارے بکری پانی پی رہی تھی اور اس سے کافی

اوپر ایک بھیڑیا بھی پانی پی رہا تھا، بھیڑیئے نے جو دیکھا کہ بکری آئی ہے اور پانی پی رہی ہے، اب اس کو پکڑنے کیلئے کوئی بہانہ چاہئے تو اس نے بکری کو کہا کہ تم جو پانی پی رہی ہو اس سے پانی گدلا ہو رہا ہے اور میرے پانی میں مٹی آرہی ہے تو اس کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ مٹی تو وہاں جاتی ہے جہاں پانی بہہ رہا ہو حالانکہ وہ تو اوپر پانی پی رہا تھا اور بکری کافی نیچے ہے تو اس کے منہ کا ریلا اور گند وہ بکری کی طرف جا سکتا ہے اس کا کہاں سے آئے گا لیکن وہ بھیڑیا تھا اور اس کے دانت بہت تیز تھے اور ظاہری طاقت بکری سے زیادہ تھی وہ اپنے غرور اور تکبر پر فخراں تھا۔

یہی ظالم اور مفسدین کا طریقہ ہوتا ہے کہ نہ کوئی وجہ موجود ہوتی ہے، نہ کوئی سبب اصل وجہ اور سبب عداوت کا ہے اور وہ وہاں کے مسلمانوں کی اسلام پسندی اور دین کے عنوان سے مثالی غیرت، مومنانہ اور مردانہ وار قربانیوں کا ایک تسلسل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیب فرمایا ہے وہ ان سے برداشت نہیں ہوتا کیونکہ اپنے دین اور مذہب میں تو ان کی غیرت صفر ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں کے شاہ افسروں نے اپنے خیال سے اپنا ملک اور یہاں کی توانائی محفوظ کی ہے کیونکہ ملک اور توانائی انہوں نے خود امریکہ کی گرفت میں دی ہے۔ اگر وہ ناراض ہوں تو ملک کو بھی خطرہ ہے اور توانائی بھی ختم ہوسکتی ہے، لیکن انہیں یہ خیال نہیں ہوا کہ یہ ظالم اور مفسد کو کتنی دیر تک راضی رکھیں گے ظالم کی تو عادت ہی ظلم کی ہے اور مفسد کی عادت ہی فساد کرنے کی ہے۔ ایک عادل اور ایک رحم دل جب اس کے پاس طاقت پوری نہ ہو وہ دیر تک ظالم کو راضی نہیں رکھ سکتا۔

طاقت صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کی ہے

طاقتوں کا ایک عظیم سر چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بزرگ و برتر ہے اسے پہچاننا اور اسے متوجہ کرنا بہت ضروری ہے۔ لوگ دنیا کا نظام جس طرح چلاتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں تو لگتا ایسا ہے کہ بس یہ ہیں اور دنیا ہے اور انہی کی حکومت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ نہیں جانتے کہ طاقت بلکہ تمام طاقتوں کا سر چشمہ حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ ''اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا'' (بقرہ) اور اس کے بے پناہ لاؤ لشکر ہیں جسے کوئی بھی نہیں جانتا ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ'' (مدثر، ۳۱) اس کو لشکروں کی ضرورت بھی نہیں ہے ایک ہی جبرئیل (علیہ السلام) سے قوم لوط، سدوم اور عامورہ کی بستیاں اٹھوائیں اور قرآن کہتا ہے ''فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا'' ہم نے اس کا نچلا حصہ اوپر کیا اور پھر زمین پر دے مارا'' وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ٥ (حجر ۷۴) مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ'' (ذاریات، ۳۴) ایسے پتھروں کی بارش برسائی کہ ہر پتھر پر ہر کافر کا نام لکھا ہوا تھا، اس کے لئے اسپیشل تیار کیا گیا تھا۔ ہمارے حکمرانوں پر بہت تعجب ہے کہ یہ سب چند دنوں کے مہمان ہوتے ہیں، جس طرح سابقہ حکومت جیسی بھی تھی لیکن منتخب حکومت تھی اور اس کو ظاہری ترجیح حاصل تھی اسے چند لمحوں میں تہہ و بالا کیا گیا، اس سے پہلے حکومتیں کس طرح آناً فاناً گئیں، اس سے پہلے کیسے گئیں، وہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سپر پاور جنرل ضیاء الحق گیارہ سال بعد ہوا میں بکھر گیا قیمتی جرنیلوں سمیت بیش بہا فوجی سرمایا بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس سے پہلے مضبوط کرسی والا پاکستان کا وزیر اعظم جو اپنے آپ کو بہت

بڑی قوت سمجھتا تھا وہ بھی تختہ دار پر لٹکایا گیا اور اس سے پہلے شرابی اور کبابی ایک نا کارہ اور نالائق عبوری صدر پاکستان کا وہ کس خباثت سے ہٹایا گیا اور اس سے پہلے جو فیلڈ مارشل کہلایا جس نے کچھ ظاہری ترقی بھی ملک کو دی جس کی یادگاریں سب سے زیادہ ملک میں موجود ہیں وہ بھی ٹھہر نہ سکا اور یہ ایک تاریخ ہے:

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت
رفت و منزل بدیگرے پر داخت

جس نے یہاں قدم رکھا اس نے ایک عمارت کھڑی کرنی چاہی، فسادات اور شیطانی کی، جب جانے لگا تو ایک اور کے حوالے کیا

واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے
ویں عمارت بسر نبرد کسے

وہ پہلے سے بھی سرگرم اور نا کارہ ثابت ہوا، اس کو کوئی پورا نہیں کر سکا ادھورا ہے ادھورا رہے گا۔

دین کے بدلے دنیا اختیار کرنا سخت نقصان دہ ہے

تعجب ہے ایک مسلمان ملک، مسلم قوم، اسلامی رشتے میں بندھے ہوئے، پاکستان میں پلنے اور رہنے والے، ان کی نشو نما اور تربیت سب پاکستان نے کی ہے ان کو چند ڈالروں کے بدلے بیچا اور ان کا سودا کیا ''اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی '' ان لوگوں نے حق چھوڑ کر باطل لے لیا ''فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ '' ان کی تجارت فیل ہے انہیں

کوئی فائدہ نہیں ملے گا ''وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ '' (بقرہ،۱۶) اور یہ ایسے ہی ناکام رہیں گے ذلیل اور خوار ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے دین کا مقابلہ کیا اور دین کے بدلے میں کسی اور چیز کو ترجیح دی تو اس کے لئے دونوں جہانوں کی رسوائی ہے۔

ایک شخص درخت کے نیچے سو رہا تھا لیٹا ہوا تھا اچانک ایک سانپ آیا چلتے چلتے اس آدمی پر چڑھ گیا اور دوسری طرف اتر گیا یہ شخص جب بیدار ہوا تو رونے لگا لوگوں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ اس نے کہا کہ خیریت کہاں ہے ادھر سے سانپ آیا اور میرے پیٹ سے گذر گیا اس سے پوچھا کہ کیا سانپ نے ڈسا؟ کہا نہیں ڈسا نہیں ہے پوچھا کہ پھر کیوں روتے ہو؟ کہا کہ روتا اس لئے ہوں کہ سانپ نے راستہ بنالیا ہے وہ مجھ سے گذر سکتا ہے ،یہ تو بہت مشکل بات ہے کہ آپ نے انہیں راستہ دے دیا اور ان کے لئے تختہ مشق بنے اور ساری قوم اور سارے مسلمانوں کو ان کے نشانے پر لا کر کھڑا کر دیا۔ مسلمانوں نے اس پر بجا طور پر ناراضگی کا اظہار کیا جس قدر غم وغصہ تھا اس سے زیادہ ظاہر کیا کیونکہ مسلمانوں کا رشتہ اسلام سے سچائی کا رشتہ ہے مسلمان جتنا بھی گناہگار ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب اسلام پر تکلیف آتی ہے اور مسلمانوں کو صدمہ پہنچتا ہے تو ان کا خون گرم ہو جاتا ہے۔

جہاد اور مسلمانوں کا جوش وجذبہ

یہاں ایک نوجوان چند دن پہلے سامان لپیٹ کر آیا اور مجھے ایک خط دیا اور مجھے کہا کہ میرے جانے کے بعد آپ یہ خط پڑھیں میں نے اس کو کہا کہ یہ شرط ٹھیک نہیں ہے آپ کے سامنے پڑھ لیتا ہوں ممکن ہے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو کروں۔ اس خط میں اس

نے لکھا تھا کہ میں افغانستان جہاد کے سلسلے میں جا رہا ہوں اور میں اپنے والدین کا اکلوتا ہوں۔ وہ بہت رو رہے ہیں اور بہت خفا ہیں لیکن میں نے بہت مشکلوں سے راضی کر کے اجازت لے لی۔ اب اگر میں خیریت سے آیا تو بہت اچھا اور اگر میں وہاں شہید ہوا تو آپ جمعہ میں میرے لئے دعا کیجئے گا۔ وہ یہاں نمازیں پڑھتا تھا، آگے لکھا ہے کہ اگر خدا کو منظور ہوا اور میری لاش بھی یہاں آ گئی تو جنازہ آپ نے پڑھانا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک شخص کو جب یہ پتہ ہو کہ مجھے ایک چاقو لگنے والا ہے تو وہ وہاں قدم نہیں رکھتا، اگر کسی کو پتہ چلے کہ مجھے کہیں گولی لگنی ہے تو وہ وہاں کیوں جائے گا، جہاد تو اس منہج پر پہنچ چکا ہے کہ اموات ہو رہی ہیں مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔

یہ ہمارے رسول جناب نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی صداقت کے بین معجزات ہیں، پندرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی امت کا مزاج وہی ہے جو نبی کریم ﷺ بنا کے تشریف لے گئے تھے۔ ایک معصوم بچہ ۱۹/۲۰ سال کا جس نے زندگی کی بہت کم بہاریں دیکھی ہیں وہ بھی پورا تیار ہے۔ میں نے اسے تسلی دی، اس کو تسلی کی ضرورت نہیں تھی اس کا عزم مجھ سے بڑھ کر تھا۔ میں نے کہا کہ آپ بخیریت رہیں گے اور آپ کے سامنے آپ کے ہاتھ سے افغانستان میں فتح ہو جائے گی اور میں نے کہا کہ ایسے سینکڑوں میدان اللہ آپ سے جتوائے گا۔ اصل جو مرحلہ ہے وہ تو آپ کے ارادے کا ہے جس عزم کے ساتھ آپ تیار ہو چکے ہیں، یہ ہماری فتح اور جیت ہے۔ سوال یہی ہے کہ یہ چھوٹے بچوں میں، ہماری بیبیوں میں یہ جذبہ کیسے آیا بہنوں نے پورے پورے سونے کے سیٹ جو ان سے ہو سکتا تھا سب دے ڈالے۔ ایک عورت کو زیورات سے انتہائی محبت ہوتی ہے اولاد

سے محبت ہوتی ہے۔ یہی تو ہے ''المال و البنون زینت الحیاۃ الدنیا'' تو بیٹے بھی جہاد میں جا رہے ہیں اور مال بھی جا رہا ہے اپنی خوشی سے، یہ ترغیب اور یہ دلوں کو مسخر کرنے والا کون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ جب کہ طالبان کی طرف سے کوئی اپیل نہ لوگوں کے آنے کی اور نہ مال دینے کی ہوئی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

آنحضرت ﷺ اور جہاد کے بارے میں تعلیمات

دو باتیں بڑی عجیب ہیں، ایک تو یہ کہ ایک خاص طبقہ ہے جن کے دل اب بھی اسلام کی طرف مائل نہیں ہوئے اور ان کے مفادات بالکل سامنے آگئے ہیں۔ دنیا کے چند روزہ اغراض کے لئے انہوں نے اسلام کو پیچھے چھوڑا ہے یعنی یہ طبقہ ایسا ہے جو جہاد اور مسلمانوں کے مقابلے میں ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے۔ دوسری بات جو بہت زیادہ فکر کی ہے وہ یہ کہ حکمران اپنے مذہب سے آزاد ہیں، جہاد ہمارا مذہبی مسئلہ ہے، جہاد کی حیثیت ہمارے یہاں جہاد کے موقع پر نماز، روزے، زکوٰۃ و حج سے بڑھ کر ہے۔ میں ببانگِ دہل آیات و احادیث کی روشنی میں کہہ رہا ہوں اور اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ جب جہاد کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ مسجدِ نبوی میں نہیں رہے، حضرت ﷺ نے وہاں کی نمازیں وہاں کے جمع سب چھوڑ دیے اور دشت و بیابان، صحرا اور جنگلوں کے راستے آپ نے اختیار کئے۔ جہاد کا موقع جب آیا تو آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا اور جب وہ احد میں شہید ہوئے اس حال میں کہ مشرکین نے ان کے کان کاٹے، آنکھیں نکالیں، ناک کاٹی بالکل اعضاء جسم کاٹ دیئے۔ آپ ﷺ نے جب ان کو دیکھا جس حال

میں وہ لائے گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر صفیہ کے ناقابل برداشت ہونے کا خوف نہ ہوتا، (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں) تو ارشاد فرمایا کہ میں حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی لاش کو میدان میں چھوڑ دیتا کہ پرندے اس کو نوچ نوچ کر کھا جاتے اور جب قیامت کے دن میزانِ عدل کے سامنے اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھتے کہ آپ کیا لے کر آئے ہیں تو میں کہتا کہ اپنے بہترین اور قیمتی چچا کو کٹوا کر لایا ہوں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۴) اس سے ایک بات اور معلوم ہوگئی کہ جہاد کے راستے میں مجاہدین کو جس قدر صدمے پہنچیں اور قربانی جس قدر بھیانک ہو قیامت کے دن فخر کا مقام ہوگا۔ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ شہید کون ہوگا؟ لکھا ہے کہ جہاد کے موقع پر اگر ویسے کوئی مرگیا، ہارٹ فیل ہوا اور اس پر کوئی زخم کا نشان نہیں ہے تو حکماً شہید نہیں ہے تو دنیا کے اندر اس کے ساتھ شہداء والا برتاؤ نہیں ہوگا کپڑے اتارے جائیں گے، نہلایا جائے گا۔ شہادت کے تو آثار ہوتے ہیں، عجیب بات ہے کہ کُل پاکستان کے مسلمان پریشان ہیں، سب سے بڑا طبقہ علماء کرام کا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانشین اور وارث ہیں، وہ سب متفق ہیں ہمیشہ تو یہ کہتے تھے کہ علماء میں اختلاف ہے لیکن اس میں تو دیوبندی، مودودی تمام علماء ایک آواز ہوکر افغانستان کے مسلمانوں کے لئے فکر مند ہیں اور ان کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر لڑنے کو جہاد اور اللہ کی رضا کا عظیم سبب سمجھتے ہیں۔

حکومت کے غلط اقدامات اور اس کے نقصانات

معلوم ہوا کہ حکومت نے اس موقع پر علماء کے درمیان اختلاف کا نام دے کر اپنی

پالیسیوں کے نتیجہ میں مسئلہ کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے، ورنہ طورخم سے لیکر کراچی تک علماء اور مسلمان طالبان کے حق میں فکر مند ہیں، شمال کے حق میں کوئی دیکھا گیا ہے جس نے بارڈر پار کیا ہو کہ میں جا رہا ہوں ان کے ساتھ لڑنے؟ کیونکہ انکا قبلہ اور کعبہ امریکہ اور فرانس ہے وہ اسلامی روایات سے ہٹ چکے ہیں۔ ایک تنظیم ہے اور ایک طبقہ ہے جن کیلئے پورا عالم اسلام آنسو بہا رہا ہے۔ سعودی عرب کے اندر جہاں حکومت کی منشاء کے خلاف پرندہ پر نہیں ہلا سکتا تھا وہاں کے نوجوان افغانستان کے اسلامی جہاد اور شیخ اسامہ اور مولانا عمر حفظہم اللہ کی قیادت میں شانہ بشانہ لڑنے کیلئے بیتاب ہیں اور انکی بھی ایک عظیم تعداد ہے۔

جس ملک کی نہ کوئی آواز ہے، نہ کوئی میڈیا ہے، نہ کوئی مثالی نشر و اشاعت ہے اور سچ بات یہ ہے کہ پوری دنیا میں کوئی ایک ملک نہیں ہے جو غیرت کے ساتھ ان کا ساتھ دے سکے۔ صرف ایک ذات ہے آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اور پورا نظام چلانے والا اللہ بزرگ و برتر اور وہی ان کا سہارا ہے، امریکہ اور برطانیہ کے مقابلے میں بھی اور دیگر شیاطین کے مقابلے میں بھی۔ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر بنا تھا اس کی بھی غیرت ایسے وقت میں دیکھنے کی ہے کہ ان کو تن تنہا چھوڑا ہے، اس جذبے کو سرد کرنے کیلئے کوششیں کی جا رہی ہیں حکومت کے پاس ایسا کوئی پروگرام نہیں، کوئی قانون اور قانون کا ایسا نکتہ نہیں جو مسلمانوں کو اپنے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اسلامی جہاد میں حصہ ڈالنے سے ان کو روک سکے۔ حکومتِ پاکستان کو شرم کرنی چاہئے کہ ایک مکمل بارڈر ان کی وجہ سے محفوظ تھا چاہئے تو یہ تھا کہ یہ ان کا مکمل ساتھ دیتے تاکہ ایک اسلامی ریاست مکمل طور پر قائم ہو جاتی لیکن

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسئلہ کشمیر اور افغانستان میں حکومت کی نااہلی

اس کے برعکس سچی بات یہ ہے کہ ملک بھر میں کوئی دانشور، کوئی لائق اعتبار شخصیت بھی نہیں ہے جس نے حکومت کے اس مؤقف کی تائید کی ہو۔ سب نے اس موقع پر یہی کہا کہ حکومت سو فیصد غلطی پر ہے اس نے صرف افغانستان کے اسلامی جہاد پر سودا بازی نہیں کی بلکہ کشمیر کے کاز (Cause) کو بھی نقصان پہنچایا ہے اور کشمیر کی جہد مسلسل ۵۲ سالہ قربانیوں کو بھی اپنے نرخنامے میں شامل کیا ہے اور اس کو بھی کوڑیوں کے دام بیچنے کا ارادہ کیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے بھارت کیوں اس قدر کشمیر میں سرگرم نہیں تھا اس نے دیکھا کہ افغانستان جیسے اسلامی ملک کے ساتھ پاکستان کی گورنمنٹ کا یہ برتاؤ ہے تو کشمیر میں ان کا کیا حق ہے۔ کشمیر اگرچہ مقبوضہ ہے لیکن ان کے دل، ان کی آنکھیں، ان کے آنسو، ان کی قربانیاں اور انکے نسل ونسب مسلمانوں اور پاکستان کے حق میں ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑیگا کہ ان کو کیا مداوا دیا گیا ہے، ان کی طرف کیا توجہ کی گئی ہے، وہاں سے بھی تو روز لاشیں اٹھتی ہیں اور نہتے مسلمان اور ان کی عورتیں، ان کے گھر، وہاں کی مساجد اور مدارس، وہاں کے جہادی کیمپ، وہاں کے نہتے اور معصوم مسلمان طرح طرح سے پریشان کئے جا رہے ہیں۔ یہ سب اس نااہل حکومت کی وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ انہوں نے صرف اپنی جیبیں بھرنی ہیں چاہے اس کے لئے انہیں کچھ بھی کرنا پڑے۔

حکومت کس کو کہتے ہیں

اگر اسلامی فکر کے ساتھ آپ تھوڑی دیر سوچیں تو آپ کو تکلیف پہنچے گی۔ آخر یہ حکومت کس چیز کے لئے ہوتی ہے؟ کن کے لئے ہوتی ہے؟ پہلے یہ پتہ کیا جائے، حکومتوں کا کام کیا ہے؟ حکومت ہوتی کس کی ہے؟ ملک کی عوام کی چُنی ہوئی ایک مشترکہ قیادت جو پورے ملک کی نگرانی اور راہنمائی کرے اس کو حکومت کہتے ہیں۔ تو ملک کے خلاف، مذہب کے خلاف اور دین کے خلاف اقدامات کرنے کے بعد حکومت کی موجودہ حکومتی حیثیت ختم ہو چکی ہے، اب تو جیسے ایک باغی اور سرکش کہیں مسلط ہو جائے اور وہ اپنی بغاوت اور سرکشی کے زور پر چند روز تک کسی ملک پر قابض رہے، زیادہ نہیں، چند دنوں تک کیونکہ ظلم کی رات زیادہ نہیں ہوتی، عدل کا نظام منور ہوتا ہے کسی ایک ظالم کو بھی ہم نے زیادہ دنوں تک چہچہاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

اسکندر مرزا کہتا تھا کہ میں مولویوں کو چاندی کی کشتی میں بٹھا کر کیماڑی میں پھینک دوں گا، یہ اس کے الفاظ تھے اسے ایوب خان نے دو تین کیپٹنوں کی موجودگی میں چانٹے لگا کر یہاں کراچی میں آدھی رات کے بعد اس سے دستخط لے لئے اور صبح جب سورج طلوع ہو رہا تھا تو وہ ایک غیر ملکی جہاز میں بٹھایا گیا اور یہاں سے روانہ کر دیا گیا۔ وہ علما کو چاندی کی کشتی میں نہیں بٹھا سکا اس کو خود لکڑیوں کے جہاز میں یہاں سے جانا پڑا اور کوئی ملک اس کو جگہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ جس نے بھی اسلام کے ساتھ سینگ لڑایا ہے اللہ رب العالمین نے اس کا سرتن سے جدا فرمایا ہے۔ یہ عبرت ہے، سبق ہے عقلمندوں کے لئے،

میری یادداشت میں ختم نبوت کے مسئلے کے بعد مسلمانوں کا کسی مسئلے پر دلی اور عالمگیر اتفاق میں نے نہیں دیکھا جو افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کا ہے، مثالی اتفاق اور تعاون ہے۔ میں نے کوئی بھی حکومت اپنی قوم اور اپنے مذہب سے اس قدر آزاد نہیں دیکھی جیسی کہ ہماری موجودہ حکومت ہے۔ نہ ہی انہیں علماء کی دعاؤں کا اور ان کی ناراضگی کا کوئی احساس ہے، نہ ہی عوامی جذبات کا، نہ ہی ان کے جلسے جلوس کا، انہیں اس بات کا بھی احساس نہیں کہ ایک کونے سے لیکر آخری کونے تک، جتنا بارڈر بن رہا ہے پاکستان اور افغانستان کے درمیان پورے بارڈر سے روزانہ ہزاروں مسلمان ادھر اُدھر جاتے ہیں انکے پاس گندم، آٹا اور بھی روزمرہ کی چیزیں ہوتی ہیں تاکہ وہاں جا کر وہاں کی حکومت پر بوجھ نہ بنیں، اپنی روٹی ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ اگر حکومت میں غیرت ہوتی اور اگر یہ واقعی ملک کی نمائندہ حکومت ہوتی تو ایسے جذبات کشمیر کے لئے بھی ہونے چاہئیں۔ وہ بھی ہمارا مسئلہ ہے کوئی مسئلہ اہم ہوتا ہے اور کوئی کم اہم ہوتا ہے لیکن کشمیر کی جہادی حیثیت کا انکار کرنا کوئی سیاسی بصیرت نہیں ہے۔ دونوں مسئلہ افغانستان اور کشمیر، مسلمانوں کے مسئلہ ہیں ان سے پہلوتہی برتنا کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔

افغانستان اور کشمیر

اگر خداوند تعالیٰ نے قریب میں طالبان حکومت کو اس ظلم اور بربریت سے نجات عطا فرمائی اور ان کا موجودہ ڈھانچہ مضبوط اور قائم رہا تو یہ منبر اور محراب اور آپ گواہ رہیں تو میں آپ کو یہی مجاہدین دکھاؤں گا کہ یہ بڑی آسانی سے کشمیر چھین کر پاکستان کو دلا دیں گے

وہ پاکستان سے بدلہ لینے والے نہیں وہ تو یہاں کے بھائی ہیں۔ وہ ایک شخص سے تو بدلہ لے سکتے ہیں لیکن ملک کی روح اور ملک کا رخ ان کو معلوم ہے کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمانوں سے ملے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں کے مسلمانوں سے کبھی بھی انتقام نہیں لیں گے اور وہ ان کی طرح نالائق نہیں ہیں، ان کے نزدیک تو پاکستان کے علماء ان کے سروں کے تاج ہیں یہ عاجز اور فقیر ان کی پوری کمانڈ کو سمجھا سکتا ہے۔ وہاں تو ہر مسئلہ کتاب وسنت کا ہے جس مسئلہ کی اہمیت سمجھانی ہو آیات واحادیث دکھادیں وہ امیر المؤمنین اور کمانڈران چیف آپ کی ایسی اطاعت کریں گے جیسے وہ آپ کے غلام ہوں۔ افغانستان کے قاضی القضاۃ سے میری کابل میں ملاقات ہوئی میں نے ایک مسئلے پر ان کی توجہ دلائی ان کا خیال نہیں تھا جب انہوں نے تھوڑی سی ابتدا میں بے التفاتی کی کوشش کی تو میں نے سخت تنبیہ کے ساتھ کہا کہ آپ قاضی القضاۃ ہیں اور آپ متوجہ ہو کر اس کو سن لیں۔ وہ متوجہ ہو گئے جب مسئلہ سمجھ میں آگیا تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس کی کوئی تاویل وتوجیہ کر لیتے ہیں، بلکہ مجھ سے کہا کہ ۸۰۰۰ کے قریب قاضی ہیں ان سب کو میں حکم جاری کروں یا آپ کے سامنے انہیں پیش کروں کہ آپ انہیں نصیحت کریں؟ میں نے کہا کہ آپ انہیں حکم کر دیں قاضی القضاۃ آپ ہیں، میں تو مہمان آیا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ یہاں کے کسی لوئر کورٹ کے چھوٹے سے مجسٹریٹ کو کیا آپ کوئی بات سمجھا سکتے ہیں؟ ہمارے یہاں تو چھوٹی سی کرسی پر بیٹھنے والا سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑا فرعون دنیا میں کوئی اور نہیں ہوگا اور کسی مسئلے کو سمجھنا اپنی عزت کے خلاف سمجھتے ہیں، وہ ان کی طرح نہیں ہیں وہ تو مکمل دین کے پابند ہیں۔

مفتی اور قاضی میں فرق

وہاں ایسے فرضی قاضی اور مفتی نہیں تھے، میں قندھار میں ناشتے سے فارغ ہوکر بیٹھا ہوا تھا وہاں کے گورنر نے مجھ سے کہا کہ ۵۰۰ قضاۃ اور مفتی آپ سے ملنے آرہے ہیں تو میں چارپائی پر بیٹھ گیا انہوں نے پوچھا کہ اجازت ہے کہ اندر آئیں، میں نے کہا کہ بجائے ۵۰۰ آدمی اندر آئیں میں باہر آتا ہوں میں باہر چلا گیا صحن میں قالین بچھے ہوئے تھے اور وہ سب وہاں بیٹھے تھے، جیسے آپ لوگ بیٹھے ہیں۔ انہیں دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ یہ جیسے کراچی میں رواج ہو گیا کہ مفتی فلاں، مفتی فلاں ہر شخص کے ساتھ مفتی لکھا جارہا ہے کسی مفتی سے پوچھا کہ آپ کیسے مفتی بن گئے تو اس نے کہا کہ میں مفت میں بن گیا ہوں، تو میں نے کہا کہ ہمارا وہ رواج یہاں نہ پہنچا ہو۔ ان میں ایک بالکل کمزور دبلا پتلا جس کی بظاہر داڑھی بھی پوری نہیں آئی تھی اس کی طرف میں نے اشارہ کیا اور اس سے پوچھا کہ

"ما هو الفرق بين القاضي والمفتي"

قاضی اور مفتی میں کیا فرق ہے؟ (یہ قضا اور افتاء کے اصول کا زریں اصل ہے، روح ہے، سارے مسائل اس کے بعد ہوتے ہیں)۔ اس نے آنکھیں بند کر کے مجھے وہیں سے جواب دیا کہ

"المفتي هو المخبر والقاضي هو الملزم"

مفتی کا کام صرف مسئلہ بتانا ہے قاضی کا کام منوانا ہے۔

یہ سن کر میری آنکھیں روشن ہو گئی کہ واقعی اس ملک میں اسلامی نظام چل سکتا ہے

یہی تو ان کی وہ کامیابی تھی جو کہ امریکہ کو برداشت نہیں ہوئی اور وہ بہت دور سے دوڑتا ہوا آیا کہ بس دو تین دن میں آگے پیچھے کر دوں گا اور ہماری کابل میں حکومت ہوگی پھر پاکستان کو کہوں گا کہ تم بھی سیدھے ہو جاؤ اور مولوی اور مدرسوں کو ختم کرو جو ہمارے خلاف تھے لیکن اللہ رب العالمین نے ان کو ایسی غضب کی توانائی، خصوصی شوکت اور باطل کے مقابلے میں جمنے کی صلاحیت عطا فرمائی کہ امریکہ اپنی ٹیکنالوجی بھول گیا اور اس کے تمام سہارے ٹوٹ چکے ہیں، سارے اتحادی تقریباً جواب دے چکے ہیں اب صرف اپنا غرور و تکبر اور اپنے شیطانی دماغ کو طیاروں اور بموں کے ذریعہ استعمال کر رہا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ پوری دنیا میں ۵۶ ایسے ممالک ہیں جو اپنے آپ کو اسلامی کہتے ہیں اور وہ سب کے سب امریکہ کے غلام اور لونڈی بنے ہوئے ہیں اور امریکہ ان کا آقا اور ابا جان ہے اور امریکہ کسی کو دیتا کیا ہے؟ یہ بے ایمان اور بے غیرت امریکہ جو کہتا تھا کہ بیڑہ لا رہا ہوں اور بنگلہ دیش بچا رہا ہوں وہ نہ آسکا اور وہاں شیخ مجیب نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا۔ اس زخم کے خون کے قطرے ابھی تک ہمارے ملک کے ساحل اور حدود پر موجود ہیں کہ ہمارا ملک قتل ہو چکا ہے، ذبح ہو گیا ہے۔ نقشے سے مشرقی پاکستان مٹ چکا ہے، اس (امریکہ) نالائق اور مفسد کے غلط وعدوں پر اعتبار کر کے اپنی ۹۰،۰۰۰ اسلامی فوج کو ایک ہندو جرنیل کے سامنے سربسجود ہونا پڑا۔ فوج کچھ نہیں کر سکتی جب تک کمانڈر انچیف مسلمان نہ ہو، یہ یاد رکھیں جب تک اس کا بڑا جرنیل اور امیر الجیش میں اسلام نہ ہو خدا کی قسم ۹۰،۰۰۰ ایسی مسلح فوج طالبان کی ہوتی تو وہ امریکہ کا وائٹ ہاؤس چھین چکے ہوتے اور وہ دن دور نہیں ہے کہ اس کا بدلہ وہ اسی طرح لیں گے ان شاء اللہ! ہمیں اس شکست پر بھی دلی

صدمہ ہے، ہمیں اس شکست کا بھی احساس ہے اس لئے جب درد وغم کی داستان سناتے ہیں تو بے اختیار اس کا تذکرہ بھی ہو جاتا ہے۔

بنگلہ دیش اور ظلم وستم کی داستان

میں جب ڈھاکہ شہر میں اترا اور میں نے وہاں کے بورڈ دیکھے، وہاں کے شہر اور بازار کا رخ دیکھا تو بالکل ایسا لگا جیسے کراچی ہے اور ایسے بورڈ بھی دیکھنے میں آئے کہ پیچھے کی طرف اردو لکھی ہے اور اس کو الٹا کر کے بنگلہ لکھی ہوئی ہے اور وہ عجیب وغریب اسٹیشن جو ایوب خان نے بنایا ہے اور وہ جامع مسجد بیت المکرّم جو دنیا کی قابل دید عمارات میں سے ایک ہے

از نقش ونگارِ در و دیوارِ شکستہ
آثار پدیدست صنادیدِ عجم را

ہر نقش ونگار کو دیکھ کر دل سے درد نکلتا تھا کہ نالائق حکمران اور غلط افسروں کے ہاتھ ملک کا سودا ہو چکا ہے۔ جہاں میں ٹھہرا تھا وہاں سے ایک دوسری جگہ تک بہت قریب کا راستہ تھا لیکن ہمارے میزبان ہمیں ایک دور کے راستے سے لے جاتے تھے، دو تین دن جب ہم وہاں رہے تو ہمیں اندازہ ہو گیا کہ یہ راستہ بدل کر ہمیں لے جاتے ہیں۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ آپ ہمیں اتنا لمبے راستے سے کیوں لے کر جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ اس ڈر سے لے کر جاتا ہوں کہ کہیں آپ ہم سے اس جگہ کے بارے میں نہ پوچھ لیں کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا ایسی کیا بات ہے اس جگہ میں تو اس نے بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں مسلمان مغربی پاکستان کی چھوٹی چھوٹی بچیاں دس دس پندرہ سولہ سال کی گلیوں میں کبھی ایک گھر میں جاتی تھی کہ ہم کو بچاؤ اور کبھی دوسرے گھر میں جاتی تھیں

کہ ہمیں بچاؤ ہمیں لڑکے مارنے آ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ شخص کچھ دیر سکتے میں آ گیا اور اس کے آنسو بہنے لگے پھر اس نے کہا کہ ان ایام میں جب میں یہاں سے گزرا تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بچی یہاں پڑی تھی دوسری وہاں پڑی تھی اور یہ ساری گلی صرف لاشوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ ہم اس واقعہ کو سنانے سے بچ رہے تھے کہ آپ کی مہمانی خراب ہو جائے گی۔ واللہ العظیم مجھے یہ سن کر ایسا صدمہ ہوا کہ پوری رات بخار رہا اور جب تک بنگلہ دیش میں رہا میں رات کو سو نہ سکا کہ کتنا بڑا ظلم نالائق حکمرانوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ ایسے کتنے واقعات ہیں وہ زمانہ دور نہیں جنہوں نے سارے حالات دیکھے ہیں اور سنے ہیں وہ سب زندہ موجود ہیں ان میں سے بہت کم مرے ہیں۔ امریکہ جیسے ظالم اور مفسد اور انسانیت اور اسلام کے دشمن پر بھی کوئی غیرتی مسلمان اعتماد کر سکتا ہے یہ اعتماد نہیں یہ چاپلوسی اور خدمت گزاری ہے جو کاسہ لیسی کے مترادف ہے۔

ہر حال میں اسلام کی بالا دستی ضروری ہے ! اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ

مسلمان قوم کو ہر مسئلے میں اپنے اسلام کو آگے رکھنا ہوتا ہے مذہب سب سے پہلے ہے باقی ہر چیز اس کے بعد۔ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شخص سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے جس کا تعلق رافضی مذہب سے تھا۔ وہ شخص بذاتِ خود نیک، خداترس رحم دل اور عابد زاہد معلوم ہوتا تھا، جب وہ آتا تھا تو بادشاہ اٹھ جاتا تھا اور تخت پر جگہ دیتا تھا کہ یہاں بیٹھ جائیے، اورنگزیبؒ خود بہت بڑا عالم تھا، عالم بہر حال عالم کا احترام کرتا ہے۔ کچھ مدت گزر گئی اس شخص کی ہمت اتنی بڑھ گئی کہ اس نے اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کو ایک

خط لکھا کہ آپ جمعہ کے خطبہ سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا نام نکالیں اور حضرت علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل بیت کے نام ڈالیں یہ ملک کے لئے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ بادشاہ نے وہ خط پڑھا اور پڑھ کر اٹھا کے رکھ دیا، علماء کو بڑے بڑے قاضیوں اور مفتیوں کو طلب کیا کہ اس کا جواب لکھیں سب نے مل کر یہ کہا کہ ہم جواب نہیں لکھیں گے، اس شخص میں یہ ہمت بادشاہ سلامت کی حد سے زیادہ عقیدت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بادشاہ کے منہ پر کہا کہ یہ ہمت آپ نے دلائی ہے، بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ میں اس کا جواب خود ہی دیتا ہوں، بادشاہ نے کہا کہ بلاؤ اسے، نزہت الخواطر ۱۲ جلدوں میں ہندوستان کی تاریخ آئی ہے اس کی آٹھویں جلد میں اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے احوال میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ اس کو بلایا گیا جب وہ بیٹھ گئے تو بادشاہ نے خط پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد فرمایا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں اہل سنت کا مذہب نافذ ہے بادشاہ اور بادشاہ کی رعایا اہلسنت ہے اور اہل سنت کے مسلمانوں کے عقیدے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ پیغمبروں کے بعد ہے، صحابہ اور اہل بیت کا کوئی فرد بھی ابوبکر و عمر تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے آپ کا خط غلط ہے اور آپ خط واپس لے لیں، اور چونکہ آپ میرے محترم ہیں اس لئے سزا نہیں دیتا ہوں۔ اتنی سزا کافی ہے کہ آپ کا خط اور اس کا مضمون آپ کے سامنے رد کر دوں۔ یہ ہمارے مسلمان بادشاہ تھے جنہوں نے کبھی بھی اسلام پر سمجھوتہ نہیں کیا اس لئے صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان کا تذکرہ مبارک اوقات میں ہوتا ہے۔

ہر حال میں اسلام کی بالادستی ضروری ہے ! سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ

محمود غزنوی نے جب ہندوستان فتح کیا اور سومنات کے سلسلے میں بڑی پیچیدگی پیش آئی لیکن بہر حال فتح ہو گیا تو تھان سیر کا جو بت خانہ تھا وہ بھی سومنات کے مقابلے کا بت خانہ تھا۔ تو سلطان نے ارادہ کیا کہ اب تھان سیر کو ٹھیک کیا جائے۔ وہاں کا ہندو مہاراجہ تھا اس نے بادشاہ کو سومنات کے موقع پر ۱۰۰ ہاتھیوں کا ہدیہ اور ۱۰۰۰ فوج پیش کی تھی جس میں سے بادشاہ نے ہاتھی قبول کر کے فوج کو دور رکھا تھا کہ یہ کب سومنات کے خلاف لڑیں گے۔ اس ہندو مہاراجہ نے بادشاہ کو خط لکھا کہ سومنات کے بعد تھان سیر ہندو عقیدے کیلئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو مکہ کے بعد مدینہ منورہ مسلمانوں کے لئے رکھتا ہے اس لئے آپ اس کو ہاتھ نہ لگائیں اور یہ خاکسار آپ کا پہلے سے گرویدہ غلام ہے اور امید ہے کہ آپ میری سفارش مان لیں گے۔ اسکا جواب سلطان نے لکھا ہے تاریخ فرشتہ میں موجود ہے، سونے کی سیاہی سے لکھنے کا جواب ہے، بادشاہ نے چار سطروں میں لکھا ہے کہ پہلا جملہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنے اللہ کی رضا کیلئے کرتے ہیں، آگے لکھتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کفار سے جہاد کرنا بہت بڑی عبادت ہے، تیسرا جملہ لکھتے ہیں کہ بتوں کو مسمار کرنا اور ہندو ازم کو دنیا سے ختم کرنا یہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا اور بہت بڑے ثواب کا باعث ہے، بحیثیت ایک مسلمان فرمانروا کے میں آپ کے پورے کے پورے خط کو مسترد کرتا ہوں اور آج ہی میں نے فوج کو حکم دیا ہے کہ تھان سیر پر حملہ کر دے۔

لالچ اور دنیا کے اغراض ہمیشہ سامنے آئے ہیں، انسان جب زمین پر رہے گا تو زمینی چیزیں اس کے سامنے آتی رہتی ہیں مگر ایمان کی صلاحیت اور دین کا جذبہ ایک ایسا اقتدار ہے کہ جس کے سامنے کسی اور چیز کا کوئی وزن اور کوئی قیمت نہیں ہے۔ ''اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا '' (سورۂ کہف ۱۰۷) اللہ فرماتے ہیں کہ اس ایمان اور جذبے پر میں بھی اعلیٰ سے اعلیٰ جنت، جنت الفردوس پیش کروں گا، بڑے سے بڑا انعام دوں گا۔ اسلام میں جو مقام علماء کا ہے، جو مقام اولیاء کا ہے وہی مقام مجاہدین کا اور اسلامی ملوک اور سلاطین کا ہے، لیکن یہ تب ہے، جب اس میں غیرت ہو اور دین کا تقدس اس کے دل میں موجود ہو، وہ کفر کے مقابلے میں ڈٹیں اور جن لوگوں نے نازک موقع پر اسلامی روایات کے خلاف کوئی رائے قائم کی خواہ وہ کسی قدر بھی وزنی ہو، ان تمام کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق معاملہ کرے اور سب کو اسلام کی بالادستی منوائے۔

یہود ونصاریٰ کا دوست بننا محال ہے

اسلام اور مسلمان ختم نہیں ہوسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے ''اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ '' (حجر، ۹) یہ قرآن جس طرح میں نے بھیجا ہے اس طرح مجھے بچانا بھی ہے اور قرآن بغیر مسلمانوں کے نہیں بچ سکتا، اس لئے قرآن والے مسلمان ہر دور وزمانے میں موجود رہیں گے۔ پریشانی بڑھے گی صدمات زیادہ ہوں گے اور اگر کافر کو راضی کرنے سے کوئی مسئلہ حل ہوسکتا ہے تو پھر تو بڑا آسان تھا اسلامی تبلیغ آپ

ختم کردیں اور کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ آپ کلمہ پڑھیں اور مسلمان ہو جائیں کیونکہ یہود اور نصرانی انہیں قرآن کہتا ہے کہ " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ " اے ایمان والوں یہ یہود اور نصاریٰ کبھی بھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے ان کو دوست مت سمجھو " وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ " (مائدہ، ۵۱) اگر کسی نے ان کو اپنا سمجھا تو وہ بھی یہودی اور نصرانی بن جائے گا ۔ ان جیسی آیات سے علماء کو خطرہ ہے کہ اس نازک موقع پر غلط راہنمائی سے ان جیسوں کا دین اور ایمان سلب نہ ہو چکا ہو۔ اسلامی اقتدار کی کوشش کرنا یہ بہت ضروری ہے ہماری سیاسی مذہبی جماعتیں وہ بھی برسرِ پیکار ہیں اور جس قدر ان میں توانائی ہے وہ سب بروئے کار لا رہی ہیں، کوئی تنظیم، کوئی جماعت پیچھے نہیں ہے سب آگے ہیں۔ لیکن اقتدار نہ ہونے کی وجہ سے آواز دور تک مؤثر نہیں ہوتی اور جہاں اقتدار ہے وہاں ایمان نہیں ہے۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر سورہ حج میں

" اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ "

(سورۃ حج آیت ۴۱)

اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ قدیم زمانوں میں اسلامی تبلیغ اس لئے مضبوط ہوتی تھی کہ یہ کام حکمران کرتے تھے۔ اسلامی تبلیغ کیلئے ایک تو علم چاہیے وہ علماء کے پاس ہے اور دوسری قوت چاہئے وہ حکمرانوں کے پاس ہے، اس لئے قدیم زمانے میں علم اور قوت دونوں حکمرانوں کے پاس تھی تو تبلیغ شایان شان طریقے سے ہوئی اور پورے عرب و

عجم منور و معطر ہو گئے۔

اب چونکہ اس کا بٹوارا ہو گیا جو اقتدار پر قابض ہے وہ علم تو چھوڑیئے ایمان سے آزاد ہیں اور جن کے پاس ایمان ہے ان کے پاس مقدور توانائی نہیں اس لئے گرانی اور پریشانی پیش آرہی ہے۔

تبلیغ کا اصل مفہوم

تبلیغ حقیقت میں اسی کو کہتے ہیں جس میں کفر کی یلغار کو روکا جائے اور کفر کی آواز کے مقابلے میں اسلامی پیغام دیا جائے، یہ صحیح معنیٰ میں تبلیغ کا مفہوم ہے۔ تبلیغ مسجد میں کھڑے ہو کر ۶ نمبر سنانے کو نہیں کہتے ہیں وہ تو ایک مشق ہے جیسے ایک بچے سے آپ ترانہ پڑھواتے ہیں، حساب پڑھواتے ہیں اس سے کوئی حساب تھوڑی آتا ہے حساب ایک اصول ہے اور یہ اس کی مشق ہے کچھ ہمارے سادے بھائی ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسی کو مقصد سمجھا ہوا ہے وہ بھی اپنا قبلہ درست کرلیں اور پورا اسلام ماننے کیلئے تیار ہو جائیں۔ موجودہ دور اور زمانے میں وہ تبلیغ جس کی بنیاد حضرت مولانا الیاس صاحب، شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے رکھی تھی یکسر تبلیغیوں سے چھوٹ چکی ہے، اس تبلیغ کے اخلاق اتنے گر گئے ہیں کہ وہ اپنی دعا میں جہاد اور طالبان کا نام تک نہیں لیتے ہیں یہ کون سی تبلیغ ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ اسلامی تبلیغ ہے۔ آخر یہ کس طاقت سے مرعوب ہیں؟ ہمیں تو کسی نے قتل نہیں کیا ہے، اتنے علماء نظر بند، جیلوں میں ہیں وہ نہیں ڈر

رہے۔ مخلوق سے ڈرنا اور تبلیغ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ، جو ڈر رہے ہیں وہ تبلیغ والے نہیں ہیں اور جو ڈٹیں گے یہ تبلیغ والے ہیں اپنے حلقوں میں ۶ نمبروں کے ساتھ ایک نمبر کا اضافہ کرلو اور جہاد کا نمبر لگاؤ کہ موجودہ زمانے میں افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ تعاون کرنا یہ ایمان کا مقتضی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس حدیث کے مصداق بن جائیں کہ ایک شہر کو تباہ کرنے کیلئے اللہ نے فرمادیا ملائک کو کہا کہ اس شہر کو غرق کر دو، وہ فرشتے آئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص ہے جس نے زمین کے اس کونے پر بھی مصلیٰ بچھایا ہے اور صراحی رکھی ہے جب وہاں پہنچ جاتا ہے وضو کر کے دو رکعت پڑھ لیتا ہے اور پھر اُس کونے پر پہنچ جاتا ہے تو دو رکعت پڑھ لیتا ہے اور تازہ وضو کرتا ہے اور اس کی پیشانی پر محراب بنی ہوئی ہے اتنے زیادہ سجدے کیے ہیں۔ فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اس شخص کے ہوتے ہوئے شہر کے برباد کرنے کا حکم دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شروع یہیں سے کرو کہ یہ سجدے اور وضو تو بہت کر رہا ہے لیکن یہ ظالم کے ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا اور اسکی پیشانی پر جوں تک نہیں رینگتی کہ یہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں تو اندیشہ ہے کہ تبلیغ ہمارا کام ہے اور اسلام کی ایک زبردست شاخ ہے کہیں وہ متاثر نہ ہو جائے ، ہمارے سینکڑوں نہیں ہزاروں تبلیغی نوجوان جہاد میں جا رہے ہیں مگر

مجھے تو شکوہ اس میرِ انجم سے ہے

کہ یہ جو کبار اور بڑے مسلط ہیں ان کو بھی تحت الشرع ہونا ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی مسلمان بھی اس وقت اسلامی جہاد سے کنارہ کشی کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت اس سے کنارہ کش ہو جائے گی۔ اس لئے بزرگ اپنی دعاؤں میں ، نوجوان اپنے جذبات کے

ساتھ، علماء اور طلباء اپنے علوم اور توانائی کے ساتھ متوجہ رہیں اول اللہ کی طرف کیونکہ نصرت اور طاقت کا سرچشمہ وہ اکیلا ہے۔ اس کی طاقت کے آنے کے بعد کسی اور کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلامی جہاد کو حاصل ہے۔ پوری دنیا کی خبر رساں ایجنسیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امریکہ اپنے کل کے کل اہداف میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے اور یہ فیصلہ ۲۰ دن مکمل ہونے کے بعد ہو چکا ہے۔ یہ فتح مبین کے آثار ہیں لیکن ناحق اس سرزمین پر آگ برسانا، وہاں کے مسلمانوں کو تہہ وبالا کرنا اور وہاں کی آبادی کو ملبے کا ڈھیر بنانا یہ حق ایک ظالم کو کس نے دیا ہے؟ دوسروں کو جمہوریت اور انسانی حقوق کا درس دینے والا کذاب اور خونخوار!

اللہ رب العالمین اپنی خصوصی طاقت سے جلدی اس کو ملبہ کے ڈھیر بنائے، اس کے ایٹمی پلانٹس منجمد کردے، اس کے اتحادیوں کو تہس نہس فرمائے، ان کے تمام عزائم میں ان کو ناکام فرمائے اور افغانستان کے مسلمانوں، کشمیر کے مسلمانوں، بوسنیا، الجزائر، القدس کے مسلمانوں کو اللہ اپنی ہستی قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۵۱

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلاً ○ فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا○ وَاذْکُرِاسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً ○ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلاً طَوِیْلاً ○ اِنَّ ھٰٓؤُلَاءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَ ھُمْ یَوْمًا ثَقِیْلاً ○ نَحْنُ خَلَقْنٰھُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَھُمْ ج وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَھُمْ تَبْدِیْلاً ○ اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ ج فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلاً ○ وَمَا

تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(سورۂ دہر آخری آیات)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

قابلِ قدر بزرگو، محترم بھائیو، عزیز دوستو! آج حسنِ اتفاق سے ہمارے شیخ اور استاذ جو اس زمانے میں پاکستان کی نادر الوجود اور محترم ہستی ہے، تشریف فرما ہیں اور چاہئے تھا کہ حضرت ہی آج وعظ فرماتے کیونکہ یہ لوگ ہی اس مقام کے ہیں کہ ایسے نازک موڑ پہ کلام کرسکیں۔ ہماری مثال تو دیوانوں کی سی ہے جو کہ ظاہر کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ظاہر کو دیکھ کر روتے ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کی مغرب پرستی اور ایسے میں علماء کی ذمہ داری

ہر جمعہ کو جب منبر پر بیٹھتے ہیں تو ملک بھر اور دنیا کے تناظر میں اسلام اور مسلمانوں کا حال دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی لاشوں سے گزر کر کوئی آگے چل رہا ہو، پورا عالم اسلام خون میں لت پت ہو رہا ہے اور ہر جگہ اسلامی روایات، اسلامی شعائر کا خون اور ان کا قتل بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ جاری ہے۔ کبھی ہم سنتے تھے کہ مغرب اور کفر یہ طاقتیں اسلام کو نہیں چاہتیں لیکن یہ ہمت نہیں تھی کہ اخبارات میں ان کی کوئی بات آجاتی، زمانے کی رفتار نے ایسا نقشہ بنا دیا کہ آج اسلامی ملکوں کے سربراہوں کی تقاریر اور ان کا خطاب امریکی صدر کے املا کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کچھ اپنی پسند کی چیزیں املا کراتے

ہیں اور یہ پھرانہیں اوران کے ملک کے مفاد کے رنگ میں ڈھال کر مناسب وقت پر اس کو پیش کرتے ہیں۔

ایسے حالات میں علمائے امت، زعمائے زمانہ کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں، علماء کرام کو چاہئے کہ وہ اللہ جل جلالہ سے اپنا ایمان وعمل کا رشتہ مضبوط رکھیں، حالات کے اتار چڑھاؤ سے اس میں فرق نہ آنے دیں'' وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّار '' سورۂ ہود کے اخیر میں، جہاں چھ سات پیغمبروں کا واقعہ بیان ہوا اوران کی ناکارہ قوموں کے عذاب کے واقعات بیان فرمائے، وہیں رسول اللہ ﷺ کو کچھ ہدایات دی ہیں'' فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ '' ایسے سیدھے ہوکر رہئے جیسے آپ کو کہا جارہا ہے اور جولوگ آپ کے ساتھ سیدھے ہوئے ہیں اور توبہ کرچکے ہیں وہ بھی سیدھے رہیں'' وَلَا تَطْغَوْا '' ادھراُدھر نہ ہونا'' اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ '' جوتم عمل کرتے ہو اللہ دیکھ رہے ہیں۔ اس آیت پر فضائلِ قرآن ترمذی اور تفسیر میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، اس زمانہ میں ۶۱/۶۰ سال تک کسی کے بال سفید نہیں ہوتے تھے اور حضرت ﷺ کی داڑھی مبارک کے کچھ بال سفید ہوئے تھے اور راویانِ حدیث کہتے ہیں کہ مشکل سے ۱۹ بال سفید ہوں گے تو حضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت بڑھاپا کچھ جلدی نہیں آگیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

'' شیبتنی هود و اخواتها '' (روح المعانی ج ۱۲ ص ۴۷۸ داراحیاء التراث)

سورۃ ہود جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کردیا۔

سورۂ ہود کے مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں معذبین کے واقعات ہیں کہ قوم نوح نے نافرمانی کی اور اللہ نے انہیں غرق کیا، قوم عاد نے نافرمانی کی اور اللہ نے غرق کیا، ثمودیوں نے سرکشی کی اور اللہ کا عذاب ان پر آیا، حضرت لوط علیہ السلام کے لوگ نافرمان نکلے تو اوپر سے نیچے پھینک دیئے گئے، حضرت شعیب علیہ السلام کے لوگ غلط کار تھے تباہ کر دیئے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باغی، فرعون کے زمانے میں تہہ و بالا کئے گئے۔ یہ واقعات جب میں پڑھتا ہوں اور سنتا ہوں تو صدمات بڑھتے ہیں، ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ط اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ'' اس آیت نے '' انقضت ظهری '' میری کمر توڑ دی، اللہ مجھے حکم دے رہا ہے کہ سیدھا رہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اللہ کے احکام کے فرمانبردار ہوتے ہیں اور بہر آپ کا مقام اور مرتبہ تو سب میں نرالا ہے۔ فارسیان کہتے ہیں کہ '' مقرباں را بیش بود حیرانی '' مقام اور مرتبت جتنی عظیم تر ہوتی ہے اسی قدر احتساب بھی مضبوط ہوتا ہے، ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ '' وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ '' ظالم لوگوں کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی نہ کریں آگ پکڑ لے گی آپ کو۔ یہ قانون ہے کہ جس قسم کی قوم کی طرف آپ میلان کریں گے وہی حشر آپ کا ہوگا۔ چنانچہ بخاری مناقب اصحاب میں ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں کہ حضرت بڑی تشویش اور غم لاحق ہے کہ قیامت کے بعد جب جزا اور سزا ہو جائے تو آپ ﷺ تو عالی درجات میں انبیاء علیہم السلام کی صفوف میں داخل

ہو جائیں گے بلکہ ان کے بھی سرتاج وسرخیل ہیں اور ہم تو عام درجہ کے مسلمان ہیں اگر نجات ہو بھی گئی تو پتہ نہیں کتنے ہزار لاکھوں درجہ دور ہوں گے۔ ایک عام پیغمبر خاص قسم کے امتی سے ایک لاکھ پچیس ہزار درجہ بلند ہے، جیسے اسرائیلی پیغمبر ایک ایک وقت میں دس دس پندرہ پندرہ، وہ خاص الخاص امتی جیسے ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے بھی ایک لاکھ پچیس ہزار درجہ بلندی رکھتے ہیں تو پھر خاص رسل اور پھر ان میں بھی مرسلین اور ان کے بھی سید الاولین والآخرین جنابِ نبی کریم ﷺ کے درجات تو بہت بلند ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ ''المرء مع من احب'' ایک شخص قیامت کے بعد درجات میں انہی کے ساتھ رہے گا جن سے وہ عقیدت ومحبت رکھتا ہو۔ یہ ایک زبردست قسم کی بشارت ہے کہ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں اونچا درجہ حاصل کرسکتا ہے۔ دل کے صدق اور اعمال کی خوش رنگی کے ساتھ جب اللہ کا فضل اور عنایات بھی اس میں شامل ہو۔

ایک عربی شاعر نے کہا بھی ہے

ان المقادیر اذا سعدت　　　الحقت العاجز بالقادر

قضا اور قدر جب ساتھ دے دیں تو ایک کمزور درجہ کا آدمی بھی بلند مقام کو پہنچ جاتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی درجات ہیں

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی درجات مقرر تھے۔ ایک وہ جو اولین اصحاب ہیں وہ بہت اونچے درجہ کے ہیں، بدر کے موقع تک اور فتح مکہ کے موقع تک جو لوگ ایمان لائے اور جہاد کئے اور اجورِ عظیمہ حاصل کئے ''لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ

قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا ؕ
''فتح مکہ تک تکلیفیں بہت زیادہ تھیں، ہر طرف سے اسلام پریشان تھا اور مسلمانوں پر حملوں کی بوچھاڑ تھی، اس وقت جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ ہوئے ہیں وہ عالی الہمت مومن ہیں، عالی الدرجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بہت اونچے ہیں، بعد میں آنے والے ان جیسے نہیں ہیں۔ بعد میں آنے والے کون ہیں ''وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی'' سب کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ بہترین انجام ہے، سب کے سب بہترین صحابہ ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی اولین لوگوں میں سے ہیں مکہ میں مشرکین کے یہاں زیر عتاب تھے کیونکہ اسلام لائے تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے بہت تکالیف اٹھائیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جب معراج سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے بلال! میں جب بھی جنت کے دروازے میں داخل ہوتا یا جنت کی طرف چل پڑتا ''سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة'' (بخاری ج ۱ ص ۵۳۰، مسلم ج ۲ ص ۲۹۲) آپ کے جوتوں کی آہٹ آگے آگے محسوس ہوتی تھی۔ یہ کیسا عمل ہے آپ کا؟ لگتا ہے کہ کوئی خاص بات ہے جس کی وجہ سے آسمانوں میں آپ کے جوتوں کی آہٹ محسوس کرتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جب بھی وضو کرتا ہوں اور وقت نفل پڑھنے کا ہوتا ہے تو میں دو رکعات نفل پڑھ لیتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا یہ عمل عند اللہ بہت مقبول ہے۔

مکروہ اوقات میں نوافل گناہِ کبیرہ ہیں

یہ ہمارے زمانے کے لوگ نہ ہی اس قسم کی روایات کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی سمجھنا چاہتے ہیں، یہ وضو کرتے ہیں اور فوراً نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ وقت نوافل کا ہے بھی یا نہیں، یاد رکھنا جو وقت نوافل کا نہیں ہے ان اوقات میں نوافل پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ گناہ کبیرہ کا مطلب ہے جیسے شراب پینا، خنزیر کا گوشت کھانا، زنا کرنا اور اس کے علاوہ بھی لمبی فہرست ہے گناہِ کبیرہ کی۔ عبادت ہمیشہ وقت دیکھ کر کی جاتی ہے، عبادت میں بنیاد یہی ہے کہ کرنے والا مؤمن ہوگا، عمل سنت کے مطابق ہوگا، وقت صالح ہو، پاکی اختیار کی گئی ہو۔ اگر کرنے والا غیر مؤمن ہے تو عبادت نہیں ہے، لعنت ہے، اگر وقت نہیں ہے تو بھی ناجائز ہے، اگر طریق پیغمبر کا نہیں ہے تو بھی مردار ہے، یعنی نفل ہے لیکن جماعت کے ساتھ پڑھی گئی، ذکر ہے لیکن بالجہر کیا گیا، تو عبادات سے بدعات اور دین سے بے دینی بن جاتی ہے۔ یہی نماز ایک شخص بغیر وضو کے پڑھ رہا ہے تو علمائے امت کے اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ صریحاً کافر ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ کافر نہیں ہے لیکن ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے بحر شرح کنز میں یہی منقول ہے۔

عبادت اصل میں پابندی کا نام ہے

عبادت حقیقت میں پابندی کو کہتے ہیں، اس انتظار کو کہتے ہیں کہ وقت ہو جائے تو پڑھوں گا، اس عجلت کو کہتے ہیں کہ آپ جلدی جلدی تیار ہو جائیں کہ وقت نکل رہا ہے، یہ جو

آپ کوشش کر رہے ہیں اور جدو جہد کر رہے ہیں یہ عبادت ہے۔ عبادت فرحت کو نہیں کہتے
، آرام کو نہیں کہتے کہ جب مرضی ہو یا جب جی چاہے کی جائے، جب بھی اٹھیں گے پڑھ لیں
گے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ کچھ لوگ بیٹھے رہتے ہیں، انتظار کرتے ہیں اور جب سورج
ڈوبنے لگتا ہے تو فوراً اٹھ جاتے ہیں اور عصر کی نماز پڑھنے لگتے ہیں تو حدیث کے الفاظ ہیں
کہ وہ ٹھونگے مارتے ہیں ''فنقر اربعا لا یذکر اللہ فیھا الا قلیلا '' جیسے مرغا ٹھونگے مارتا
ہے وقت گزر رہا ہوتا ہے تو جلدی جلدی پڑھنی ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تلک
صلوٰۃ المنافق'' (ترمذی ج۱ ص۲۳) یہ تو منافق کی خصلت والی نماز ہے، اگر یہ میرا امتی
ہوتا اور مجھ پر پورا ایمان ہوتا تو میرے طریقے کو راہنما بناتا، بغیر عذر کے مومن اس طرح
نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن آج اگر دیکھیں تو دکان اس کا عذر ہے، کارخانہ اس کا عذر ہے، مہمان
اس کا عذر ہے، پرگرام اس کا عذر ہے، اس نے تو اپنے لئے ایک الگ شریعت بنائی ہوئی
ہے۔ کیونکہ یہ تو وہ بہانے اور عذر ہیں جن سے شریعت ناواقف ہے شریعت میں ان
بہانوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مہمان بیٹھیں آپ کہیں کہ آپ مسلمان ہیں یقیناً ہمارے
مہمان جو آتے ہیں وہ مسلمان ہوتے ہیں نہ یہودی آتے ہیں نہ عیسائی نہ ہندو نہ سکھ نہ
ڈوگرے نہ گوتڑے نہ اور کوئی شیطان ہوتا ہے۔ ان کو آپ کہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے مجھے
بھی نماز پڑھنی ہے آپ بھی ساتھ چلیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ لوگوں کو دین
کی باتیں کرتے رہو اس میں دو فائدے ہیں۔ اگر وہ دین مانتے ہیں تو وہ قدر دان ہو
جائیں گے اس میں ان کی بہتری ہے اور اگر دین نہیں مانتے ہیں تو وہ تمہارے پاس سے

چلے جائیں گے تو ان کے جانے میں تمہاری بہتری ہے۔

(حسن التقاضی وصایا امام ابوحنیفہ لابی یوسف)

لیکن یہ جو ہمارے زمانے کے لوگ ہیں انہیں تو بہانہ چاہئے ، آج ڈیوٹی ہے ، دفتر جانا ہے ، کل افسر آرہا ہے ، کل اس کا چپڑاسی مر رہا ہے ، کوئی بھی صدمہ اور حادثہ ہو یا کوئی بھی واقعہ ہو اس کا اثر اس کی عبادت پر ضرور پڑے گا۔

عبادات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل

صحابہ جب آپس میں ملتے تھے تو دریافت کرتے تھے کہ رات کو تلاوت کس طرح کرتے ہو ، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا ذکر بخاری شریف میں ہے ، دونوں یمن کے دو صوبوں کے گورنر تھے ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کام سے فارغ ہو کر گھوڑے پر بیٹھ کر چل پڑتے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی کام سے فارغ ہو کر چل پڑتے تھے تو مغرب کی نماز دونوں ایک جگہ پڑھتے تھے۔ جب ملتے تو ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے کہ " کیف تقرأ القرآن " قرآن کیسے پڑھتے ہو تو ایک سناتے ہیں کہ میں پڑھتا ہوں شروع میں اگر دیر ہوگئی تو اخیر میں پڑھتا ہو لیکن پورا کرتا ہوں تو دوسرے کہتے ہیں کہ میں پڑھتا رہتا ہوں جب نیند آنے لگتی ہے تو بس کر دیتا ہوں اور سو جاتا ہوں پھر درمیان میں اٹھتا ہوں پھر پڑھتا ہوں پھر نیند آتی ہے تو بس کرتا ہوں۔ محدثین کہتے ہیں کہ دوسرا طریقہ بہت مشکل ہے ، کیونکہ پوری رات ٹوٹ گئی ایک جگہ بھی پوری نیند نہیں ہوئی اور پوری نیند نہ کرنا یہ عبادت کی روح ہے ، عابد زاہد ہو گے اس وقت جب کہ نیند سے دل

اُٹھ جائے گا۔ عبادت اور زہد کی شیرینی اور چاشنی جب دل و دماغ کے ریشوں میں پہنچ جاتی ہے تو پھر ظاہری طعام اور شراب کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ایک آدمی ہاتھوں پیروں سے بندھا ہوا تھا اور لوگ جمع تھے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تماشا لگا ہوا ہے؟ تو انہیں کہا گیا کہ ''ھذا رجل کفر بعد اسلامه '' یہودی تھا ایمان لایا لیکن پھر مرتد ہوگیا، تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو تم نے تماشا بنایا ہوا ہے اس کو ابھی تک قتل کیوں نہیں کیا ؟ تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی قتل کر رہے ہیں تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تب اتروں گا جب یہ قتل ہو جائے گا اتنی دیر کرنے کی کیا ضرورت ہے (بخاری ج ۲ ص ۶۲۲)۔

آپ ذرا اس بات پر غور کرلیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کیسی ہوئی ہے اور اسلام پر ان کی غیرت کیسی ہے۔ آج ہمارے حکمرانوں کا اور ملک کے زعماء کے حالات دیکھیں تو شرم آتی ہے کہ یہ بھی خود کو مسلمان کہتے ہیں، انہوں نے مل کر مغربی حکمرانوں کو اپنا مانیٹر (Monitor) بنایا ہوا ہے اور ان کے ساتھ ملکر ایک اسلامی ملک کو ذبح کیا ہے ۱۴۰۰ سال کی محنت اور کوشش کے بعد مسلمانوں کے خون پسینے سے ایک اسلامی ملک وجود میں آیا تھا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کیا اسلام کا نفاذ جرم ہے؟

آخر ان کا جرم کیا تھا؟ نہ انہوں نے کسی کا کچھ بگاڑا تھا اور نہ ہی کسی کا کچھ چھینا تھا ،پوری دنیا کا کفر مل کر ان کا ایک جرم بھی ثابت نہ کر سکا۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ خالص اسلامی حکومت کے نافذ کرنے والے تھے اور شریعتِ اسلامیہ کو رائج کرنا چاہتے تھے۔

برلوح　تربت　من　یافتم　از　غیب　تحریرے
کہ　ایں　مقتول　را　جز　بے　گناہ　نیست　تقصیرے

ایک شاعر نے کہا ہے کہ اسکا جرم یہ ہے کہ یہ بے قصور ہے۔علماء نے دین کی روشنی میں ببانگ دہل کہا کہ یہ پالیسی غلط ہے اور اس سے افغانستان کو نہیں پورے اسلام کو اور خاص کر پاکستان کو نقصان پہنچے گا اور آج دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ پاکستان کو دبانے اور ان کو دھمکانے اور کشمیر سے باز رکھنے کیلئے خود ہندوستان کو طریقہ بتایا کہ آپ پارلیمنٹ پر حملے کا الزام لگا دیں اور اب ہندوستان کے ساتھ مل کر ہمارے مسٹر صاحب کو یہ املا کرا رہے ہیں کہ آپ کے یہاں دہشت گردی بہت زیادہ ہے اور آپ جلدی اعلان کریں۔ اللہ تعالیٰ نے لالچ اور خود غرضی کی وجہ سے ان کی عقلیں ختم کی ہیں اور ان کے منہ پر مہر لگائی ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا اور ہندوستان کا تو مقابلہ اور اختلاف ہے وہ بھی اپنے یہاں فلاں فلاں مذہبی انتہا پسند ہندو تنظیم کو Dismiss کریں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نقشہ کا ایک عظیم ملک لاتعداد انسانوں پر مشتمل جن کے یہاں پوری تحریک چل رہی ہے مسلمانان ہند کو ہندو بنانا۔ ہمارے پورے پاکستان میں ایسی کوئی تحریک نہیں جو عیسایوں کو زبردستی مسلمان بنائے

یا یہودیوں پر شب خون مارے یا مرزائی قادیانی اور یا ہندو یا سکھوں کو مجبور کریں آج تک اس کا ایک فرد نہیں پایا گیا۔ ہمارے یہاں تو دین صاف ستھرا ہے "قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ" ہدایت بالکل واضح ہے صرف ہم اپنے قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقِ متین کو بیان کریں تو ان کے بت خانے ویران ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور ان کو فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کہیں یہ اور نہ بڑھ جائیں۔ ہمارے پاس تو نہ وہ لالچ ہے کہ ہم لوگوں کو زر وزن دیں اور ان کو ادھر لے آئیں نہ ہمارے پاس وہ کھیل کھیلنے کی ضرورت ہے، حقائق موجود ہیں، صداقت موجود ہے اور وہ شریعتِ حقہ کی تشریف آوری ہے محمد رسول اللہ ﷺ عالم ناسوت میں مبعوث ہونا ہے اور یہی ہمارا پیغام ہے ساری انسانیت کے لئے۔

مسلمان حکمران کا اولین فرض اسلام کی ترجمانی

ہمارے حکمران اپنے ملک اور اسلام کی ترجمانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لالچی اور خود غرض آدمی پوری بات نہیں کر سکتا۔ اصل مسلمان وہ ہے جو غیرت کے موقع پر غیرت کا مظاہرہ کرے اور شجاعت اور بہادری کے میادین میں جوان مردی سے پیش آئے۔ یہ بہت زیادہ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے حکمران غیرت سے تو بری ہیں ہی اب ان کی مردانگی اور ہمت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے، کیونکہ وہ تو صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ یہ جہاد ہی دہشت گردی ہے، تو اس کہنے اور اُس کہنے میں کیا فرق ہے کہ چونکہ اسلام جہاد کی ترغیب اور حکم دیتا ہے اور قرآن اور سنت کی اجلہ تعلیمات جہاد پر مشتمل ہیں اس لئے جہاد سے آپ کو دست بردار ہونا پڑے گا یعنی اسلام کو چھوڑنا پڑیگا۔

تو اسلام کا خون کرنے کا طریقہ یہ بنالیا کہ آہستہ آہستہ جہادی تنظیموں کو ختم کیا جائے اور پھر مجاہدین کو ختم کیا جائے اور مجاہدین کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دینی مدرسوں پر پابندی لگائی جائے کیونکہ یہ مجاہدین یہیں سے پیدا ہوتے ہیں۔

مدرسوں کی تعلیم کی راہنمائی اور اس کی ترغیب منبر اور مسجدوں سے ہوتی ہے تو ان منبر اور مساجد کو بھی ختم کیا جائے۔

پھر جب مسلمان جمع ہوتے ہیں تو آیتیں سنتے ہیں تو اس سے ان میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو باجماعت نماز پر پابندی لگائی جائے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سارے سلسلے آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔

ایک اسلامی ملک پر تو آپ نے غیرت نہیں کی اور اس کو ختم کرنے میں دشمن کا ساتھ بھی دیا تو اب کیا امید باقی رہ گئی ہے کہ کل کو کوئی پاکستان پر حملہ کرے تو آپ اس کے بھی ساتھ مل کر پاکستان کو ختم کروادیں کیونکہ ایسے حالات میں دفاع کی صورت کیا بنے گی؟ امریکہ اور برطانیہ نے تو پہلے کہہ دیا کہ چونکہ پاکستان دہشتگردوں کی آماجگاہ ہے، دہشت گرد وہ اسلام کو، دینی مدرسوں کو اور علماء کو کہتے ہیں اسلئے وہ ہندوستان کی حکومت کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف کوئی بھی انتہائی قدم اٹھا سکتے ہیں۔

آپ نے تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو ناراض کردیا ہے اور اپنے ملک کو پہلے سے زیادہ حالت زار میں دھکیل دیا، ایسے حالات میں مسلمانوں کا مذہب اور دین بھی خطرے میں ہے۔ دین اور مذہب کی دو کیفیات ہیں ایک وہ جو اللہ سے وابستہ ہے وہ تو قیامت تک رہے گی اسے کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ امریکہ میں بھی مسلمان رہ رہے ہیں، برطانیہ میں بھی

مساجد ہیں اور تمام کفر کے ملکوں کے اندر ان کے نہ چاہنے کے باوجود اسلام پھل پھول رہا ہے لیکن وہاں کے مسلمان بھی ان کے غلام ہیں۔ وہ اسلام کی عظمت اور عزت کا وہاں کوئی کام نہیں کر سکتے ہمسلمانوں کی بے غیرتی اور دین دوری نے دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو بھی مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔

غیر مسلم ممالک کے مسلمان اور ہماری ذمہ داریاں

نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہاں کے مسلمان ان کے سہارے رہ رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو قوم بھی دولت اور پیسے کی فقر و ذلت کے لئے کفر کے نیچے سر رکھ دے وہ قوم ہمیشہ ذلیل و خوار ہوگی۔ غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اتنا بڑا شب خون مارنے اور اسلامی حکومت کو تہس نہس کرنے کے بعد پورے اسلام پر مسلسل حملوں کے نتیجے میں پورے عالم کے مسلمان امریکہ کا ہر طرح بائیکاٹ کر دیتے۔ انکی کمپنیوں، انکے کارخانے، انکے ادارے، انکی صنعتیں، انکی مصنوعات، انکی درآمد و برآمد تمام چیزیں جس ملک میں جس حالت میں ہیں اسے اٹھا کر پھینک دیتے۔ کسی درجے میں تو مومن ایمان کا اظہارِ غم و غصے کا کر دیتے، انہوں نے وہاں بمباری شروع کی ہوئی ہے اور ہزاروں طلباء بلکہ اب تو طالبان نہیں اب تو مسلمان مرد و عورتیں سب مارے جا رہے ہیں، اخبار میں آپ نے پڑھا کہ جو عورتیں اور بچے پناہ لینے کیلئے بھاگ رہے تھے ان پر اس دوران بم پھینکے گئے اور وہ عورتیں اور بچے گلیوں میں مر گئے۔

خداوند تعالیٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ اے پاکستان کے مسلمانو اور اے بلاد عرب کے

مسلمانو! یہ دیکھتے ہوئے تمہارا کیا جذبہ تھا؟ کیا درد تھا؟ قلب کا کیا سوز تھا؟ کیا آواز اور فریاد تھی آپ کی؟

ہمارے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ اگر ان کو امریکہ کا ویزا مل جائے تو وہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن ہوتا ہے، امریکہ کی چیزیں استعمال کرنا ان کے لئے باعثِ افتخار ہوتا ہے، دو بیٹوں میں سے ایک امریکہ میں ہے تو وہ بڑی عزت والا سمجھا جاتا ہے، جس قوم کا یہ حال ہو اس کا انجام سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ کٹے اور مرے اور بے عزت کی جائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جو طریقہ احتجاج کا تھا وہ نہیں کیا گیا اس لئے اب اس ملک پر بھی اس جیسی کیفیت مسلط کی جارہی ہے۔ یقیناً ملک کے بعض مضبوط سیاستدان اور زعما جو ایمان کی غیرت اور جہاد کا جذبہ اور قوم کا درد رکھتے ہیں انہیں پابندِ سلاسل کیا گیا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ انہیں اس وقت رہا کرنا ملکی مفاد اور سلامتی کیلئے خطرے کا باعث ہے۔ یعنی جن لوگوں نے امریکہ کو ائیر پورٹ دیے اور جن لوگوں کے دستخط سے امریکہ نے مسلمانوں پر بمباری کی وہ ملک کے مفاد اور سلامتی میں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ طالبان کی اسلامی حکومت ختم نہیں کی گئی بلکہ اس بہانے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کی گئی ہیں اور پاکستان کو اس ڈگر پر لاکر کھڑا کر دیا گیا کہ آئندہ یہاں پر کوئی حکومت نہ بنے، نہ ہی کوئی اسلام کی آواز اٹھا سکے، نہ ہی مسلمانوں کو کبھی اسلامی تشخص حاصل ہو، جب تک کہ کوئی امریکہ کی تحریری اجازت نہ ملے۔

علماء کرام کے بیانات پر پابندی ! مطلب

ان کو جب فرصت مل جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ مسجد کے خطبہ پر پابندی لگاؤ، ہم سے ان کو خطرہ اس لئے ہے کہ ہم قوم کو حال بتاتے ہیں۔ ہم قوم کو بتاتے ہیں کہ اس وقت اسلام کی عظمت اور برتری کے خلاف سب سے بڑا کام کرنے والے ہمارے ناجائز اور ظالم حکمران ہیں اور انہوں نے اول سے اخیر تک ایک پالیسی بھی ایسی اختیار نہیں کی جس کے نتیجے میں ملک کی ساخت بلند ہو جاتی۔ اول سے اخیر تک تمام اقدامات ایسے کئے جا رہے ہیں کہ یہ ملک دو سال کے بجائے ایک سال میں اور سال بھر کے مقابلے میں مہینوں اور ہفتوں میں ختم ہو جائے۔ ہمیں تو جس طرح اسلام سے عقیدت ہے اور ہمارا ایمان ہے اس کے پیش نظر ہم اپنے ملک کو بھی اپنا گھر سمجھتے ہیں اور اپنے گھر کی حفاظت اور اس کا دفاع وہ ایمان کے تقاضوں میں سے ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافر کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ "یخربون بیوتھم بایدیھم" کہ یہ اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک کو اور وطن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمان کبھی بھی اپنے ملک کا دشمن نہیں ہو سکتا اور علماء جس طرح اسلام کے محافظ ہیں اس طرح ملک کی سلامتی اور بقا کیلئے بھی فکر مند رہتے ہیں۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ کس ڈھب پہ چل رہے ہیں، آپ کے لوگوں نے ملکر

غلط پالیسیاں بنا کر ۳۰ سال سے پہلے پہلے پاکستان کا ایک بازو کاٹ کر مشرقی پاکستان بنایا اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اس کی جگہ بنگلہ دیش پر دستخط کر کے اسے منظور کر لیا۔ آپ نے تو یہ کیا ہے ! اور علماء آج تک دل و جان سے اسے مشرقی پاکستان کہتے ہیں اور مانتے ہیں، یہ سب حکمرانوں کی نالائقی تھی، ان کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ تھا کہ ایک دن ایسا آیا کہ ہمارے مسلمان، مسلمانوں کو ڈھاکہ کی گلیوں میں ذبح کر رہے تھے۔ اس سے زیادہ زہریلا نقشہ افغانستان کے مسلمانوں کا پیش کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ سب وشتم اور ظلم و بربریت کے حالات یہاں پاکستان میں بنائے جا رہے ہیں۔ اس لئے ایک طرف تو علمائے دین کا منصب ہے کہ وہ اپنی قوم کو دین کی روشنی میں آنے والے حالات سے آگاہ کریں، یہ مسلمان عالم کا فریضہ ہے کہ ہر قسم کے حالات سے لوگوں کو آگاہ رکھے۔ اگر کچھ دیر بعد پانی کا ایک سیلاب یہاں گلشن پر آنے والا ہے اور میں آپ کو قدیم زمانے کی روایات سنا کر باوجود جاننے کے یہ اطلاع نہ دوں کہ نماز کے بعد آپ تیاری کر لیں اور شاید پانی یہاں پہنچ کر ہمیں بھی ڈبو دے تو یہ تقریر شرعی اعتبار سے درست تقریر نہیں ہوگی، اگر کسی سمت آگ لگی اور وہ آگ کے شعلے اور آگ کی لپیٹ میں آیا ہوا ماحول بجھائے ہوئے بغیر ہماری طرف بڑھ رہا ہے اور ہم آپ کو اور دیگر عام کو ماضی کے واقعات میں تسلی دیتے رہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دینی راہنمائی نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی یہ عقل کا تقاضہ ہوگا، اس سے زیادہ خطرناک ماحول حکمرانوں کے ہاتھوں بن چکا ہے اور اس سے زیادہ تکلیف کے حالات سامنے ہیں اور آنے والے ہیں۔

ایک غیرت بھرا بیان

اگر اس پر ہمارے حکمرانوں کی طرف سے صرف ایک معذرت کر لی جاتی کہ میں اور میرا سارا ملک مسلمان ہے اور ہمارے قرآن وسنت و اسلام کی روشنی میں کفر کے مقابلے کیلئے جو جدوجہد کی جاتی ہے وہ ''جہاد'' کہلاتا ہے اور جہاد عالم اسلام کا فرض ہے اس لئے میں امریکہ سے یا اور کسی بھی ملک سے جہاد کے خلاف پالیسی پر کبھی بھی بات نہیں کروں گا اور نہ ہمنوا بنوں گا تو بات ہی ختم ہو جاتی۔ ٹھیک ہے پاکستان نہ رہتا نہ سہی اس سے پہلے بہت سے تھے اور بہت زیادہ طاقتور بھی تھے لیکن اب نہیں ہیں وہ مغلیہ کی حکومت کہاں ہے، وہ غلامان کہاں ہیں وہ درانی، وہ ساسانی کہاں ہیں اور وہ بلبن کہاں ہیں؟ سارے ختم ہو گئے یہی تو ملا عمر نے کہا ہے کہ ہم امریکہ کو خدا ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں افغانستان رہے یا ختم ہو جائے، قصہ ختم!

یہ ہمارے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بہت ڈر لگتا ہے کہ یہاں فائرنگ ہو جائے گی، بمباری ہو جائے گی، تباہی مچ جائے گی، یہ سب بزدل لوگوں کی باتیں ہیں جن میں دین اور غیرت نہیں ہوتی، وہ تو ویسے ہی مار رہے ہیں، بہتر تو یہ ہی ہے کہ غیرتی بن کر مر جاتے تو خدا تو خوش ہوتا۔ آپ تو امریکہ کے چاپلوس بن کر مر رہے ہیں اس سے کیا حاصل؟

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

افغانیوں کا اور کچھ نہیں لیکن ان کی شہادت مسلمہ ہے اور قیامت تک آنے والے

مسلمان ان کی عزت اور غیرت کو سلام کریں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ غیرت کا جو مظاہرہ اسلام کی طرف سے تاریخ میں کیا گیا ہے اس کا ایک بہترین نمونہ افغانستان کے طالبان نے پیش کیا ہے اور پیش کر رہے ہیں۔ آج تک پوری دنیا کے سچے اور جھوٹے اخبارات کا کوئی ایک ورق دکھائے کہ طالبان نے کہا ہو کہ ہم امریکہ سے معافی مانگتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو جہاد ہے، جہاد میں کوئی کافر سے معافی مانگ سکتا ہے؟ اب بھی جب انہیں موقع ملتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لے کر رہیں گے۔ میں تو خود حیران ہوں کہ خدایا ۱۴۰۰ سال بعد آپ نے ایک کمزور، عاجز و مسکین قوم سے دین کی غیرت کا کتنا بڑا کام لے لیا ہے، وہ بظاہر ختم ہو چکے ہیں لیکن بباطن محفوظ ہو چکے ہیں یہ بھی بتاؤں آپ کو! اور ہم بظاہر محفوظ ہیں لیکن حقیقت میں مر چکے ہیں کیونکہ ہم نے غیرت، جہاد، اسلام کی عظمت، مسلمانوں کی حفاظت اور بقا کا سودا کیا ہے، شرم کا مقام ہے حکمرانوں کے لئے۔

حکمرانوں کے لئے شرم کا مقام

اپنی شرم چھپانے کے لئے علماء پر انگلیاں اٹھاتے ہیں اور ان کو بدنام کرتے ہیں، حالانکہ ہم تو پابند ہیں قرآن و سنت کے، ہم تو اگر جوش و طیش میں آجائیں، پھر بھی وہی کہیں گے جو آیات و احادیث کے مطابق ہو، اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے، ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات، محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت اور ارشادات کے تحفظ میں راہنمائی اور ترجمانی کرتے ہیں۔ آپ اپنے احوال دیکھیں کہ آپ کو لگام دینے والا بھلا امریکہ کے سوا کوئی ہے؟ دشمن آپ کو لگام دے رہا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ بدترین دشمن ہے، اس سے اتنے ڈرے

ہوئے ہیں کہ اس کو کہہ بھی نہیں سکتے، کہتے ہیں کہ یہاں بمباری ہو جائے گی، بمباری تو ہو رہی ہے۔

یہ تو آپ کی پالیسی کا دوسرا حصہ ہے جس میں آپ نے افغانستان کو ان کے زیر اثر کروادیا، دوسرا نمبر آپ کا ہے اور وہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونگے جنہوں نے اس ظلم وستم پر خاموشی اختیار کی۔

اللہ احکم الحاکمین اپنی خصوصی نصرت اور امداد فرمائے اور ان نالائق اور غلط حکمرانوں کی وجہ سے اللہ ہم گناہگاروں کو، مساجد اور ملت کو، مدارس کو اور اسلامی عزت اور غیرت کو سزا نہ دے اور یا اللہ ہم دل وجان سے معافی مانگتے ہیں اپنی طرف سے بھی اور دیگر مسلمانوں کے قصور اور جرائم کی بھی، یا اللہ ہمیں معاف فرما اور خدایا اپنا قہر اور غضب امریکہ اور ان کے اتحادیوں پر نازل فرما۔ خدایا جیسے آپ نے عاد اور ثمود اور قوم لوط اور قوم مدین کو نیست ونابود کیا تھا اس طرح کا قہر اور بلا اور آفت امریکہ پر نازل فرما اور انکی ایٹمی ٹیکنالوجی اور تمام صلاحیتیں منجمد فرما اور خدایا اس جہاز کو بہت جلد گرا جس میں امریکی حکمران سفر کر رہے ہوں اور اسلام کے خلاف، اسلام کے سفاک اور قتال جہاں جہاں ہوں یا اللہ ان کو اس عذاب سے دوچار فرما جو آپ ایسے موقعوں پر ایسے لوگوں پر نازل فرماتے تھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۵۲

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاْ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا

وَّاَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰئھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰئھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰئھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّکِئِیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ج لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَیُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَاْ ﴿۱۵﴾ قَوَارِیْرَاْ مِنْ فِضَّۃٍ قَدَّرُوْھَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾ عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ وَیَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ج اِذَا رَاَیْتَھُمْ حَسِبْتَھُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ ج وَسَقٰئھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَھُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰھُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَھُمْ ج وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَھُمْ تَبْدِیْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ ج فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۳۰﴾ یُّدْخِلُ مَنْ

يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ط وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

واخرجه الترمذی رحمه الله قال رسول الله ﷺ لا تزول قدما ابن اٰدم يوم القيٰمة من عند ربه حتى يسأل عن خمس عن عمره فيما افناه وعن شبابه فيما ابلاه وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وماذا عمل فيما علم

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۴ مکتبہ دار القرآن والحدیث)

گفتگو تو صرف ایک آیت سے متعلق کرنی ہے، تبرکاً میں نے سورۂ دھر کی تلاوت کی ہے، اس کی پہلی آیت آج زیرِ بحث ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا'' یقیناً اس انسان پر زندگی کا ایک ایسا وقت آیا ہے کہ یہ قابلِ ذکر نہیں تھا۔

انسانی زندگی کے پانچ ادوار

ایسے ادوار پانچ ہیں جس میں انسان ذکر کے قابل نہیں ہے، ایک وہ دور ہے جب اس انسان کا وجود نہیں تھا اور یہ تخلیق نہیں ہوا تھا جب عالم ناسوت میں یہ تھا ہی نہیں تو اس کا ذکر کیا ہوا ہوگا۔ علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اس نے انسان کو آنمو جود فرمایا ہے۔ اس کو خلقت کی دولت سے نوازا ہے اور اس کو موجودات میں سے بنایا ہے۔ دوسرا دور اس انسان پر ایسا آیا ہے جس میں یہ مادہ اور لاوہ کی شکل میں منتشر تھا۔ ''يَخْرُجُ مِنْ م بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ'' (طارق آیت ۷) کچھ حصہ اصلاب آباء میں تھا اور کچھ حصہ بطونِ امہات میں تھا جس طرح اس کا جسم اور اس کے مادے اور ذرات فرش پر بکھرے ہوئے تھے اور اس کی روح عرش سے متعلق تھی کیونکہ وہ

بالائی مخلوق میں سے ہے۔ تیسرا دور اس پر آیا ''وَاِذْ اَنتُمْ اَجِنَّةٌ فِی بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُم''
(سورۂ نجم آیت ۳۲) اور یہ ماں کے پیٹ میں سر بستہ رہا ''وَیَعْلَمُ مَا فِی
الْاَرْحَام'' (لقمان آخری آیت) اور اس کیفیت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ صحیح
مسلم اور جامع ترمذی اور دیگر سنن کی حدیث میں ہے کہ جس وقت رحم مادر میں بچہ متولد ہوتا
ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آتا ہے اور وہ اسے ٹھیک کرتا ہے، لاوے سے گوشت کا لوتھڑا بنانے
لگتا ہے اور اس میں انسانی اعضا ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ سے چار سوالات کرتا ہے، ہر سوال وہ
رحم سے کرتا ہے اور اللہ اپنی شان کے مطابق اسے القاء فرماتے ہیں۔ مثلاً ایک سوال ہے''
یا رب نطفة یا رب علقة یا رب مضعة '' کہ اسے نطفہ رہنے دیں، یا جمع ہوا خون یا
پھر لوتھڑا، پھر جب اس کو بنانے کا ارادہ اللہ تعالیٰ کر لیتے ہیں پھر سوال کرتا ہے ''اذکر اأ
اُنثٰی '' لڑکا بناؤں یا لڑکی؟ جس طرح ہدایت ملتی ہے وہ لکیر لگاتا ہے، جیسے آپ بچے کو کاغذ یا
چارٹ پر دکھاتے ہیں کہ یہ فلاں چیز ہے وہ فلاں چیز ہے اور اس کے حصے پنسل سے بناتے
ہیں فرشتہ اسی طریقے سے کاریگری کرتا ہے۔ تیسرا سوال کرتا ہے کہ ''اشقی ام سعید
'' دنیا کے اندر رہ کر یہ بدبختوں میں سے ہوگا یا نیک بختوں میں سے، یعنی ایمان والا ہوگا یا
بغیر ایمان کا ہوگا جو ارشاد ہوتا ہے وہ درج کرتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے تو لکھا جاتا ہے پھر آخری
سوال کرتا ہے ''فما الرزق فما الاجل '' اس کی روزی اور رزق کتنا ہوگا اور موت کب
آئے گی (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۶۹)۔ قرآن شریف سورۃ حدید میں اللہ نے اس کی
طرف اشارہ کیا ہے ''اِلَّا فِی کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا '' (سورۂ حدید آیت ۲۲)

ہوتا ہے خود بیج بویا جائے فصل آجاتی ہے، کاٹو اور گھر لا کر کھاؤ، ہزاروں مخلوقات چیونٹی چرند پرند کھاتے رہتے ہیں۔ یہ جو مخلوقات چرتی ہیں کہ کوئی جانور گھاس کھا رہا ہے کوئی دانے اٹھا رہا ہے، کوئی پتے چن رہا ہے یہ سب اس زمین والے کے حق میں حسنات ہیں اور ذخیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خلقتیں ہیں جو اس پر لگی ہوئی ہیں، اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ چیونٹی جو اناج لے جائے اسے واپس کرانا جائز نہیں ہے بس ٹھیک ہے لے گئی ان کا یہ حصہ تھا، یہ تو جائز ہے کہ آپ تحفظ کر لیں جیسے مختلف باغات میں مختلف پھلوں کے کھانے کیلئے علیحدہ جانور آتے ہیں تو کسان مختلف تدابیر کرتا ہے اپنے اناج کے تحفظ کے لئے کہ انہیں بچالے ۔

تجارت افضل ہے ! امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تجارت افضل ہے۔ ایک تو تجارت انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے اور انبیاء علیہم السلام میں سے صرف لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے اور کسی پیغمبر کا ذکر نہیں آیا کہ وہ زراعت میں مصروف تھے اور ہمارے رسول جناب نبی کریم ﷺ نے بھی نبوت سے پہلے تجارت فرمائی ہے، آپ ﷺ کی تجارت کے حسن خلق سن کر مکہ کی رئیس خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تجارت کے لئے منتخب کیا ، جب واپسی پر غلاموں نے رسول اللہ ﷺ کے عجائب وغرائب اخلاق بیان کئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کے ذریعے آپ ﷺ کی خدمت میں پیغام نکاح بھیجا جس کو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مصلحتِ تکوینی کے تحت اور حکم شریعہ کے تحت قبول فرمایا اور ابتداہی سے نبوت کے لئے اللہ نے ایک سہارا آپ ﷺ کے گھر میں پیدا فرمادیا۔

تمہاری پیدائش سے پہلے سب لکھا گیا ہے۔ چوتھا دور پیدائش کے بعد کا دور ہے کہ یہ انسان ہر کام میں دوسروں کا محتاج ہے کوئی کام بھی خود اپنی مرضی سے نہیں کر سکتا، اسی طرح پانچواں دور بڑھاپے کا ہے جب پھر سے یہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہو جاتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔

تقدیر و تدبیر ! فرق

تقدیر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم کو کہتے ہیں، اللہ کا علم ہر مخلوق کے بارے میں ہے۔ پیدا وہی کر رہا ہے، رکھ وہی رہا ہے، زندگی وہ دیتا ہے، موت و حیات اس کے اختیار میں ہے اور چونکہ تقدیر کا پتہ بندوں کو نہیں چل سکتا، بندے تو درکنار وہ صفِ اول کی مخلوق صفۃ الصفہ، چنیدہ اور برگزیدہ انبیا کرام علیہم السلام انہیں بھی اس میں شریک نہیں فرمایا ہے علماء لکھتے ہیں کہ ان حالات کو نہ کوئی فرشتہ جانتا ہے اور نہ کوئی نبی معصوم جانتا ہے، یہ تو خدا کے علم کا مسئلہ ہے۔ اس لئے شریعتِ مقدسہ میں تقدیر پر تو ایمان لانا ہے کہ اللہ کے علم میں جو کچھ ہے وہ برحق ہے اور میرے بارے میں وہی کچھ ہوگا جو اللہ کی قدرت اور علم میں ہے۔ خود بندہ مکلّف ہے تدبیر کا، تدبیر کے معنیٰ ہیں اسباب راست کرنا! مختلف کاموں کی مختلف تدابیر ہوتی ہیں۔ رزق کمانے کی علیحدہ تدابیر ہیں جو یا زراعت سے متعلق ہیں یا تجارت سے متعلق ہیں۔ دنیا کے شنونِ صنعت جتنے ہیں وہ دو چیزوں سے خارج نہیں ہیں یا تجارت ہوگی یا صنعت ہوگی، اس لئے مجتہدین کا اس میں کلام ہے کہ افضل کام تجارت ہے یا زراعت، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زراعت بہت افضل ہے، شک شبہ سے باہر کام

رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد بحیثیت نبی اور رسول دنیا کا کوئی کاروبار نہیں کیا۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ آنحضرت ﷺ کسی شغل میں رہے ہیں کیونکہ نبوت بہت بڑا کام ہے اور آپ ﷺ کی نبوت صرف مکہ اور مدینہ یا عربستان کے لوگوں کیلئے نہیں تھی ''یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا'' (سورہ اعراف ۱۸۵) اے لوگو میں تو پوری کائنات کیلئے پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی عمر پوری ہوگئی لیکن آپ کی نبوت جاری وساری ہے اور آج بھی پوری دنیا پر آپ ﷺ کی اطاعت فرض ہے جیسے اُس دن فرض تھی اور جب ایک ہزار سال مزید گزریں گے تو بھی کائنات پر آپ ﷺ کی اتباع ایسے ہی فرض ہوگی جیسے آج فرض ہے۔

دنیا کا کوئی بھی شغل دین کے مقابل نہیں ہونا چاہیے

اس سے ایک مسئلہ بھی معلوم ہوا ہے، وہ یہ کہ دین میں علم میں ایسا شغل ہونا چاہئے کہ دنیا کا کوئی کام نہ کرسکے۔ دنیا کے کاموں کیلئے دنیا کے بیٹے بہت ہیں، ابناء الدنیا انگنت اور بے شمار ہیں کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔ دکانیں وقت پر کھلیں گی، مارکیٹیں چل رہی ہوں گی، منڈیاں قائم ہوں گی، تجارت اور زراعت باغ و بہار ہوں گی، لیکن اہم منصب ایک عالم کا، دین دار کا یہ ہے کہ وہ دین کو مقدم رکھے، بعض بزرگوں کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کی بڑی بڑی تجارتیں چلتی تھیں لیکن یہ بھی آیا ہے کہ وہ خود ایک دن بھی مشغول نہیں ہوئے، اللہ نے ان کو ایسا سلیقہ دیا تھا، چنانچہ اس کا ثبوت اس سے ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں کو جو نصائح فرمائے ہیں ''وصایا ابی

حنیفہ'' کے نام سے شائع ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت اپنے شاگردوں کو فرماتے تھے کہ ''خود بازار مت جاؤ وقت ضائع ہو جائے گا اپنا ایک وکیل اور معتمد رکھو، اپنے اوقات کا تحفظ کرو''۔ یاد رکھیں کہ اصل مسئلہ زندگی کے تحفظ کا ہے اور زندگی اس کو نہیں کہتے ہیں کہ ایک آدمی دیر تک زندہ رہے، یہ کمال نہیں ہے کمال یہ ہے کہ جتنا عرصہ دنیا میں رہے اللہ تعالیٰ کی وحدت اور طاعات میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت کی دو بنیادیں ہیں، ایمان کا تحفظ اور اعمال کا تحفظ۔ بعض بڑے خطرات ایسے ہیں جن میں ایمان جانے کا خطرہ ہے اور بعض کام دنیا کے ایسے ہیں کہ ان میں اعمال لت پت ہو جاتے ہیں۔ شریعتِ مقدسہ میں تو یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ گزشتہ جمعہ آپ پہلی صف میں تھے اور اس جمعہ کو آپ تیسری صف میں ہیں یہ دو صفیں پیچھے ہو گئے یہ کس وجہ سے ہے۔ یہ بھی آپ کا کوئی عمل ہے جس نے آپ کو ایک صف پیچھے کر دیا ہے، پہلے آپ بیان کے شروع میں آتے تھے اور اب بیان ختم ہو گا تو آپ حاضر ہوں گے تو پتہ چلتا ہے کہ کسی ایسے گھناؤنے کام میں لگ گئے کہ فرصتِ صالحہ ختم ہو گئی۔ شریعت اس قدر محتسب ہے کہ اس بات کا بھی احتساب رکھ رہی ہے کہ ایک شخص آگے سے پیچھے کیوں ہوا ہے، ایک شخص جب آگے سے پیچھے جاتا ہے مثلاً ایک امام ہے اور آج امامت نہیں کر سکتا ہے، بیمار ہے طبیعت ناساز ہے تو بیماری بھی حیات کا نقصان ہے، زندگی کا نقص ہے، اس لئے جب آدمی صحتمند ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے جب بیمار ہوتا ہے تو بیٹھ کر پڑھتا ہے خدانخواستہ ایسے حالات بھی آ جاتے ہیں کہ لیٹ کر سر کے اشارے سے پڑھتا ہے، لیکن نماز پڑھنی تو پڑے گی جب تک ہوش و حواس موجود ہیں۔ اس کی کیفیات میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے لیکن اس کا حکم اٹل ہے جنگ و جدال کے موقع پر بھی

نماز بدستور فرض ہے صرف کیفیت تبدیل ہو جاتی ہے۔

ناقصات العقل والدین ! حدیث کی تشریح

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''ناقصات العقل والدین'' ان کی عقل بھی کم ہے اور دین بھی کمزور ہے تو خواتین نے دریافت کیا کہ حضرت کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے یہ اس لئے کہ عقل کم ہے اور فرمایا کہ زندگی کے نصف حصہ، اچھا خاصا حصہ عورت گھر میں بیٹھی رہتی ہے نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے ناپاکی کے دن آتے ہیں تو دیکھیں جس حصے میں عبادت نہیں ہے رسول اللہ ﷺ اس کو ناقص فرمارہے ہیں، ''ناقصات العقل والدین'' تو وہ عورت جو ماہواری کی وجہ سے بوجہ حیض ونفاس کے عبادت نہ کرسکی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذر ہے، آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا بیبیوں کو جب حج کے موسم میں ماہواری آئی تو وہ غمگین تھیں اور رو رہی تھیں کہ ہماری عبادت رہ جائے گی حج تو صرف گنتی کے دن ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''ان ھذا امر کتبہ اللہ علیٰ بنات آدم'' (بخاری ج۱ ص۵۳)

یہ تو ایک فیصلہ ہے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر رکھا ہے روئیں یا نہ روئیں یہ تو سہنا پڑے گا، تو ایک قسم کا عذر منجانب اللہ بھی موجود ہے لیکن عبادات کی کمی کوتاہی برداشت نہیں ہے تو ارشاد فرمایا ''ناقصات العقل والدین'' دین میں اور عقل میں کم ہیں۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ صرف ارشاد ہی نہیں فرمایا بلکہ اس پر عمل کروایا جیسے عورت

اذان نہیں دے سکتی، عورت امامت نہیں کرا سکتی، حتیٰ کہ خاتون خواتین کی بھی امامت کرائے تو مکروہ ہے، عورت جمعہ اور جماعت میں بھی حاضر نہیں ہو سکتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیبیوں نے دریافت کیا کہ حضرت مرد تو حج کر کے، جہاد کر کے بہت ثواب کماتے ہیں اور ہمیں جہاد میں جانے کی اجازت نہیں ہے ہم کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "الجهاد الحج" (بخاری شریف ج ا ص ۲۰۳) تمہارا حج ہی تمہارا جہاد ہے اور دوسری جگہ آپ ﷺ فرمایا کہ تمہارا حج جہاد سے بہتر ہے

"احسن الجهاد واجمله الحج" (بخاری شریف ج ا ص ۲۵۰)

عورتوں کا حج ! طریقہ کار اور لائحہ عمل

ہمارے استاذ محترم مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آخری مرتبہ جب حج پر گئے تو گھر والوں کو ساتھ لے گئے تھے، جب واپس آئے تو فتویٰ دیا کہ اس زمانے میں عورتوں کا حج ساقط ہو چکا ہے اور کسی عورت پر حج فرض نہیں ہے۔ علماء سب سنتے تھے مگر متفق نہیں تھے لیکن حضرت بڑے تھے اس لئے ان کے سامنے کوئی کچھ بولتا نہیں تھا۔ حضرت کا مطلب یہ تھا کہ اتنی زیادہ تکلیف ہوئی، صدمہ اور پریشانی اٹھانا پڑی اور عورت اس کا کہاں متحمل ہو سکتی ہے۔

میں تو خود حیران ہوں کہ یہ عورتیں جب حج کر کے آجاتی ہیں تو پردے کی قائل نہیں ہوتیں ایسے حج کا کیا فائدہ ہے جس کے بعد آپ کے دل میں اسلام کی عظمت اور ہیبت نہ بیٹھے جس طرح آپ حج سے پہلے تھیں اسی طرح حج کے بعد بھی ہیں، تو حج سے آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ آج کل تو جاپانی قسم کی عورتیں نکلی ہیں ان کے نزدیک عام حالات میں تو

چھوڑ و حج میں بھی پردہ ضروری نہیں ہے۔

ہمارے استاذ حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اس موضوع پر چار ہزار سے زیادہ کتابیں دیکھی ہیں لیکن یہ مسئلہ نہ مل سکا کہ حج میں عورت کا پردہ معاف ہے۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت جب حج کیلئے جائے تو احرام باندھے گی اور خاتون کا احرام جو ہے "فی وجھھا" کہ کپڑا چہرے سے مس نہ ہو جائے، تو برقعہ کیسے پہنے گی، اس زمانے کی عورت کیلئے تو ہے کہ برقعہ کمرے میں رکھ کر چلی جائے گی لیکن یہ اس زمانے میں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت تو فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ اپنے سر پر ہودج بنائے گی، ہودج کہتے ہیں چھوٹے کجاوے کو یعنی سر پر ایک ٹوپی رکھے گی اور کپڑا جو ہوگا وہ اس کے اوپر آجائے گا چہرہ پر نہیں پڑے گا، اس طرح احرام بھی محفوظ ہوگا اور پردہ بھی محفوظ ہوگا۔ اب بعض پردہ نشین ملکوں کی عورتیں اس طرح نظر آتی ہیں تو لوگ متعجب ہو جاتے ہیں کہ یہ کون سی عورت آئی ہے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بدأ الاسلام غریباً" دین جب آیا تو اچھنبا تھا "وسیعود کما بدأ" عنقریب پھر ایسا اچھنبا بن جائے گا، لوگ حیران ہوں گے "فطوبیٰ للغرباء" (مسلم ج ۱ ص ۸۴) ایسے اچھنبی نگاہوں سے دیکھے جانے والوں کو مبارک ہو۔ غرباء وہ لوگ ہوں گے کہ لوگوں نے جو بگاڑ پیدا کیا ہو یہ اسے ٹھیک کر دیں گے۔

اس دور میں نوجوان داڑھی رکھتے ہیں تو لوگ عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں، دین داروں جیسا لباس پہنتے ہیں تو لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم مولوی ہو گئے ہو؟ الحمد للہ اب نوجوانوں میں بھی ہمت اور غیرت آ گئی ہے۔ ایک نوجوان سے کسی نے کہا کہ تم مولوی

ہو گئے ہو تو اس نے کہا کہ اتنی قسمت کہاں، مولوی تو مشکل سے کوئی بنتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں کمی جو ہے وہ مولویوں کی ہے، مولوی اس کو نہیں کہتے ہیں کہ چہرے پہ داڑھی، سر پہ ٹوپی ہو اور موٹر سائیکل ہاتھ میں ہو اور بیگم صاحبہ کو ٹیوشن پڑھانے کسی بنگلے کے سامنے کھڑا ہے یہ تو ٹیوشن ماسٹر ہے۔ مولوی اس کو نہیں کہتے ہیں ساڑھے چار اور چھ سو مہینے کی فیس لے رہے ہیں اور تاجر ہو گئے ہیں ایسے لوگوں نے تو مولویوں کو بدنام کیا ہے۔

علم کا مستند ہونا ضروری امر ہے

مولوی اس کو کہتے ہیں جو دین کا تجربہ رکھتا ہو اور جس سرزمین پر بھی ہو وہ دین کی بالادستی کر سکتا ہو، اس کو عالم کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرے کی بات یہ پیش آئی کہ علم کا معیار لوگ بھول گئے، علم کا ایک معیار ہوتا تھا۔ جب ایک عالم تمام علوم پڑھ کر اس میں دسترس پیدا کر لیتا تھا تو اس کے اساتذہ اور اس علاقے اور ملک کے بڑے علماء جمع ہو کر اس کے سر پر پگڑی باندھتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ دین کا کام کر سکتا ہے۔ اس کو کہتے تھے سند یافتہ عالم یعنی مستند عالم اور یہ بہت ضروری بات تھی۔ صحیح مسلم کے مقدمے میں ہے کہ ''الاسناد من الدین '' سند کا ہونا یہ دین کا عین تقاضا ہے ''لو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء'' اگر سند کی پابندی نہ ہوتی تو جو جس کا جی چاہتا وہ کہتا پھرتا۔

ڈاکٹر اسرار : ظاہر بات ہے ڈاکٹر اسرار صاحب بہت قابل آدمی ہیں اور نیک صالح آدمی ہیں لیکن مستند عالم دین نہیں ہیں، اس لئے کام کمزور اور کچا ہے اصلاح کے بجائے فساد پیدا ہو گیا۔

طاہر القادری : طاہر القادری بدعتیوں میں لکھا پڑھا آدمی سمجھا جاتا ہے مگر پروفیسر ہے کسی دینی مدرسے کا سند یافتہ نہیں ہے اور بدعتی کیا سند یافتہ ہوگا اس لئے جو بات بھی کہتا ہے دین کے مقابلے میں کہتا ہے اور شریعت کو لوگوں کے سامنے بگاڑ کر پیش کرتا ہے۔

مولوی احمد رضا خان : مولوی احمد رضا خان صاحب نے بہت علم پڑھا تھا، بڑی کتابیں لکھی ہیں اور جو ہندوؤں کی رسمیں تھیں ان کو مسلمانوں کے ذمہ لگا کر ثابت کیا کہ تم بھی ہندوں سے کم نہیں ہو بس یہ دو چار کام کرلو لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ حدیث نہیں پڑھی ہے اور سند یافتہ نہیں ہے، کسی بھی مدرسے کا فاضل نہیں ہے۔ اس لئے بریلویوں کو ان کے نام کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے ''فاضل بریلوی'' فاضل تھے ہی نہیں اس لئے فاضل کے نعرے لگانے پڑتے ہیں۔ آپ نے کبھی سنا ہے کہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کے نام کے ساتھ کسی نے ''فاضل دیوبند'' لکھا ہو یا مولانا اسفندیار صاحب مدظلہ کے ساتھ کسی نے '' فاضل'' لکھا ہے حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ، مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کسی کے نام کے ساتھ بھی کبھی بھی ''فاضل'' نہیں لکھا گیا کیونکہ یہ سب اصل فضلاء تھے جس کی گواہی زمین و آسمان نے دی۔

۲۸ سال ہو گئے میں نے پوری دنیا کے بریلویوں کو کہا کہ خان صاحب بریلوی کے بخاری اور ترمذی کے اساتذہ کا نام بتاؤ کہ کس سے پڑھی ہے، قیامت تک نہیں بتا سکتے کیوں کہ اس نے یہ تمام کتب پڑھی ہی نہیں ہیں بغیر دورۂ حدیث کے ''فاضل'' کہلاتے ہیں۔ ان پر لکھی ہوئی کتابیں جتنی میں نے دیکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا کے کسی بریلوی نے بھی نہیں دیکھی ہوں گی، اس لئے کہ میرا منصب منبر و محراب ہے اور میں کہیں ایسی تعبیر نہ

دارالعلوم دیوبند کا کمال

دارالعلوم دیوبند نے ایک یہ زبردست کارنامہ انجام دیا کہ علم کا معیار بلند فرمایا۔ ہمارا کمزور سے کمزور طالب بھی اس کوشش میں رہتا ہے کہ وہ فارغ ہو جائے، کیونکہ کہ سند لینا ضروری ہے۔ اسی لئے دیوبند کے علماء میں بھی انسان اور بشر ہونے کے ناطے بیشمار کمزوریاں ہوں گی لیکن عقیدہ پاک ہے، شرک نہیں ہے اور عمل سنت کے مطابق ہے ،بدعت جیسی لعنت نہیں ہے والحمد للہ علیٰ ھذا۔ ہم اپنے تسلسل تعلیم میں سو فیصد کامیاب ہیں، ہمارے یہاں مدرس پیدا ہو رہے ہیں، ہمارے جامعہ میں تقریباً دو تین کے علاوہ سارے اساتذہ یہیں کے پڑھے ہوئے ہیں، دارالافتاء میں جو مفتی صاحبان بیٹھتے ہیں وہ سب وہی ہیں جنہوں نے میری نگرانی میں فتویٰ سیکھا ہے مفتی بن کر پورے ملک و دنیا کی نمائندگی کر رہے ہیں اور فتوؤں کے جوابات لکھ رہے ہیں۔ آئندہ کیلئے ۱۰۰ کے قریب ہر سال مفتی بنانے کیلئے دارالحدیث اور مکتبہ کے اوپر ۷۰۰ سکوائر فٹ پر ایک بہت بڑی جگہ تیار ہو رہی ہے، اللہ کے فضل واحسان سے اس کے بہت سارے کام باقی ہیں لیکن ہمارے مخلص ساتھی کوشش کر رہے ہیں کہ کم از کم سال کے اخیر تک تو وہ تیار ہو جائیں تاکہ اگلے سال اس میں کلاسیں شروع ہو جائیں (الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضلِ بیکراں سے یہ ہال تیار ہو چکا ہے اور اس میں مفتی حضرات کتب کا مطالعہ اور فتاویٰ کی تمرین فرماتے ہیں)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی یہاں ضرورت نہیں ہے میرا خیال ہے ان کو کہیں آنکھیں ٹیسٹ کروا کر چشمہ لگوانا چاہیئے۔ ۱۰۰ طالب علم مجھ سے فتویٰ پڑھنے آئے تھے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ۲۵ رہ

کروں جو خلاف واقعہ ہو۔ چنانچہ یہاں سے اپنے کرائے پر کچھ دوستوں کو ہندوستان جب جارہے تھے بریلی بھیجنا پڑا اور وہاں سے بہت ساری کتابیں و دستاویزات منگوانی پڑیں کسی ایک کتاب میں بھی خان صاحب کے اساتذہ کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے جو کام بھی کیا وہ اسلام کے خلاف کیا۔

مودودی صاحب : کہا جاتا ہے کہ مودودی صاحب نے بھی اسلام کیلئے بڑا کام کیا ہے اور بہت قابل قسم کے انشاء پرداز تھے، لیکن ایک بات جو بنیادی تھی وہ یہ کہ وہ کسی کے شاگرد نہیں تھے کہیں کے فاضل نہیں تھے سند یافتہ عالم نہیں تھے اس لئے تفسیر میں بھی تحریف واقع ہوگئی، تاریخ میں بھی تغلیط ہوگئی اور حدیثوں کو تو جیسے چاہا ویسے مروڑ کر رکھ دیا، بعض اوقات تو غلام احمد پرویز منکرِ حدیث بھی حیران ہوتا ہوگا کہ جو بربادی میں نے نہیں کی وہ اس شخص نے کردی۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے یہاں کمرے بنے ہوئے ہیں اور نیچے اوپر طلباء رہتے ہیں یہ کوئی تماشا نہیں ہے، یہ حقیقت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی عظمت ہے۔ یہ نوجوان تقریباً ایک ہزار سے زائد یہاں کتابیں پڑھ رہے ہیں، سب سے چھوٹا مدرسہ ہمارا ہے، باقی سب ہم سے بڑے ہیں۔ اس میں ایک ہزار طلباء ہیں، آپ اپنے گھر پر پانچ مہمانوں کو پانچ وقت رکھ کر ذرا دکھادیں۔ ایک ہزار طلباء مدرسہ میں تینوں وقت مشغول رہتے ہیں، کھانا اور پینا تو طبعی چیز ہے اصل دولت جس کیلئے وہ ماں باپ، گھر بار اور وطن چھوڑ کر آئے ہیں وہ مستند علم حاصل کرنا ہے۔

گئے ۵۷ کو ہم نے واپسی کی اجازت دے دی کہ جگہ نہیں ہے آپ کہاں رہیں گے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں خود کفیل ہے وہاں ضرورت نہیں، میں حیران ہوں کہ یہ امریکہ کا ایجنٹ ہے یا کوئی اور عنصر ہے۔ ہاں ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں کہ نمازیوں کو تنگ کریں اور ہر جمعہ کو واویلا کریں، ایسا نہیں ہوگا۔ ہم نے جن سے علم پڑھا ہے اور ایمان سیکھا ہے انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا ہم بھی وہ طریقہ جانتے ہیں کہ ایک شعبہ اقراء کے نام پر تجارت خانہ اور لوگوں سے ساڑھے چار سو اور ساڑھے چھ سو چھوٹے چھوٹے بچوں کی فیس کاٹتے جائیں۔ یہ ان لوگوں نے نہیں کیا جن کا ہم نام لیکر حوالہ دیتے ہیں۔ یہ سر سید احمد خان کا کام تھا اور اب ان کے نمائندے پیدا ہوگئے اور وہ یہ کام کررہے ہیں، یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ نہیں، ہم تو آج بھی اسی پر قائم ہیں اور قیامت تک اسی پر قائم رہیں گے ان شاء اللہ۔

اپنوں کے نقش قدم پر ہو مرنا یا جینا

ویرحمہ اللہ عبدا قال آمینا

دین کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض ہے

زندگی کا تحفظ، ایمان کا تحفظ، اعمال کا تحفظ اس کے ساتھ اکابر کی عزت وناموس کا تحفظ یہ عالم کا فرض ہے، بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ آپ مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہیں کہ مولانا صاحب میں نے نماز پڑھی اس میں ایسا ہوگیا تو کیا حکم ہے آپ مجھ سے کالج و یونیورسٹی کا کوئی rule دریافت نہیں کرتے وہ اس وجہ سے نہیں کہ میں نہیں جانتا، اس لیے نہیں پوچھتے کہ ہمارے مولانا صاحب کا یہ میدان نہیں ہے۔ یہ تحفظ منصب ہے، آپ خود تو

پینٹ پتلون بنواتے ہیں، کبھی کبھی ننگے سر بھی نمازیں پڑھ لیتے ہیں، اگر میں پینٹ پتلون پہن کر آؤں یا ننگے سر خطاب شروع کر دوں تو اس دن آپ کی موت واقع ہو جائے گی۔ آپ کے دل میں دین کی عزت و ناموس ہے کہ یہ اہل علم اور علماء کی شان نہیں ہے۔ یہاں ہمارا ایک نمازی تھا جب بھی دیکھا پینٹ کسا ہوا ہے چلتا چلا آ رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ کوئی عذر یا تکلیف ہے آپ کو؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا کہ کرتہ شلوار پر پابندی ہے کیا؟ اگر ایسی بات ہے تو میں بنوا کر دیتا ہوں اتنی توفیق تو خدا نے دی ہے کہ ایک دو جوڑے آپ کو سلوا کر دے دوں۔ کہنے لگے کہ اس میں کیا عیب ہے کہ آپ کو برا لگتا ہے میں نے کہا کہ کیا یہ عیب دار نہیں ہے؟ کہنے لگے نہیں تو میں نے کہا کہ اگلی نماز میں میں بھی پینٹ شرٹ پہن کر آتا ہوں تو کہنے لگا کہ اللہ خیر کرے وہ دن نہ دکھائے تو میں نے کہا کہ جب یہ عیب دار نہیں ہے تو میرے لئے کیوں نامناسب ہے؟ آپ کا دل و دماغ گواہی دے رہا ہے کہ یہ غلط چیز ہے ہر حال میں غلط کام ہے کیوں اس سے باز نہیں آتے ہیں۔ کسی دفتر، کسی فرم، کسی شعبہ کے ناکارہ اصول سے آپ مجبور ہیں تو کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے لیکن زندگی کی سادگی اور عادات تو درست فرمائیں۔ کہنے لگا کہ مولانا صاحب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہے آئندہ دفتر میں بھی جاتے ہوئے نہیں پہنوں گا اور اس غیرتی کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ اس نے آج تک نہیں پہنا بلکہ گھر میں اس لباس کو آنے نہیں دیا ہے۔ بہت ضروری بات ہے زندگی کا تحفظ اور ایمان و اعمال کا تحفظ اور زندگی کی قدر و قیمت کا تحفظ۔

پردہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی سخت تعلیمات

ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ان آنکھوں سے ہم مسجدوں میں چل کر پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں، قرآن شریف دیکھتے ہیں، دینی کتب دیکھتے ہیں، آنکھوں کی جو بصارت ہے اس نعمت کا شکر بجالاتے ہیں۔ اس کو صحیح جگہ استعمال کرتے ہیں شہوات کی جگہ نہیں استعمال کرتے ہیں، اجنبیات کو نہیں دیکھیں گے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جب اجنبی عورت سامنے آئے تو آپ اپنی نگاہیں بدل دیں، نگاہیں پھیر دیں اور حدیث میں اس کا ثبوت بخاری میں موجود ہے حجۃ الوداع کے موقع پر سواری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے اور حضرت ابن عباس کے چھوٹے بھائی۔ بنو خثعم قبیلہ کی ایک خاتون آئی اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھ رہی ہے کہ میرے والد پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن بہت ناتواں اور کمزور ہے ''لا یثبت علی الراحلہ'' سواری پر بیٹھ نہیں سکتے اتنا ضعف اور کمزوری ہوگئی ہے ''افاحج عنہ؟'' میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''نعم'' بالکل آپ اپنے کمزور اور ناتواں والد کی طرف سے حج کر لیں۔ جب وہ حضرت ﷺ سے بات کر رہی تھی تو حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کو غور سے دیکھ رہے تھے، نوجوان تھے۔ حضرت ﷺ نے گردن سے پکڑ کر، بخاری کے الفاظ میں ہے، گدی سے پکڑ کر چہرہ دوسری طرف موڑ دیا کہ ادھر دیکھو ادھر کیا دیکھ رہے ہیں (بخاری شریف ج ا ص ۲۵۰) ایسا موڑا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اپنے

بھائی کی گردن توڑ دی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ بہتر ہے اس سے کہ اس کی نگاہ گنا ہوں میں جم جاتی، گردن ٹھیک ہو جائے گی، جھٹکا نکل جائے گا لیکن آنکھ وہاں لگ گئی اور گناہ کی تیاری ہوگئی تو پھر وہ نہیں جائے گا،

دل کی نہیں تقصیر مکند آنکھیں ہیں ظالم
یہ جا کے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا

اس سے اندازہ لگاؤ کہ ہمارے رسول ﷺ کو نو جوانوں کی عزت و ناموس کی کتنی فکر تھی اور حجاب تو تب ہوگا جب آپ اپنے بال بچوں سے کرائیں۔ حضرت ﷺ تشریف فرما ہیں نبوت کا معدن و مرکز، آپ ﷺ کی سواری ہے آپ کیساتھ بیٹھا ہوا ہے اور موقع حجۃ الوداع کا ہے۔ اس جیسا حج جب سے کعبہ بنا ہے اور جب سے دنیا ہے اور رہے گی آسمان و زمین نے نہیں دیکھا ہوگا جو حج رسول اللہ ﷺ کا ہے اس کا موسم و موقع ہے اور جو خاتون پیغمبر ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی وہ دین میں کتنی قوی اور مستقیمہ ہے لیکن پیغمبر ﷺ نے پھر بھی اطمینان ظاہر نہیں کیا اپنے چچازاد بھائی کا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا۔

او اجنبی عورتو! اجنبی مردوں سے بچو اور مسلمانو اجنبی عورتوں کی عزت و تحفظ کا تم خیال کرو ''یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ '' اے نبی اپنے بیویوں سے بیٹیوں سے اور پوری امت مسلمہ کی عورتوں سے کہیں ''یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ '' (سورہ احزاب آیت ۵۹) اپنے اوپر بڑے بڑے کپڑے لٹکائیں، چادریں اوڑھ لیں تا کہ زندگی محفوظ ہو عزت و آبرو محفوظ ہو اور یہ مختصری عمر جو خواب کی طرح

گزرنے والی ہے اور یہ پانی کا بلبلہ جو سطح پر جلد ختم ہونے والا ہے اور یہ پانی کا جھاگ جو نظر آتا ہے حقیقت میں کچھ نہیں ہے۔ ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْل'' آپ فرماؤ دنیا کا ساز و سامان، عیش وعشرت، جوانی اور عمر، مال و دولت، چہل اور پہل، گھریلو اور باہر کی خرمستیاں نہ ہونے کے برابر ہیں یعنی ختم ہو رہی ہیں۔ آپ کے سامنے بڑے بڑے بادشاہ، پاکستان کے اونچے لینڈ لارڈ کہاں ہیں۔ دنیا ساری کی ساری اور اس کا ساز و سامان بس ختم ہو رہا ہے۔ ''وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ'' لِّمَنِ اتَّقٰی'' (سورہ نساء آیت ۷۷ کا حصہ) اور آخرت بہت زیادہ ہے، بہت بہتر ہے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ تب ہوگا جب شک شبہ سے بھی بچیں اور شہوت سے بھی بچیں۔ دو ہی چیزیں نیست و نابود کرنے والی ہیں، عقیدے میں شک وشبہ اور اعمال کی طرف رغبت نہ ہونا، عقیدہ کا مسئلہ بہت نازک ہے کسی غلط اور ناکارہ فرقہ کے بارے میں بھی آپ سوچنے لگے کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس بھی دلیل ہو۔ دلیل تو قرآن وسنت کو کہتے ہیں اور قرآن و سنت تو مسلمانوں کی چیز ہے مرزائیوں، پرویزیوں اور بدعتیوں کا اس سے کیا کام ہے۔

پھر دوسرا مرحلہ پیش آتا ہے گناہوں کے جوش کا، گناہ کے جذبات جسے کہتے ہیں، نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ آگے چل کر توبہ کرلیں گے، اگر ابھی مر گئے تو کیا کرو گے؟ گناہ کر کے واپس ہوئے اور گاڑی کے نیچے آ گئے موٹر سائیکل اور ٹرک سے ٹکرا گئے اور وہیں ختم ہو گئے روزانہ آٹھ دس نہیں مرتے کیا یہ کوئی نئی بات ہے؟ شادی سے پہلے والے کہتے ہیں

شادی کرکے گناہ چھوڑ دیں گے اور شادی کر کے بھی نہیں چھوٹا پھر کہاں جاؤ گے اور اس کا موقع ہی نہیں ملا تو کیا جواب دو گے۔

بوڑھا کہتا ہے کہ جی میں تو اب بابا جان ہوں میں ٹیلیویژن دیکھتا ہوں تو خیر ہے، اسکول اور کالج کے لڑکے آکے کہتے ہیں کہ جی ہمارا دادا اور نانا ٹیلیویژن نہیں چھوڑتے ہم تو چھوڑ چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت عام فرمائے۔ یہ کس قدر خطرے کی بات ہے کہ رنگ بدل گیا ،بال سفید ہو گئے اضمحلال پیدا ہو گیا، بس ایک ہی جھونکا ہے جس سے وہ قبر میں اترنے والے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ٹانگیں قبر میں لٹکی ہوئی ہیں لیکن ابھی تک توبہ کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ کیونکہ توبہ تو تب ہو جب اپنی ناکردنی کو گناہ سمجھیں، اگر کسی گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے تو یہ اور زیادہ تباہی در تباہی ہے یہ اور عذابِ عظیم ہے، جو نوجوان گناہ سمجھتے تھے تو تائب ہو چکے۔ میرے ایک بزرگ اور محسن تھے وہ کہتے تھے کہ صرف خبریں سنتا ہوں اور کوئی مولوی آئے کوئی اچھا پروگرام ہو بس! باقی بند رہتا ہے۔ میں نے کہا جب سے آپ نے خبریں سنی ہیں آج تک آپ کے علم میں کتنا اضافہ ہوا یہ مجھے بتائیں اور میں نے کبھی بھی دیکھا نہ سنا ہے میرے علم میں کتنی کمی نظر آئی ہے وہ بتائیں آج تاکہ کچھ احساس تو ہو، یہ پہلی بات ،دوسری بات یہ کہ دیکھو آپ کے مرنے کے بعد آپ کے پوتے اور نواسے کہیں گے کہ اگر یہ گناہ ہوتا تو ہمارے دادا جان اور نانا جان کے کمرے میں کیوں ہوتا تو آپ تو اتنے محتاط ہیں کہ صرف خبروں اور تلاوت کے کچھ نہیں سنتے لیکن وہ اس کو عام دلیل بنائیں گے اور آپ قبر میں پڑے ہوئے پیٹیں گے کہ یہ آپ کی وجہ سے گناہ جاری ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو گناہ کسی کی وجہ سے ہو رہا ہوان کو بعد الوفات اس کی سزا پوری ملے گی۔ جیسے کہ جو نیکی کسی کی

وجہ سے ہو رہی ہو مرنے کے بعد وہ سلسلہ جاری وساری ہوگا۔ جیسے صدقات جاریہ ہیں حسنات جاریہ ہیں اس طرح سیئات اور خطیات بھی جاری رہتی ہیں اس کا سر کچلنا ضروری ہے تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ یہ کام غلط ہے اور ہمارے بڑوں نے اور بزرگوں نے اس پر ناراضگی ظاہر کی اور معاشرہ پاک صاف ہو جائے۔ زندگی کا تحفظ بہت ضروری ہے ایمانیات کا تحفظ بہت ضروری ہے۔

اعمال کا تحفظ

دینی اعمال کا تحفظ بہت ضروری ہے، ہمیں سونے اور چاندی تجارت وزراعت کی حفاظت کا کوئی فارمولہ شریعت نہیں دے رہی ہے بس دو باتیں کر رہی ہے کہ حلال جگہوں سے کماؤ اور صحیح جگہ پر خرچ کرو۔ ''من این اکتسب وفی ما انفقه '' آیا کہاں سے ہے اور جا کہاں رہا ہے۔ بس یہ دونوں باتیں مومن کی ذمہ داری ہیں مال کے سلسلے میں ، وہ کشمیری مومن کیلئے بھی ہے عربی کیلئے بھی ہے ہندوستانی کیلئے بھی ہے اور افغانی کیلئے بھی ہے ۱۴۰۰ سال پہلے بھی یہ قاعدہ تھا اور ۱۴۰۰ سال بعد بھی یہی قاعدہ ہے کہ ''من این اکتسب '' کماتے کہاں سے ہیں '' وفی ما انفقه '' خرچ کدھر کر رہے ہیں۔ اپنے مال میں سے مسجد کی تعمیر کا کتنا حصہ ہے، طالب علموں کے اوپر اخراجات کتنے آپ کی طرف سے ہو رہے ہیں، دینی مدرسوں کی سرپرستی میں آپ کس حد تک آگے بڑھے ہیں '' وفی ما انفقه '' مال کی یہ دو پابندیاں ہیں۔ لیکن اعمال کے تحفظ کیلئے پانچ وقت فرض نماز اذان و جماعت کیساتھ اہتمام اور انتظام کے ساتھ مقرر ہوئی ہیں۔ یہ پنج وقتہ نماز رسول اللہ ﷺ بھی

پڑھتے اور پڑھاتے تھے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ بھی، معین الدین چشتی رحمہ اللہ بھی، خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ بھی، خواجہ گنج شکر اجودھنی رحمہ اللہ بھی، پیر بابا رحمہ اللہ بھی، بری امام رحمہ اللہ بھی، عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ بھی، عام اولیاء اور علماء اور نمازی سب برابر ہیں اللہ کے فارمولے میں، ایک رکعت کسی کیلئے گھٹائی یا بڑھائی نہیں گئی۔ آپ اسلام کا ضابطہ دیکھیں ذرا بڑے اور چھوٹے سب ایک پابندی کے پابند ہیں

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خیر و سلامتی بھی اسی میں تھی کہ پانچ وقت فرض نماز باجماعت پڑھتے تھے، بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ بھی اسی لئے ولی کامل بنے کہ پانچوں اوقات نماز کی پابندی فرماتے تھے۔ امام العصر مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ، حضرت بنوری رحمہ اللہ اور مفتی محمود رحمہ اللہ یہ سب پنج وقتہ نمازی تھے اور آج ہم اور ہمارے بعد آنے والے بھی انہی نمازوں کے پابند ہیں ضابطہ کسی کیلئے نہ گھٹا ہے نہ بڑھا ہے ''ان الصلوٰۃ للہ لا تاخر لاحد و لا تقدم'' کسی کیلئے آگے پیچھے نہیں ہوگی یہ اعمال کے تحفظ کیلئے ہے۔ جس طرح مالدار آدمی کا مال بڑا ہے تو حفاظت کی پابندی زیادہ ہے اس طرح باعمل آدمی کی ذمہ داری بھی زیادہ ہے، پیغمبر سب سے زیادہ باعمل اور باکردار ہیں تو ان کے ساتھ قیام اللیل اور تہجد بھی فرض ہوگئی تھی اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ایسی تھی جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تہجد اور قیام اللیل میں مشغول رہتی تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کے وضو سے کئی سال تک فجر کی نماز پڑھی اور کئی سال تک مسلسل روزے رکھے، کیوں؟ کیونکہ ان کا منصب بہت بڑا تھا۔ ۱۳۰۰ سال گزرنے کے باوجود بھی وہی امام ہیں دنیا کے نصف سے زیادہ مسلمانوں کے، مقام ومنصب جس قدر عظیم ہوتا ہے اسی قدر پابندی بھی زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اسکول اس وقت صحیح چلے گا جب ٹیچر قابل اور پابند ہوں گے، مدرسہ اس وقت ترقی یافتہ ہوگا جب مہتمم اور ناظم پابند اوقات ہوں، ملک اس وقت ترقی کی راہوں پر رواں دواں ہوگا جب افسرانِ بالا میں اخلاص و ایمان ہو۔ جب ایسا نہ ہو تو حالات آپ کے سامنے ہیں کتنا بڑا پاکستان ہے اور کتنی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے لیکن اب اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ جو آتا ہے وہ ملک اور ملک میں رہنے والوں کا سوچنے کے بجائے اپنی جیب بھرنے کے چکر میں مصروف ہو جاتا ہے جس کو جب موقع ملا ملک لوٹنے میں اس نے کوئی کمی نہیں کی اور یہ اس وجہ سے کہ شریعت کی پاسداری یکسر ختم، دل سے احساس ختم۔

بچوں کی شرعی پرورش ! والدین کی ایک اہم ذمہ داری

''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا'' یقیناً اس انسان پر زندگی کی ایک ایسی گھڑی آئی ہے کہ وہ قابل ذکر نہیں تھا۔ پیدا ہوا چھوٹا تھا نھا، نہ اٹھ سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے نہ خود کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے یہ قابل ذکر ہے؟۔ جب عمر تمیز کو پہنچا، بلوغ کو پہنچا شریعت نے اسکو پابند کیا کہ یہ احکام، تعلیمات، ارشادات فرض کے درجے میں آپ کو ماننے پڑیں گے۔ اس سے پہلے جتنے مرحلے ہیں وہ سب کے سب نا

قابل ذکر ہیں کیونکہ معصوم بچے پر شرعی پابندی نہیں ہے۔علماء لکھتے ہیں کہ ان سے نیک کام کرواؤ ثواب ماں باپ کو ملے گا اور ان کی مشق ہو جائے گی۔ غلط کاموں سے ان کو بچاؤ اگرچہ وہ مکلّف نہیں آپ مکلّف ہیں۔اگر وہ آپ کے سامنے غلاظت میں ہاتھ ڈال رہا ہے اور آپ منع نہیں کرتے تو آپ گناہ گار رہوں گے۔ یہاں تک لکھا ہے کہ لڑکیوں کیلئے خواتین جیسا لباس اور لڑکوں کیلئے مردوں جیسا لباس بچپن سے شروع ہوگا، یہ جائز نہیں ہے کہ لڑکی کیلئے لڑکا نما کپڑے ہوں اور لڑکے کیلئے لڑکی نما لباس ہو یہ دونوں منع ہیں، پابندی کروانی ہے بطور مشق کے۔

بخاری شریف میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نشئی لایا گیا جو روزہ نہیں رکھتا تھا۔آپ نے اس کو سر پر مارا اور فرمایا کہ

”ویلک و صبیاننا صیام فضربه“(بخاری ج۱ص۲۶۳)

ہمارے تو چھوٹے بچوں کا بھی روزہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور منہ میں ڈالی تو آنحضرت ﷺ نے منہ میں ہاتھ ڈال کر کھجور واپس نکالی اور فرمایا

”انا لانا کل الصدقة“ (بخاری ج۱ص۴۳۲)

آپ کو پتہ نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی کھجوریں ہیں اور ہم سادات ہیں اور ہم زکوٰۃ کی کھجوریں نہیں کھا سکتے ہیں۔

بعض ملکوں میں وہاں کے ملواڑوں نے زکوٰۃ سادات کیلئے جائز کی ہے، رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین سے شرم وحیا کرو۔حسن مجتبیٰ کی عمر پیغمبر کی وفات کے وقت

آٹھ سال ہے حسینؓ کی عمر سات سال ہے، ۲ھ اور ۳ھ میں پیدا ہوئے ہیں اتنے معصوم بچے سے بھی غلط کام برداشت نہیں ہے۔ ہمارے دور کے لوگ ہوتے تو کہہ دیتے کہ کوئی بات نہیں چھوٹا بچہ ہے اگر کوئی چیز کھالی تو کیا فرق پڑتا ہے۔ فرق ابھی تو نہیں پڑے گا جب یہی بچہ بڑا ہوکر آپ کے مقابلے میں آئے گا پھر آپ کو احساس ہوگا کہ جس طرح آپ نے شریعت کا مقابلہ کیا تھا اسی طرح آپ کی اولاد آپ کا مقابلہ کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ دین اسلام کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کی زندگی کی، ایمان واعمال کی بھی حفاظت فرمائے اور سب کو کامل دین نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وتعاونوا علی البر والتقوی

خطبہ نمبر ۵۳

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوٗنَ ٥ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ز نُزُلًام بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ط كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ٥ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ٥ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ط اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ٥ (سورۃ الم سجدہ آیت ۱۸ تا ۲۲)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری شریف ج ا ص ۲۵۵)

رمضان المبارک رجوع الی اللہ کا مہینہ

اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں رمضان شریف کا مبارک مہینہ نصیب فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اور سلامتی کے ساتھ، اگرچہ ماہ رمضان شہر میں اور ملک میں بدامنی اور انارکی کی وجہ سے متاثر اور دردوغم کا رمضان ہے لیکن اس اعتبار سے بہت اہم اور مبارک ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توبہ اور استغفار کا ایک ماحول اور موسم نصیب فرمایا ہے۔ مومن کیلئے اس سے بڑی خوشی نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے کوشش میں لگ جائے اور رمضان شریف کی تمام تر کوشش اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے ایک مجرم اور مذنب نے بڑے جرائم کئے ہوں اور وہ بڑا قصوروار ہو اور وہ اپنے اس محسن جس کا اس نے جرم کیا ہے اس کے سامنے آئے اور اس سے معافیاں مانگنے لگے اور اسے راضی کرنے کیلئے اپنی شرمندگی کا اظہار کرے۔ رمضان المبارک میں مسلمان اللہ کے حضور سال بھر کے جرائم کی معافیاں مانگنے کے درپے ہوتا ہے۔ جب آدمی کسی کو راضی کرتا ہے تو اس کی مرضیات پر چلتا ہے، بچہ بھی جب باپ سے کوئی کام کراتا ہے تو چستی سے کاموں میں لگتا ہے وقت پر آتا جاتا ہے تو اس کے بعد مطالبہ رکھتا ہے۔ یہ دستور ہے کہ بادشاہ کو راضی کر کے اس سے حکم پاس کرایا جاتا ہے اللہ احکم الحاکمین نے اپنے رضا اور خوشنودی کے مراحل تعلیم فرمائے ہیں اور اس کیلئے ایک ایسا

مہینہ رکھا ہے جس مہینے کا نام ہی رمضان ہے، ''رمض '' عربی میں جھڑنے اور جلنے کو کہتے ہیں کہ انکی اس کوشش میں گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جل جاتے ہیں، مسلسل توبہ اور استغفار سے اور نیکی کے اعمال سے۔ اس سے بڑھ کر کیا نیکی ہوگی کہ حلال کھانا اور پینا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ایک وقت سے دوسرے وقت تک چھوڑنا پڑتا ہے۔ پانی پینا حلال ہے روزے کی حالت میں نہیں پی سکتے، کھانا کھانا حالال ہے لیکن صوم کی حالت میں نہیں ہے، اپنی منکوحہ اور بیوی سے ملاقات اور ہمبستری کوئی گھڑی ایسی نہیں ہے جس میں ممانعت ہو لیکن روزہ کے حالت میں نہیں ہے تو مرغوبات اور محبوبات ترک کیئے جاتے ہیں ایک عظیم ہستی اللہ جل جلالہ کی رضا اور خوشنودی کیلیئے۔

''لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' ! آیت کی تشریح

اس لئے روزے کا بیان جب شروع ہوا تو فرمایا کہ ''لعلکم تتقون'' اس سے تم میں تقویٰ آجائے گا، پرہیز گاری سیکھ لوگے، پرہیز جیسے مریض کرتا ہے مثلاً ٹھنڈا پانی نہیں گلا خراب ہو جائے گا، چکنائی اور مرغن چیزیں نہیں کھانی ہیں بلڈ پریشر بڑھ جائے گا، میٹھی چیزیں نہیں کھانی ہیں شوگر پھٹ پڑے گا یہ محبوب چیزیں ہیں جن سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

دنیا کے اندر نعمتیں دو پر تقسیم ہیں۔ یا نمکین ہیں یا میٹھی ہیں نمکیات ختم ہو جاتی ہے بلڈ پریشر میں اور میٹھاس ختم ہو جاتی ہے شوگر میں۔ لیکن صحت کی جاویدانی کیلیئے اور اعضاء کی سلامتی کیلیئے اور دنیا کے اندر رہتے ہوئے اللہ کی عبادت کیلیئے حکم یہ ہے کہ جس چیز سے نقصان پہنچتا ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔ معلوم المضرۃ چیز کا استعمال منع ہے جیسے سانپ

کا پتہ ہے کہ وہ ڈستا ہے تو اسے پکڑنا ناجائز وحرام ہے، بچھو کاٹتا ہے اسے ہاتھ میں لینا جرم ہے، زہر نقصان دہ ہے اس کا استعمال گناہ کبیرہ ہے، معلوم اور مضر چیز بلڈ پریشر والوں کو پتہ ہے کہ ان چیزوں کے استعمال سے بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے تو استعمال ناجائز حرام ہے شوگر والے کو پتہ ہے کہ میٹھی چیز سے تکلیف بڑھتی ہے تو اس انداز میں اور اس معیار میں میٹھے کا استعمال منع، حرام اور ناجائز ہے۔ ''الطبّ النبوی'' میں شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے باقاعدہ حرام ناجائز لکھا ہے۔ معلوم المضرہ چیز جس چیز کا ضرر معلوم ہے۔ اسی طرح معلوم المنفعت چیز کا استعمال واجب ہے، تو معلوم المنفعت یعنی اس کا فائدہ معلوم ہوا ہے تو استعمال واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور چھینک رہا تھا اسے چھینکیں آرہی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''مزکوم انت فتداویت'' زکام معلوم ہو رہا ہے کوئی دوا استعمال کی ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر صحت لکھی ہے تو ملے گی اور نہیں لکھی ہے تو دوا سے بھی نہیں ملے گی آپ ﷺ ناراض ہو گئے فرمایا کہ ''تداوو یا عباد اللہ'' دوائیاں استعمال کیا کرو ''ما جعل اللہ دھا الا جعل له دواء'' اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا فرمائی ہے اس کا علاج ضرور نازل کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ رضامند ہو جاتے ہیں تو وہ علاج منطبق ہو جاتا ہے اور وہ جب راضی نہیں ہوتے تو آدمی ادھر ادھر کی چیزیں کھاتا ہے اور اصل نشانے والی دوا چھوٹ جاتی ہے۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
روغن بادام خشکی می کند

جب فیصلے کا وقت آجاتا ہے تو ڈاکٹر بھی الٹا انجکشن لگا دیتا ہے، عکس کیپسول دے

دیتا ہے، روغن بادام سے دماغ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ وہ تر ہے اس میں خشکی کہاں سے آئی ہے؟ ''چوں قضا آید'' وقت آ چکا ہے یہ تو دنیا کے نظام کے مسائل ہیں۔

روزہ کی دو بنیادیں

حق تعالیٰ نے روزے کیلئے جو بنیادیں قائم فرمائی ہیں وہ دو ہیں ابتدا میں فرمایا'' لعلکم تتقون''، تمہیں متقی بننا ہے صرف روٹی سالن، چائے، پانی، شربت اور بیوی سے منع نہیں کرنا ہے بہت ساری چیزوں سے پرہیز کی مشق کرانی ہے۔ مشق تو تب ہوتی ہے کہ آدمی نفس پر قابو پائے ایک شخص دیکھتا ہے کہ یہ خوراک موجود ہے لیکن اس کے استعمال سے اسے تکلیف ہو سکتی ہے تو وہ اس بڑی تکلیف سے بچنے کیلئے چھوٹی تکلیف، کھانے کی جو چاہت ہے اس کو برداشت کرنا ہے۔ دیوانہ اور مجنون یا حیوان بڑا اور چھوٹا، زیادہ فائدہ اور کم فائدہ نہیں سمجھتا جو سامنے آیا اسے کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے کامل انسانوں پر جو احکام فرض ہیں وہ اس شرط کے ساتھ کہ ان میں عقل ہے، صبی معصوم بچے پر احکام فرض نہیں ہیں ان میں سلامتی ہے، بیمار شدید بیمار یا مجنون اور پاگل، اس پر احکام نہیں ہیں کیونکہ قوت عقل وفہم نہیں ہے، تو عقل کامل کا تقاضا ہے کہ روزے کو روزے کی طرح رکھا جائے اور ان تمام اشیاء سے مکمل پرہیز اور اجتناب کرنا ہے جو صوم کے وجود اور اس کی روح کے خلاف ہیں، کچھ چیزیں ہیں جو روزے کے وجود کے خلاف ہیں جیسے کھانا پینا، جماع کرنا روزے کی حالت میں، روزے کا وجود ختم ہو جائے گا، روزہ رہے گا نہیں جسم ختم ہو جائے گا۔ کچھ چیزیں ہیں جس سے روزے کی روح ختم ہو جاتی ہے جیسے عبادت نہ کرنا، جھوٹ بولنا، گالیاں دینا،

غیبت کرنا، کیا روزے کی حالت صرف کھانے پینے کیلئے ہے؟ اتنی بڑی تراویح اور قرآن پڑھا جا رہا ہے یہ کھانے پینے کے لئے ہے؟ یہ جو سویرے اٹھایا جاتا ہے اور صبح صادق سے غروب آفتاب تک کی پابندی ہے کیا وہ تین چیزوں کی ہے نہیں یہ سب روزے کے وجود کیلئے ہے روح کی بقا کیلئے۔

دوسری مشقیں ہیں جیسے نماز باجماعت سنت اور نوافل کا اہتمام، تسبیح اور تلاوت، خیرات اور صدقات اللہ کی عبادات کی وقت پر ادائیگی یہ روحِ صوم ہیں۔ اگر وجود ہو اور روح نہ ہو تو دھڑ تو سڑ جاتا ہے کسی کام کا نہیں ہوتا۔ ایک آدمی صبح سے شام تک نہ کھائے نہ پیئے اس نے روزے کی نیت ہی نہیں کی تھی، تو یہ فاقہ ہے روزہ کہاں ہے۔ صبح سے شام تک کھایا نہ پیا ہے لیکن جتنے گناہ ہیں وہ سب جاری ہیں اس سے پتہ کرلو کہ کیا حال ہے اس کا، زبان جانور کی طرح باہر نکلی ہوتی ہے اس کو روزے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے روزے کے وجود اور روح دونوں کا خیال نہیں کیا۔

قرآنِ کریم اور رمضان شریف کی برکات

ہمارے یہاں تفسیر کا درس ہوتا ہے ایک مہمان نے دریافت کیا کہ آپ عام حالات میں پانی عام انسانوں سے زیادہ پیتے ہیں، کہا کہ مجھے بہت فکر ہے کہ آپ تفسیر مسلسل ۵ گھنٹے پڑھاتے ہیں تو کیا پیاس نہیں لگتی؟ میں نے کہا کہ جب صبح بیٹھتا ہوں تو پیاس ہوتی ہے جب قرآن شریف مکمل ہوتا ہے پیاس ختم ہو جاتی ہے یہ عجائب میں سے ہے اور یہ قرآن کا بیّن معجزہ ہے، صاف اور واضح معجزہ کلام اللہ کا ہے۔ آپ مسلسل ۱۰ منٹ

اردو اخبار نہیں سنا سکتے، ۱۵ منٹ کوئی کتاب سنائے نڈھال ہو جائیں گے۔ کیوں؟ قرآن کریم روح کا مربی ہے، روح کی غذا اور دوا اور تربیت کا سارا نظام اس سے چل رہا ہے۔ اس سے روزے کو فائدہ ہے، حکم ہوا کہ تراویح میں بھی سنو تا کہ روزے میں اور انسان کی عبادات میں اور بھی زیادہ نکھار پیدا ہو جائے۔ رات کی عبادت یہ پشتارا ہے اگلی عمارت جو صبح کھڑی ہونے والی ہے اس کو طاقت دے رہی ہے اس کو مضبوط کر رہی ہے الحمد للہ! اور ظاہراً بھی آدمی تراویح پڑھ کر وقت پر اٹھتا ہے، نہ بھی اٹھے تو کہتا ہے کہ روزہ تو فرض ہے اور سحری کھانا سنت ہے، سنت چھوٹنے سے فرض نہیں چھوٹتا ہے کیسا زبردست نظام ہے شریعت کا۔ تو ایک تو روزے کا وجود ہے وہ تو اعضاء ظاہریہ سے ہے کہ نہ کھاؤ، نہ پیو، نہ ملو بیوی سے اور کوئی شہوت نہ کرو تو یہ روزے کا وجود قائم ہو گیا لیکن اب روزے کی روح اسے توانا کرنا ہے اور اسے اس قابل بنانا ہے کہ اس جسم پر مطلوبہ اجر اور ثواب مرتب ہو سکے کیونکہ بیمار آدمی وزن نہیں اٹھاتا ہے۔ تو اگر وجود ہے اور روح نہیں ہے تو روزے کو مطلوبہ مقام اور ثواب نصیب نہیں ہوگا۔ آدمی کے دو ہاتھ، پیر، کان، آنکھیں ہیں، سر ہے، اتنا بڑا سینہ ہے لیکن سانس لے لے کر کھڑا ہو رہا ہے، آہستہ آہستہ قدم لیتا ہے ایک چھوٹا بچہ اس کو ہاتھ سے پکڑ کر لے چلتا ہے، جسم پورا ہے لیکن بیماری نے روح کو کمزور کیا ہے۔ جب بخار اتر جاتا ہے اور روح اپنی جگہ ٹھکانے آ جاتی ہے تو خالی پانی پینے سے طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ عقل مندوں نے لکھا ہے کہ بیماری کے بعد زیادہ توانائی کی ضرورت نہیں بس خوش خوش رہنے کی ضرورت ہے، خوش و خرم رہیں اور غذا کی حاجت معمولی ہے اور خون بڑھتا جائے گا۔ بالکل یہی حال روزے کے وجودِ ظاہری کے قیام کے بعد اس کو روح دینا ہے اور اس روح کو توانا

کرنا ہے عبادات سے۔

روزے کی حفاظت، تمام گناہوں کا ترک ضروری ہے

حدیثِ صحیح میں ہے کہ حالتِ صوم میں ایک شخص پریشان لایا گیا اس کا روزہ تھا اور بہت پریشان تھا زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اس نے مردار گوشت کھایا ہے، اس آدمی نے عرض کیا کہ کوئی گوشت نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے سامنے خالی برتن رکھو اور اسے کہا کہ اس میں قے کرے۔ جب قے کی تو گوشت کے ٹکڑے آ گئے، آپ ﷺ فرمایا کہ یہ انسان کا گوشت ہے جو روزے کی حالت میں آپ نے کسی کی غیبت کی ہے اور اتنا زیادہ ہے کہ پیاس اتنی بڑھ گئی ہے زبان باہر نکل آئی ہے۔ روزے کی حالت میں تمام گناہوں سے بچنا ہے، بزرگانِ دین تو باتیں کم کرتے تھے حالانکہ باتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے ہمارے اسلام میں صوم صمت نہیں ہے، صوم سمت قدیم شریعتوں میں تھا جیسے کھانے پینے سے روزہ ہے اس طرح بولنے سے بھی روزہ تھا، قرآن کریم سورۂ مریم میں حضرت مریم رضی اللہ عنہ کو کہا گیا ہے کہ ”فاما تر... من البشر احد“ اگر کوئی آدمی سامنے آئے ”فَقُولِیٓ اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا“ تو آپ کہیں کہ میں نے اللہ رحمان کیلئے روزہ رکھا ہے ”فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا“ (مریم، ۲۶) تو آج کسی انسان سے بات نہیں کر سکتی۔ ان شرائع من قبلنا میں روزے کی حالت میں پابندی ہوتی تھی کہ بولو بھی نہیں کیونکہ بولنے میں سارا مسئلہ ہو جاتا ہے، ہماری شریعت کامل ہے اور اس میں بولنے کے آداب اور سلیقے سکھائے گئے ہیں۔ یہ احتمال کم ہے کہ یہ گند کھائے اور برا

بولے تو اجازت دی ہے کہ بولیں اور آداب سمجھائے ہیں۔ کیونکہ یہ امت باادب امت ہے اور یہ امت نبی ﷺ کے احترام کی پابند امت ہے اور یہ امت عبادت کو ان کے وجود اور روح کے ساتھ انجام دینے والی امت ہے۔ اس لئے اجازت دے دی کہ آپ روزے کی حالت میں خوشی کے ساتھ کلام و گفتگو کریں، لیکن کلام سلیقہ کا اور درست کلام کریں۔ آپ یقین کریں کہ اخبار دیکھنے سے سر میں درد ہو جاتا ہے، سال بھر دیکھتے ہیں لیکن روزے میں نہیں دیکھ سکتے نامناسب احوال ہیں ناپسندیدہ خبریں، خلاف شرع واقعات روزے کی روح کو متاثر کرتے ہیں اور اس کی حفاظت بہت زیادہ ضروری ہے، ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے کہ حالت صوم عبادت میں گزارے، کوئی اور کام نہیں ہے تو قرآن شریف کی تلاوت، کہیں آنا جانا نہیں ہے مسجد میں آکر بیٹھ جائے۔ ایک مہینہ ہے نفس کی شرارتوں کو ٹھیک کرنے کیلئے اور سال بھر کی بغاوتوں پر معافی مانگنے کیلئے اگر اس ایک مہینے میں ذرا عبادات زیادہ ہو جائیں تو فائدہ زیادہ ہو جائے گا۔

ایک شخص اپنے کام میں پورا اول سے اخیر تک موجود رہتا ہے وہ کام مضبوط ہو جاتا ہے، اعتماد کا ہو جاتا ہے اور ایک شخص اپنے کام میں غیر حاضر رہتا ہے تو پھر وہ اپنے نوکروں کو بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ پابندی کریں کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ میں خود موجود نہیں ہوں تو کس کو کہوں کہ تم نے پابندی کی ہے اور تم نے نہیں کی ہے۔ اس لئے وہ منتظم دلیر ہوتا ہے جو خود حاضر باش ہوگا ہے اور ان سب باتوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے کہ روزے کی حالت کو محفوظ رکھے۔

رمضان کی ایک اہم عبادت ! اعتکاف

کیا زبردست انتظام شریعت نے کیا ہے کہ دن بدن مسئلہ بڑھ رہا ہے اور آخری عشرے میں اعتکاف مشروع ہوگیا کہ مسلمان اعتکاف کریں۔ اعتکاف کا کیا مطلب ہے؟ اللہ کے گھر میں آکر عبادت کا اہتمام کرنا، حق تعالیٰ کے گھر میں بیٹھنا ہی عبادت ہے'' مکس فی المسجد '' وہ سات آدمی جو قیامت کے دن عرش کے ساتھ کے نیچے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے'' سبعة هم یظلهم الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله الامام العادل و شاب نشأ فی عبادة الله و رجل معلق قلبه فی المساجد .... '' (بخاری شریف ج ا ص ۱۹۱) سات آدمیوں کو اللہ قیامت کے دن عرش کے سائے میں جگہ دے گا جبکہ اس دن کوئی اور سایہ ہوگا ہی نہیں آسمان وزمین سب ختم ہو چکے ہوں گے۔'' الامام العادل '' ایک وہ حکمران جو مسلم و منصف ہو، ملک و ملت کا قدر دان ہو سودا بازی کرنے والا نہ ہو۔ یہ ہمارے حکمران مراد نہیں ہیں جن کا کام ہی علماء اور اسلام کے خلاف بیانات دینا ہے کہتے ہیں کہ مدارس اور دینی حلقوں کا احتساب ضروری ہے ان کیلئے ضابطہ اخلاق بناتے ہیں ، پورے ملک و اسلام کو امریکہ کے ہاتھوں بیچنے والا وہ ہمیں اخلاق سکھانے کی باتیں کرتا ہے۔ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ صحیح نہیں ہو رہا ہے اور یہ غلط ہو رہا ہے اور زمین و آسمان گواہ ہیں، ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ یہ سو فیصد غلط ہوا ہے کہ ایک اسلامی ملک کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ کروادیا اس سے پہلے مشرقی پاکستان کو کاٹ چکے ہیں اور عنقریب ان جیسے نا اہلوں کے ہوتے ہوئے

کشمیر سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا اچھی طرح یاد رکھو، کیونکہ کشمیر فوج کی وجہ سے قائم نہیں، مجاہدین کی وجہ سے قائم ہے۔

مدارس کا نظام پاکستانی تاریخ کا کامیاب ترین نظام

مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کیوں بنا وہاں پر مجاہدین نہیں جا سکتے تھے، جہادی حلقے نہیں تھے وہاں اور وہاں کی ۹۰،۰۰۰ فوج نے ہندوؤں کو سلام کیا اور ان کے سامنے ڈھاکہ اور سلہٹ کی گلیوں میں مسلمان نوجوان لڑکیاں مغربی پاکستان کی ذبح ہو رہی تھیں۔ میں نے وہ جگہ دیکھی ہے میں اس جگہ جا چکا ہوں اور وہ میں نے وہ گلیاں دیکھیں ہیں جہاں آج بھی وہ خون لگا ہوا ہے۔ بڑی درد اور غم کی داستان ہے مشرقی پاکستان صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور وہ بنگلہ دیش بن گیا یہ تو آپ جیسے قابل لوگوں کا کارنامہ تھا۔ کشمیر کو اگر محفوظ کیا ہے تو مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء نے مجاہدین بن کر، مجاہدین زندہ نہیں رہتے روزانہ پندرہ بیس، چالیس پچاس شہید ہو رہے ہیں لیکن ایمان کی غیرت ان کو ترغیب دے رہی ہے کہ آگے بڑھنا ہے اور پیچھے نہیں ہٹنا ہے۔ آپ کے تو پچاس فوجی قتل ہو جائیں تو پھر دیکھو کہ کوئی کمانڈ کرنے چلا جائے۔ آپ علماء اور طلباء اور مدرسوں کا شکر نہیں کرتے ہیں، الٹا ان پر الزامات لگاتے ہیں جبکہ حکومت کا ایک پیسہ ایک پائی اہل حق کے مدرسوں کے لئے حرام ناجائز ہے۔ قوم کے تعاون پر پڑھنے پڑھانے والے مدرسے میدان جہاد کیلئے عملہ تیار کر رہے ہیں۔ پاکستان کی ۵۲ سالہ تاریخ میں ایک شعبہ بھی کامیاب نہیں، ڈاکٹر جب تک باہر سے ڈگری نہ لے اس کی فیس ۲۰ روپے ہوتی ہے جب وہاں سے ڈگری لیکر آجائے اس کی

تنخواہ ڈیڑھ لاکھ ہو جاتی ہے۔ انجینئر سے کوئی ایک گلی کا نقشہ نہیں بنوا تا جب وہ ملک سے پڑھا ہوا ہو اور جب باہر کی ڈگری اس کے نام کے ساتھ لگ جائے تو کیا بات ہے پھر تو سرکاری ٹھیکے سب اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ ملک کو تو آپ نے اس حال تک پہنچا دیا ہے! خود فوجی افسران اس وقت تک بڑے عہدے پر نہیں آسکتے جب تک باہر کی تائیدان کو نہ ملے۔ لیکن یاد رہے کہ واحد میدان علم کا اور مدرسوں کا کہ ہمیں کسی ایک ملک کی بھی سند اور ڈگری کی کوئی ضرورت نہیں ہے اتنا زبردست تعلیمی معیار یہاں کے علماء نے قائم کیا ہے کہ باہر ممالک سے لوگ ان مدارس کا رُخ کرتے ہیں اور یہاں کے مدارس کی ڈگری کو اپنے لئے فخر و اعزاز سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے علماء، مفسرین، محدثین، مفتیین، خطباء اعلیٰ درجے کے انشاء پرداز مدرسے پیدا کر رہا ہے، آپ کو تو ان مدارس اور علماء کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ''الامام العادل'' ایک تو وہ حکمران ہے جس میں ایمان، غیرت اور عدل ہو۔

نوجوانی سے عبادت انبیاء کرام کی نشانی ہے

''وشاب نشاء فی عبادت ربه'' اور دوسرا وہ نوجوان عرش کے سائے کے نیچے ہوگا قیامت کے دن، جس نے جوانی سے عبادت کی ہو۔ ہمارے یہاں ایک عجیب ماحول بن گیا ہے اگر کوئی جوان نمازیں پڑھے، نماز و جماعت کی پابندی کرے، پردے کی تعلیم دے، داڑھی رکھ لے تو عزیز و اقارب کو تکلیف پیش آتی ہے اور اس کے مخالفت کے درپے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی بہت دیر ہے یعنی شروع عمر سے اللہ کو راضی کرنا انہیں پسند نہیں ہے ابھی وہ خوب گناہ کرلے پھر بعد میں دیکھا جائے گا۔ اگر اپنے نوجوان

بیٹے کو آپ زنا کیلئے اجازت نہیں دیتے، جوا کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے، شراب پینے کی اجازت نہیں دیتے، ڈکیتی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو شریعت کی حدیں توڑنے پر آپ کیوں راضی ہیں، یہ کہاں کی غیرت و عقل ہے۔ شروع عمر سے جب بچہ صالح ہو تو ماں باپ کو اس کے پیر چومنا چاہئیں کہ ہم تو نہ کر سکے آپ کو اللہ نے نوازا ہے۔ تو چونکہ جوان کو صدمے پیش آئیں گے کہیں رشتے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے، میں نے تفسیر میں شریک کی خواتین کو کہا ہے کہ تم بھی شرط لگاؤ کہ ہم بھی اس سے نکاح کریں گے جو شریعت پر مستقیم ہو اور داڑھی والوں کو یہ غیرت کرنی ہے اس لڑکی سے نکاح کرے جو باپردہ، عفیف و پاکدامن ہو۔ شریعت کا اظہار اور شریعت پر غیرت کرنا غیرتی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ مسلمان نوجوان کو نوعمری سے عبادت کا سلیقہ عطا ہوتا ہے جیسے نبی کو عطا ہوتا تھا

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست

جوانی میں توبہ کرنا انبیاء کرام کی شان اور خوبی ہے

وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

بڑھاپے میں تو خونخوار بھیڑیا بھی کھانا کھانا چھوڑ دیتا ہے

میں نے کتابوں میں دیکھا کہ ہے کہ نوجوان اگر شروع سے گناہوں سے بچیں تو اسے ولایت بآسانی مل جاتی ہے۔ اللہ اسے ولی باکرامت بنا دیتے ہیں، نوجوان کمربستہ رہیں عبادات کیلئے آگے چل کر اس کی شیرینی ماں باپ کو بھی چاشنی لگ جاتی ہے وہ بھی شکر گزار ہو جاتے ہیں مسلمان آج نہ ہوں تو کل اقرار کر لیتے ہیں وہ بھی ماحول سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی منور و معطر ہو جاتی ہے۔

مومن مسجد میں ایسا ہے جیسے مچھلی پانی میں

تیسرا وہ شخص ”ورجل قلبہ معلق بالمساجد“ کہ اس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، ابھی گیا اور ابھی پھر آرہا ہے، ابھی نماز ہوگئی اور پھر آرہا ہے۔

دست بکارے اور دل بیارے

کام ادھر ہو رہا ہے، دفتر و فیکٹری میں مصروف ہے اور دل میں یہ بات بیٹھی ہے کہ بس ٹائم اذان کا ہونے والا ہے جماعت میں پہنچنا ہے،

گو میں رہا رہین ستم ہائے روز گار
لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوا

بڑی شان وشوکت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”احب بقاء حق المساجد“ روئے زمین پر بہترین ٹکڑا زمین کا وہ ہے جہاں اللہ کی مسجد قائم ہوتی ہے، خانہ خدا ہے اللہ کا گھر ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مومن مسجد میں ایسا خوش ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے اور منافق مسجد میں ایسا تنگ ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں تنگ ہوتا ہے۔ الحمد للہ مسلمانوں کی عقیدت اپنی مساجد سے دیکھنے کی ہے، محلے کے بعض نمازیوں نے مجھ سے کہا کہ مسجد بن گئی گنبد مکمل ہوگیا اب خواتین دیکھنا چاہتی ہیں، خواتین کا بھی حق ہے ان کی بھی مسجد ہے۔ سبحان اللہ میں نے کہا ابھی تو بہت رش ہے روزہ ہے، اعتکاف ہے، طلباء ہیں عید کے بعد سب لوگ چلے جائیں گے کسی ایک رات کو بیبیاں آکر دیکھ لیں اللہ کا گھر کوئی حرج نہیں ہے۔ جب یہ مسجد بننے لگی تو ہمیں ہمت نہیں تھی صحیح بات

ہے خرچہ بہت ہوتا ہے اور یک لاکھ تو کیا ایک ہزار بھی موجود نہیں تھے تو ایک بزرگ آئے اور انہوں نے کہا کہ میں ۸۰ اور ۸۸ لاکھ لگا دوں گا ایسا کر دوں گا ویسا کر دوں گا۔ کھدائی ہوگئی اور پہلی منزل ہوگئی اور اس کے بعد اس نے کہا کہ پیسے ختم ہو گئے ہیں میں کچھ نہیں کر سکتا اور اس کے بعد مزدوروں اور ٹھیکیداروں کو بلا کر کہا کہ کام بند کر دو۔ میں نے کہا کہ بس آپ کا کام اتنا تھا کہ آپ نے چھوڑ دیا یہ بند نہیں ہوگا اور یہ چلتا چلا جائے گا، اس نے پوچھا کہ یہ کون کرے گا؟ میں نے کہا کہ زمین و آسمان جس نے بنائے اور قائم کیے ہیں وہ خود کرے گا۔ الحمد للہ مسلمانوں کا تعاون بھرپور رہا کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ہم دل و جان سے شکر گزار بھی ہیں اور دعا گو بھی ہیں کہ ایک عاجز اور مسکین کی اپیل پر ایک لمحہ کیلئے ایک بوری کی تکلیف بھی نہیں ہوئی ہم نے ایک ٹرک کی استدعا کی دوستوں نے چار بھیج دیئے۔

یا رب لک الشکر والحمد

مسلمانوں کی دین و مساجد سے محبت

ایک دوست ہمارے آتے ہیں اس کے پیچھے میں نماز کے بعد پہنچا کہ سیمنٹ کا ٹرک بھیجو وہ ایک عجیب قسم کا لباس پہنا ہوا تھا تو میں ناراض ہوگیا کہ یہ پہننے کے کپڑے ہیں بھلا۔ اس نے کہا کہ کام کیا ہے میں نے کہا کہ کام کو چھوڑو ختم ہوگیا اب کام ہی نہیں کہنا، تو ایک اور نمازی نے پوچھا کہ حضرت ہمیں بتائیں ہم بھی تو آپ کے خادم ہیں، میں نے کہا کہ اس کو سیمنٹ کا کہنا تھا لیکن دیکھو کیا پہن کر آیا ہے تو جس کو تنبیہ کی اس نے بھی ٹرک بھیجا اور جس نے مجھ سے دریافت کیا اس نے بھی بھیجا اور ان دونوں کے علاوہ ایک چھوٹا بچہ محلے

کا پیچھے کھڑا تھا اور میری اور ان کی لڑائی دیکھ رہا تھا، وہ گھر گیا اور ماں باپ کے سامنے بلک بلک کر رو دیا، ماں نے اسے کہا کیا ہوا اس نے کہا کہ مسجد بن رہی ہے اپنے مولانا صاحب بہت خفا تھے ایک شخص سے کہنا چاہتے تھے لیکن ناراض ہو کر نہیں کہا اگر ہمارے پاس پیسے ہوتے تو ہم خرید دیتے۔ تو ماں نے اس کو اپنے زیورات دے کر کہا کہ یہ بیچو اور آج ہی ظہر سے پہلے سیمنٹ پہنچاؤ، زیور ہمیں اللہ اور دے دیگا مسجدیں روز روز نہیں بنتی ہیں۔ ظہر تک ۳ ٹرک سیمنٹ آ گئے الحمد للہ۔ یہ اللہ کے دین کے ساتھ مسلمانوں کا جذبہ ہے اور یہی چیزیں کام آئیں گی دنیا تو ویسے ہی ختم ہو رہی ہے کیسے لمحوں میں حکومتیں تبدیل ہو جاتیں ہیں کیسے کیسے حکمران مسلط ہو جاتے ہیں اور کس قدر غم و درد کا ہم شکار ہو جاتے ہیں آخر دل کی تسلی اللہ کے گھر آ کر ہوتی ہے۔ مسجد بنی اور شایان شان طریقے سے، اللہ نے اس میں کشادگی ڈالی ایک حد تک نمازیوں کی، اہل محلہ کی اور طالب علموں کی پریشانی دور ہو گئی، اللہ بنانے والوں کی دونوں جہانوں کی پریشانیاں دور فرمائے اور ہمیشہ کی توفیق رفیق فرمائے۔ اس مسجد کی تعمیر میں اپنے اوپر ایک قرض سمجھتا تھا کیونکہ میں جب سے آیا مدرسہ بنا، چھوٹا موٹا کام ہونے لگا الحمد للہ، دل میں یہ ایک غم تھا کہ مسجد بھی بنا کے جانا ہے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے خزانوں کا مالک اور لوگوں کے دلوں کا مالک وہی ہے، پتہ نہیں کس طرح یہ کام شروع ہوا اور دو سال کے اندر اندر ہی بغیر کسی مشکل کے مکمل ہوا۔ ایک نماز میں ناغہ نہیں ہوا ایک نماز میں لوگوں کو تکلیف نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر خوب سجا سجایا تعمیر فرمایا، لہ الشکر والحمد، مسلمانوں کی غیرت اور محبت اپنے دین سے ضرب المثل ہے۔ ۱۵۰۰ سال گزرنے کے باوجود لوگ اپنے پیغمبر کی عزت و شرف پر اور انکے پیغام پر جان کٹوانے کیلئے تیار ہیں۔ چند

دن پہلے بی بی سی نے سندھ سے ایک نوجوانوں کے قافلے سے جو افغانستان ان حالات میں جا رہا تھا ان سے گفتگو کی۔ کیوں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جہاد کیلئے۔ کہا لوگ مر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مر نہیں رہے ہیں شہید ہو رہے ہیں۔ کہا کہ بموں کا مقابلہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ جان دے کر آئیں گے۔ الحمدللہ!

رمضان المبارک عبادات کے جوش کا مہینہ ہے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور روزے کو جسم کے ساتھ اس کی روح کو توانا رکھنے کی خوب صلاحیتیں قبول فرمائے اور جن سے بشری کوتاہیاں اور خطائیں ہو رہی ہیں اللہ ان کو معاف فرمائے اور معافی اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان شریف میں شیاطین باندھے گئے ہیں تو یہ روزہ خور کہاں سے آئے ہیں اور یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کہاں سے آئے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ وہ حدیث جو ہے اس میں لفظ آئے ہیں "صفدت الشياطين ومردة الجن" (ترمذی ج ا ص ۸۶) سرکش اور بڑے بڑے شیطان باندھے جاتے ہیں چھوٹے چھوٹے لنگڑے لولے وہ چلتے رہتے ہیں وہ بھی اپنا کام دکھاتے ہیں جب بڑے نہ ہوں تو وہ چھوٹے سرگرم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ زیادہ گناہوں کی وجہ سے کہیں خود شیطان نہ بنیں جیسے "اعوذ بالله من الشيطان الرجيم" سے وہ جنی شیطان تو چلا جاتا ہے انسانی شیطان چلا جاتا ہے اس کو ہٹانے کے اور طریقے ہوتے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا محدث سہارنپوری رحمہ اللہ نے اوجز المسالک شرح مئوطا امام

مالک میں یہ جواب دیا ہے دوسرے لوگوں نے بھی دیا ہے تو چونکہ شیاطین کو پتہ ہے کہ ہماری گرفتاری ہونے والی ہے تو وہ پہلے سے اپنا کام کر کے جاتے ہیں ان میں اتنا spirit بھر دیتے ہیں مادہ بھر دیتے ہیں کہ ان کی عدم موجودگی میں بھی ان کا کام ہوتا ہے، جیسے شرپسند کہیں بھی بیٹھا ہو لیکن ان کے اشاروں پر قتل وغارت گری جاری رہتی ہے انکا آنا ضروری نہیں ہوتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ حدیث کا معجزہ کہ شیطان متاثر ہے ورنہ رمضان کا چاند نظر آتے ہی جتنا ریلا آتا ہے نمازیوں کا اس سے پہلے نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم اگر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ جیسے بزرگ بھی وعظ کریں تو اتنے نمازی نہیں آئیں گے جتنے رمضان میں آتے ہیں لوگ خود بخود چل پڑتے ہیں۔

میں نیو کراچی میں ایک زمانے میں رہا ہوں وہاں مسجد کے قریب ایک زمانے میں چرسی (نشئی) رہتے تھے تو ایک دن بہت زیادہ چرس کی بو آئی میں باہر نکلا اور ان سے کہا کہ آج کوئی نیا کام شروع کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ حافظ جی رمضان شروع ہونے والا ہے کل تو یہ کام ہوگا نہیں ہم نے کہا کہ آج ذرا اچھی طرح نشہ کر لیں، تو میں نے پوچھا کہ آپ کیا کریں گے؟ کہا کہ پہلے دن پہلی رات کو تو آنا پڑے گا ایک دو روزے تو رکھنے پڑیں گے آخر مسلمان تو ہیں۔ میں بہت ساری احادیث کو سمجھ گیا ان کی بات سمجھ کر کہ اچھا یہ سارا قصہ ہے کہ یہ پہلے زور لگا رہے ہیں اور واقعی جب چاند ہو گیا تو وہ بھی صف میں آکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ الصادق المصدوق سچوں کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ نے بجا فرمایا کہ شیاطین باندھے گئے ہیں، اثرات کم ہو گئے ہیں، عبادات کی شان بڑھ گئی ہے، لوگوں کے قلوب طاعات وعبادات، اللہ کے نام پر خرچ کرنے پر خوب مائل ہیں۔

باقی زکوٰۃ وفطرے کی تفصیل میں نے پہلے کی ہے اور صبح وشام بھی تھوڑا تھوڑا وعظ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جیسے کہ آپ کو پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے فضل سے ایک عظیم ادارہ یہاں قائم ہے جس میں ہزار سے زیادہ طلباء پڑھتے ہیں اور چار ادارے اس سے اور متعلق ہیں ماڑی پور میں ایک مدرسہ بنا ہے حفظ کی کلاسیں ہوتی ہیں، نیو کراچی میں، سپر ہائی وے احسن آباد اور کوئٹہ ٹاؤن میں بھی مدرسہ ہے الحمد للہ آپ کے تعاون سے، تو بھرپور تعاون توجہ کے ساتھ جمع کروائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يمحق الله الربوا ويربي الصدقات والله لا يحب كل كفار أثيم

خطبہ نمبر ۵۴

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتو كل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعما لنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحد ه لا شر يک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبد ه ورسو له ارسله الله تعالیٰ الیٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الى الله با ذنه وسراجا مُنيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْبِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ اَوْنُسُكٍ ج فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (بقرہ آیت ۱۹۶)

اخرجه الترمذی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ العمرة الی العمرة تكفّر ما بينهما.... (ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۱۳)

اللهم صل و سلم علیٰ عبدک و نبیک و رسولک محمداحمد و علیٰ اٰله و اصحابه وبارک و صل و سلم علیه

کعبہ را ہر دم تجلی بر فزود　　　این ز اخلاصات ابراہم بود

چوں کعبہ قبلۂ حاجات شد از دیارِ بعید

روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

یارب کرے وہ دن کہ مدینہ کو جائیں ہم

خاکِ درِ رسول کا سرمہ لگائیں ہم

زمانہ مفسدین کے ہاتھوں ابتری کا شکار! لائحہ عمل

گرامئی قدر بزرگو معزز سامعین بھائیو! شہر اور ملک کے حالات جس قدر کشیدہ ہیں، جس قدر لہولہان ہیں جس قدر ابتری اور فرسودگی ڈالی گئی ہے اور جتنے ظلم ڈھائے گئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے کسی اور موضوع کو اختیار کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرب قیامت ایسے حالات ہوں گے کہ تم نہ بھی چاہو گے پھر بھی تم پر مسلط ہوں گے۔ بہت کم لوگ مفسدین ہوتے ہیں اکثر مخلصین ہوتے ہیں لیکن مخلصین مفسدین کے ہاتھوں یرغمال ہوتے ہیں۔ ہزار نمازی بیٹھے ہیں اور کوئی ایک کھڑا ہو کر گالیاں دینا شروع کر دے تو اس ایک ہی کی آواز ہوگی بقیہ جو ایک کم ہزار بیٹھے ہیں ان کی آواز نہیں

ہو گی۔ ایک باولا کتا کاٹتا ہے اور اس سے انسانی زندگی تلف ہوتی ہے، اس کے جراثیم اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ڈاکٹر اور حکیم اس کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں، اتنا تیز اثر اس کا پھیلتا ہے۔ برائی کے ساتھ شیطان ہے اور شیطان نے کہا تھا کہ میں ان کو آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے آکر بہکاؤں گا اور آپکی رضا اور خوشنودی سے ان کو دور کروں گا، البتہ وہ لوگ جو بڑے اخلاص کے ساتھ متبع ہوں وہ بچیں گے، صرف بچنا کافی نہیں ہے بچانا بھی ضروری ہے۔ امت مسلمہ کا کام صرف اپنے آپ کو بچانا نہیں ہے بلکہ دوسروں کو بھی بچانا ہے "كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" "تم بہتر اس لئے بنائے گئے ہو کہ تم دوسروں کے کام آؤ، انہیں فائدہ و نفع دو انہیں شر سے بچاؤ، شر کو ان سے دور رکھو" "تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ" اور وہ یہی ہے خیر کی تلقین ہو اور شر سے روکنے کی کوشش ہو، دین آگے بڑھے اور بے دینی کو روک دیا جائے "وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ" (آل عمران آیت ۱۱۰) اور خود بھی مصمم اور محکم ایمان رکھو کیونکہ ایمان کی کمی کی صورت میں خیر کا کام دشوار ہوتا ہے، ایمان کی کمی کی صورت میں رفساد اور شر پروان چڑھتا ہے۔ گھر کی دیواریں جب چھوٹی ہوں یا دروازہ کمزور ہو تو کوئی گداگر بھی اسپر زور لگائے تو وہ اندر چلا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ گھروں کی حفاظت کیلئے گھروں کی دیواریں مضبوط ہونی چاہیے اور محفوظ زندگی حقیقت میں نعمت ہے۔ امن کی زندگی سب سے زیادہ بڑی نعمت ہے اور غیر محفوظ زندگی اور بے امنی دنیا کے بڑے عذاب میں سے ہے۔

انسانی زندگی کے دو اہم مرحلے

دو مرحلے ایسے ہیں اور اس کا بدل نہیں ہے اور ان دونوں کا براہ راست ہونا ضروری ہے ایک امن اور دوسرا معیشت۔ امن کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ لوگ لوگوں کی طرح رہ سکیں، انسان انسان بنیں جانور ایک دوسرے کو سینگھ مارتے ہیں، ایک دوسرے کے اوپر پیر رکھتے ہیں اور حق تلفی کرتے ہیں، وہ مکلّف نہیں ہیں وہ یہیں کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ جبکہ انسان تو دوسرے کے بھلے اور بہتری کیلئے آیا ہے اور کسی مؤمن کو، مسلمان کو، دین کے رکن کو کیوں تکلیف پہنچ رہی ہے، غم اور رنج اس کو کیوں واقع ہوتا ہے۔ کوئی عمل جتنا بھی نیک ہو، کوئی فعل جس قدر بھی دین کا ہو اور کوئی اقدام کتنا ہی سربلند کیوں نہ ہو لیکن اس میں دو مرحلوں کی ضرورت رہے گی، ایک امن اور دوسرا معاش، اگر امن نہیں ہے تو اتنا بڑا شہر کراچی پورے پاکستان کا بدل ہے اور اس سے افضل ہے لیکن چند ناگفتہ بہ افراد کی وجہ سے وہ پوری دنیا میں بدنام اور متہم ہے اور فتنوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ میرے پاس بعض بزرگوں کی تحریرات ہیں، جب میں یہاں پڑھنے آیا تھا تو مجھے خط میں انہوں نے لکھا کہ آپ حمص اور حلب اور سمرقند و بخارا میں علم پڑھنے گئے ہیں۔ تین بزرگ ہیں جن کی وجہ سے کراچی کو دین اور علم کے میدان میں تفوق حاصل ہے، حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند بھی کراچی سے رجوع کر چکا ہے۔

ایک محدث العالم حضرت الاستاذ شیخ العالم حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث نے، حضرت والا کے درس حدیث نے حمص اور

حلب و بخارا کی یاد تازہ کی۔

دوسرے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ نے، حضرت صاحب نے تفسیر معارف القرآن بھی لکھی جو اس رہتی دنیا کے لئے تفسیر میں اردو زبان والوں کے لئے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

تیسرے خطیبِ پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق صاحب رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا اچھا لہجہ دیا تھا آپ عالمی خطیب تھے، آپ کی خطابت مخالف اور موافق دونوں کے یہاں مسلمہ تھی۔ اظہار مافی الضمیر پر کمال کی قدرت رکھتے تھے اور حسین امتزاج پیش کرتے تھے۔

یہ اکابرینِ ثلاثہ، یہ تین بزرگ اس شہر کے تقدس کا سرمایہ ثابت ہوئے ہیں اور اس وجہ سے آج بھی پورے پاکستان کے تمام مدارس اور دارالعلوم فتاویٰ میں، علم میں، تحقیق میں کراچی کو دیکھتے ہیں اور کراچی کسی کے فتوے اور تحقیق کا محتاج نہیں ہے۔ یہاں سے جو فتویٰ جاری ہوتا ہے وہ دوٹوک ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اس خیال میں مبتلا تھے کہ شاید وہ ہم ہی ہیں تو انہوں نے بینکوں کو جائز کرنے کی کوشش کی تو علماء نے کہا کہ یہ غیر اسلامی اور ناجائز ہے اور انہوں نے مختلف بہانوں سے ذی روح کی تصویر کو کم گناہ یا وقتی جواز کا سہارا دینے کی کوشش کی ہے تو علماء نے پھر ٹوک دیا کہ یہ بھی غلط ہے اور ذی روح کی تصویر چھوٹی ہو تو چھوٹا گناہ اور بڑی ہو تو بڑا گناہ ہے گناہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ کسی امتی کو جو کتنے ہی بڑے دارالعلوم اور مدرسے میں ہو نبی ﷺ کی بات تبدیل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" (سورۂ نساء آیت ۶۴) پیغمبر کی اطاعت

کی جائے گی ان کے پیچھے چلنا ہوگا۔ان کا دامنِ مبارک پکڑنا ہی عین ایمان ہے اور نجات کا ذریعہ ہے۔

کعبۃ اللہ ''کعبہ'' کا معنی

اسی طرح رب العزت نے مکہ مکرمہ کو بھی ایک شرف دیا ہے ''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (آل عمران آیت ۹۶) پہلا گھر جو خدا کا ہے وہ مکہ مکرمہ ہے۔کعبہ شریف ''کعب'' سے ہے کعب کے معنیٰ ہیں ابھری ہوئی جگہ، ٹخنوں کو بھی کہتے ہیں ''کَعْبَیْنِ'' ''وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ''۔اللہ تعالیٰ نے جب چاہا اور فیصلہ فرمایا زمین وآسمان بنانے کا تو ارادۂ الٰہی ایک موتی کی شکل میں ظاہر ہوگیا اس سے ایک موتی بن گیا۔اس کی تشبیہ تو نہیں ہوسکتی اس کا بیان ہوسکتا ہے۔اللہ نے اس کی طرف محبت سے دیکھا تو وہ پگھل گیا اور پانی پانی ہوگیا، اللہ نے دوبارہ نظر ڈالی تو وہ جمنے لگا اور سب سے پہلے جہاں جمود شروع ہوا یہ کعبہ ہے اور عین وہ جگہ ہے جہاں ہجر اسود ہے۔ زمین کی اٹھی ہوئی جگہ اور اس کے بعد وہ ہر طرف پھیلتا گیا۔مکہ کو کہتے ہیں ''ام القریٰ'' اور پھر جب زمین سج گئی اور آسمان بچھ گئے، سات آسمان وزمین پیدا کئے گئے ان کی تفصیلات طویل ہیں اس پر مجلدات اور ضخمات ودفاتر بھرے پڑے ہیں۔حق تعالیٰ نے اس جگہ کو احترام کی نظر سے دیکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور وہاں طواف کرو، اس جگہ صرف آسمان وزمین اور ملائک پیدا ہوئے۔

ملائک، جنات اور انسان کب پیدا ہوئے

سب سے پہلے ملائک پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح شروع ہوگئی، ملائک کے بعد جنات پیدا ہوگئے اور جنات کے دو ہزار سال بعد انسان پیدا ہوئے'' وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ '' (حجر آیت ۲۷) یہ پتہ نہیں چل سکا کہ جنوں کا بڑا کون تھا جیسے انسانوں کے بڑے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ جنوں کا بڑا چونکہ مقصود نہیں ہے اس لئے اس کا ذکر بھی نہیں کیا گیا، اصل میں جن تابع ہیں انسان کے، غیر مقصود چیز کی تفصیل نہیں ہوتی، جیسے گائے، اونٹ، بکری اور بھینس مقصود نہیں ہیں یہ توابع ہیں اور انسان کے فائدے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں ان پر زیادہ ریسرچ کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ جیسے حضرت آدم علیہ السلام انسانوں کے بڑے ہیں اس طرح ابلیس جنات کا بڑا ہے، یہ ابوالجان ہے، لیکن یہ بالکل غلط بات ہے قرآن میں ہے''کان من الجن '' یہ جنات میں سے ہے ان میں سے ایک فرد ہے اور یہ جملہ اجازت نہیں دیتا کہ جنات اس سے پیدا ہوں ،ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جنات میں سرکش فرد ہے جیسے انسان سرکش ہو جاتے ہیں تو دہشت گرد بن جاتے ہیں انسان جب انسانیت سے نکل جاتا ہے تو دوسروں کیلئے غم، درد صدمہ اور زندگی کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے، انسان جب انسانیت کھو دیتا ہے تو تباہی پھیل جاتی ہے'' اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا '' (احزاب آیت ۷۲) قرآن نے کہا کہ یہ ظالموں کا بڑا اور جاہلوں کا بدترین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور آدم مخلوق کے منبع انسانیت بنے اور ان سے انسانیت کی افزائش ہونے لگی تو فرشتوں کو

کعبہ کے طواف سے ہٹادیا داوران کے لئے عین کعبہ کی سیدھ میں آسمان میں ایک کعبہ بنایا اوراس کا نام رکھا گیا بیت المعمور "وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ" (طور آیت ۴) سورۂ طور میں اس کا ذکر ہے۔ بیت المعمور کا معنیٰ ہے ایسا گھر جو ہمیشہ ملائک سے بھرا ہوا ہو اور حدیث میں ہے کہ ہر لمحہ ۷۰،۰۰۰ فرشتے وہاں طواف میں مصروف رہتے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے لیکر قیامت تک اور جن ۷۰،۰۰۰ نے ایک مرتبہ طواف کیا ہے قیامت تک دوبارہ ان کا نمبر نہیں آئے گا (البدایۃ والنہایۃ ج ۱ ص ۴۱) ، اس سے اندازہ لگائیں کہ ملائک کی تعداد کتنی ہے "وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ" (مدثر آیت ۳۱) اللہ کے لشکروں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

انسان کی افزائش کا مرحلہ اور کلمات کی برکت

کہتے ہیں کہ انسان کا نطفہ جب رحمِ مادر میں جڑتا ہو اور ڈلتا ہو تو جو نطفہ چھوٹتا ہے "مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ " اور وہ آپس میں ملتا ہے اور کارآمد ہوتا ہے تو ملائک موجود ہوتے ہیں، اس کو ٹھیک کرتے ہیں اور کس صفائی کے ساتھ سب کام کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مخصوص فعل کے وقت فرشتے دور ہٹ جاتے ہیں کہ یہ پردے کا وقت ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ چھوٹے بچے جو غیر مفہم ہیں ان کی موجودگی میں بھی فعل نہ کریں اور مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ نے متفرقات میں لکھا ہے کہ حیوانات و درندوں کے سامنے بھی کتے، بلے، گائے، بھینس، اونٹ، گھوڑا وغیرہ کے سامنے بھی خاص فعل نہ کیا جائے۔ ایک طرف اس فعل سے پرہیز کرتے ہیں کہ اجازت نہیں ہے اور شیطان ہے جو دیکھ سکتا ہے تو حدیث

شریف میں ہے کہ جب میاں بیوی ملیں تو کلمہ پڑھ لیں اور اس کلمہ پڑھنے کی برکت سے اگر اس نطفہ سے بچہ جڑ گیا تو ہمیشہ کے لئے شیطان کے شر سے بچے گا ایک توجیہہ یہ ہے اور دوسری توجیہہ یہ ہے کہ نہیں اس وقت جو نطفہ میں شرارت کرتا ہے اس سے بچے گا اور جن لوگوں نے ملاپ کیا ہے اور کلمہ نہیں پڑھا ہے تو ان سے وہ شیاطین پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے دنیا میں فساد پیدا کیا ہے، علماء کہتے ہیں کہ بسم اللہ بھی کافی ہے، اعوذ باللہ بھی کافی ہے، ''بسم اللہ اللهم جنبنا الشيطان و جنب الشيطان مارزقتنا'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۴۵، ترمذی ج ا ص ۱۲۹) اے اللہ شیطان کو ہم سے بھی دور فرما اور جو اولاد آپ دینے والے ہیں ان سے بھی دور فرما۔ کلمات کا اثر ہے آپ یہ نہ سمجھیں کہ پڑھیں یا نہ پڑھیں کوئی فرق نہیں پڑتا زمین و آسمان کا فرق ہے حدیث شریف میں ہے جب آپ کہیں بسم اللہ تو شیطان نکل کر بھاگتا ہے ملائک آ کر پکڑ کر باہر نکال دیتے ہیں کہ تیرا کیا کام ہے یہاں اور جب آپ بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھاتے ہیں تو ملائک کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور شیطان شروع ہو جاتا ہے اتنا نقصان یہ انسان اپنا کرتا ہے۔ کامل دین کا حامل ہونے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے توبہ استغفر اللہ۔ ایک چھوٹی مثال دیتا ہوں آپ غور کریں قرآن شریف میں ہے کہ حضرت مائی مریم کی والدہ انہوں نے دعا فرمائی کہ ''وَاِنِّیٓ اُعِیۡذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ'' خدایا جو بچی مجھے آپ دے رہے ہیں جو بچہ ہونے والا ہے اور جو اس کے بعد ہونے والے ہیں سب کو شیطان سے بچا تو حدیث شریف میں ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے شیطان قریب نہ آسکا، کلمہ کی برکت دیکھیں۔ جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے

شیطان اس کو سوئی چبھوتا ہے اپنا اثر ڈالنے کے لئے، وہ جو اس کو سوئی پہنچ گئی اس کے اثر کی وجہ سے وہ پوری زندگی شیطانی کام کرتا ہے۔ شیطان سے دور نہیں ہٹتا، میں نے اپنے استاذ سے مسئلہ پوچھا تھا جب ہمیں یہ حدیث پڑھا رہے تھے میں نے ان سے یہ پوچھا کہ یہ کلمہ عام نہیں ہے اور نہ یہ فرض اور واجب ہے صرف مستحب ہے اور فائدہ بہت زیادہ ہے اور نقصان بہت شدید ہے تو یہ جو عام لوگوں میں کافروں سے نیک لوگ پیدا ہوتے ہیں نا کارہ گھروں میں بہترین فائدے والے افراد پیدا ہوتے ہیں یہ کہاں سے آتے ہیں تو استاذ محترم نے جواب دیا کہ یہ تکوینی مسئلہ ہے اللہ کی اپنی قدرت کی کاری گری ہے کہ بعض بچوں کو بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کسی کلمہ کے پابند تو نہیں کہ خطرہ ہے کہ کلمہ نہیں پڑھا تو خطرہ ہوگا۔ شیطان کے شر سے پناہ مانگنی ہے کبھی کبھی یہ کلمات بھی فائدہ مند ہو جاتے ہیں اور اس کے فوائد دور تک جاتے ہیں۔ بہر حال جو کلمات شریعت نے مقرر کئے ہیں وہ حکمت اور فوائد سے خالی نہیں ہیں گو اسے اختیاری رکھا گیا ہے لیکن اس کی ترغیب تو دی جاسکتی ہے۔

کلمات کی ادائیگی اور شریعت کی تعلیمات

ہم مسجد میں داخل ہوتے ہیں یا جب بھی جوتا اتارتے ہیں تو حکم یہ ہے کہ پہلے بائیں سے اتارو، پہنتے وقت پہلے دایاں اور اتارتے وقت پہلے بایاں پیر، تا کہ دایاں پیر دور تک جوتے میں رہے پھر دایاں پیر سے جوتا اتار کر مسجد میں داخل کرتے ''اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' (کنز العمال ج۸ص ۳۲۱) پڑھتے ہیں کتنا بہترین منظر بنتا ہے۔ میں کبھی کبھی سامنے بیٹھتا ہوں تو دیکھتا ہوں نمازیوں کو، اکثر الحمد للہ جن کو دین سے محبت ہے

قرب ہے اللہ کو راضی کرنے کیلئے لوگ مسجد میں آتے ہیں، اللہ کا فرض بجالانے کے لئے مسجد میں آتے ہیں کوئی رسم اور فیشن کیلئے مسجد میں نہیں آتے، رسم پرست اور فیشن ایبل تو اپنے گھر اور مارکیٹوں سے فارغ نہیں ہیں وہ لایعنی زندگی میں تباہ ہور ہے ہیں۔ تو اس دوران میں نے دیکھا کہ ایک نمازی غلطی سے ادب کے بغیر داخل ہوا تو مجھے بہت دکھ ہوا اچانک دیکھا کہ وہ دوبارہ واپس آیا کچھ دیر کھڑا تھا شائد توبہ استغفار کرتا رہا اور پھر دایاں پیر مسجد میں داخل کیا، مجھے اتنی خوشی ہوئی وہ وقت یاد آیا جب ایک شخص دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ مجھے صبر دے "اللھم انی اسألک الصبر" آنحضرت ﷺ سن رہے تھے کہ اس کو دعا مانگنے کی کوئی تمیز نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ آپ نے تو اللہ سے بلا مانگ لی اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو "سألت الله البلاء فاسأله المعافاة" ایک اور آدمی کے پاس سے آپ گزرے تو وہ کہہ رہا تھا کہ "یا ذاالجلال والاکرام" آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ "قد استجیب لک فاسأل" (کنز العمال ج ۲ ۔ ۶۲۷) اور دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ ایمان کے بعد بہترین دعا عافیت کی ہے "اللھم انی اسالک العافیه فی الدنیا و الآخرة" (ابوداؤد ج ۲ ص ۶۹۲ میر محمد) کہ اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت میں عافیت نصیب فرما پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو ایمان و یقین کے بعد جو چیز ملتی ہے وہ عافیت ہے خیر سگالی امن ہے، عزت و آبرو حفاظت کی زندگی ہے۔ ہم جیسے پندرہویں صدی کے مؤمن جس کی کوئی حیثیت ونسب نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے وہ اچھے اعمال سے تر و تازہ ہوتا ہے اور بے خیالی سے تکلیف محسوس کرتا ہے تو پیغمبر اولین والآخرین ختم المرسلین ﷺ جو بلند اعمال کی تعلیم و تلقین کیلئے مبعوث ہوئے ہیں انہیں بہترین اعمال سے کتنی خوشی ہوتی ہے۔

کعبہ شریف مسلمانوں کے ایمان کا مرکز

کعبہ شریف ایمان کا مرکز ہے، کعبۃ اللہ جانے کیلئے ہر مؤمن کو پابند کیا گیا ہے اس لئے حج فرض فرمایا پھر مؤمنوں کا عجز و بے بسی دیکھا تو دو شرطیں لگائیں کہ جان بھی ہو اور مال بھی ہو یہ ہماری عاجزی کے لئے ہے کہ پتہ نہیں جاسکیں گے یا نہیں۔اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کم از کم ۴۰ افراد ورنہ ۴۰۰ تک قافلہ اپنے خرچ پر حج کے لئے بھیجتے تھے، اس زمانے میں بمبئی سے بادبانی کشتیاں چلتی تھیں اور ان کو رخصت کرتے وقت بادشاہ مستقل وہاں خیمہ زن ہوتے تھے تو بادشاہ نے انہیں رخصت کرتے وقت کہا کہ بڑے خواجہ کو سلام کہنا (بڑے خواجہ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں) اور ان سے کہیں کہ ہندوستان کی حکومت کے بہانے کب تک قید میں رکھیں گے مجھے جیل سے کب رہائی ملے گی، ایسی حکومتیں تھیں کہ جا نہیں سکتے تھے اب کی حکومتیں دیکھو کہ بینک بیلنس اور سرائے محلات موجود ہیں لیکن ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ حکومت کہتے کس کو ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ بس ہمارے ساتھی بنو تو کچھ بھی کرو یہ کوئی انسانیت اور اخلاق ہے۔ حکومت عدل کے ساتھ چلتی ہے حکومت ظلم کے ساتھ نہیں چل سکتی، یہاں تک کہا گیا ہے کہ حکومت کفر کیساتھ چل سکتی ہے کافر بھی بڑے بڑے حکمران رہے ہیں لیکن جب انہوں نے اپنی رعایا پر ظلم اور زیادتی کا معاملہ کیا تو اللہ تعالٰی نے ان کی حکومت کو ختم کردیا۔

حکومت کے بارے میں ایک حکایت

ہندوستان میں دو شخص تھے قریبی دوست تھے تذکرۃ الغوثیہ میں انکا واقعہ لکھا ہے

ایک کہتا تھا کہ مجھے اگر حکمرانی ملی تو میں بہت زیادہ انصاف کروں گا ایک چیونٹی کو بھی ناحق نہیں مرنے دوں گا۔ دوسرا کہتا تھا کہ مجھے حکومت ملی تو میں رات کو تب کھانا کھاؤں گا جب تک ان کے خون اور انکے لوتھڑے میں خود آنکھوں سے دیکھوں روزانہ سینکڑوں آدمیوں کو پیسوں گا، خدا کا کرنا یہ تھا کہ اس ظالم کو حکومت مل گئی اور وہ اسی طرح اپنی عیاری اور بدمعاشی پر اتر آیا تو لوگ اس دوسرے شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ دوست کو کہو کہ اتنا ظلم وزیادتی صحیح نہیں ہے اس سے کہو کہ ایسا نہ کرے اور آپ سفارش کریں اس دوست نے بادشاہ سے کہا کہ یہ جو ظلم وستم آپ نے شروع کیا ہے وہ بند کرو اس بادشاہ نے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ ہم دونوں اللہ سے حکومت مانگتے تھے تو انصاف کے لئے حکومت مانگتا تھا اور میں ظلم کیلئے اور اللہ نے مجھے حکومت دے دی اور میں تو خدا کی خواہش کے مطابق ان کو ماروں گا چھوڑوں گا نہیں اگر خدا کو انصاف پسند تھا تو تمہیں دے دیتا مجھے کیوں حکومت دی۔

قرآن کریم سورۂ یاسین میں ہے کہ بعض کافر یہ کہتے تھے کہ یہ غریب مسکین جو ہیں ان کو ہم کیوں کھانا دیں اگر خدا چاہتا تو خود انہیں کھلاتا، تو اللہ نے فرمایا کہ یہ قدرت سے بے خبر ہیں، حکمت سے ناواقف ہیں وہ دوست انصاف پسند فضل وشرف کا قدردان وہ سمجھ گیا کہ اس کا تو دماغ خراب ہوگیا ہے اور یہ تو واقعی ظلم کرے گا تو اس نے بعض کاملین سے مشورہ کیا کہ یہ کیسے اترے گا یہ تو بہت بڑا ظالم ہے اور ظلم پر فخر کر رہا ہے اس کو حکمت سمجھ رہا ہے کہ خدا نے مجھے حکومت اس لئے دی ہے کہ لوگوں کے چمڑے ادھیڑ دوں اور خون میں نہلاؤں اس لئے تو مجھے حکومت ملی ہے تو اس پاگل کو کیسے ہٹائیں گے۔ کاملین غریب

پریشان غمزدہ انہوں نے کہا کہ ایسے کچھ مسکین غریب دیکھو جو اس کے ظلم سے بہت متاثر ہوئے ہوں وہ راتوں کو اٹھیں اور دعائیں مانگیں اور دوسرا وہ لوگ جن سے فرض اور سنت کی کوتاہی نہیں ہوئی ہو خدا کے یہاں ان کی بڑی قدر ہوتی ہے اور تیسرا وہ طبقہ جن کے ذکر اور تسبیح میں کمی نہ ہو اور چوتھا وہ طبقہ جنہوں نے کبھی بھی حکومت سے مفاد نہ لیا ہو حکومت کے مفاد پرست کبھی بھی کلمہ حق بلند نہیں کر سکتے، چنانچہ بڑی تگ و دو اور کوشش اور محنت کے بعد ایسے لوگ تلاش کئے گئے اور وہ اللہ کے فضل سے مل گئے اور انہوں نے اپنے نالۂ نیم شب سے اللہ کو راضی کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور اس ظالم کی حکومت پلٹ دی۔

اپنے اعمال پر نظر کرنا بہت ضروری ہے

ہم تو اتنے باغی ہو چکے ہیں اور اعمال میں اتنے کمزور اور کوتاہ واقع ہوئے ہیں کہ وہ مقام بھی نہیں رکھتے۔ الا یہ کہ سارا ملک ظالمین کے ظلم سے پس رہا ہے سارا شہر ناکارہ لوگوں کی وجہ سے غمزدہ ہے۔ ایسے میں دعاؤں کی بھی ضرورت ہے، صدقات کی بھی ضرورت ہے جس نے جس کا حق دبایا ہے اس سے معذرت کرے اور واپس کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ انبیاء علیہم السلام جب تھک جاتے تھے تو اللہ سے فرماتے تھے کہ رب العالمین یہ لوگ تو بات سنتے نہیں ہیں، حق تعالیٰ فرمادیتے تھے کہ چلو آجاؤ کعبہ شریف اور ادھر عبادت کرو، طواف کرو دعائیں مانگو پیغمبر روانہ ہو جاتے تھے کعبہ پہنچ جاتے تھے عبادت شروع کر دیتے تھے تو پیچھے اللہ ان کی قوم کو پلٹ دیتے تھے کہ میرے محبوب پیغمبر کو ناراض کیا ہے۔ ہمارے پیغمبر ختم المرسلین سید الآخرین ﷺ کی تشریف آوری کی برکت ہے کہ یہ امت

بیخ بنیاد سے تو غرق نہیں ہوگی آپ ﷺ نے دعا فرمائی ہے قبول ہوئی ہے۔لیکن ان پر آزمائشیں بہت آرہی ہیں اور ہم ان آزمائشوں کے متحمل نہیں ہیں، خدایا ہمیں معاف فرما، خدایا ہمارے ملک اور شہر کو اس صورتحال سے باہر نکال اور رب العالمین ان دہشتگردوں کو نیک سیرت بنائیں قتال وسفاک کو اپنے کیے پر شرمندہ فرمائیں اور جن کے یہاں صدمے وغم ٹوٹے ہیں انہیں صبر واجر عطا فرمائیں اور انہیں آنے والی موت قبر حشر کی تباہیوں سے محفوظ فرمائیں۔

سب لوگوں کو چاہئے کہ اپنے اعمال کی طرف نظر ڈالیں، عبادات میں زور لگائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ یا اللہ امن قائم فرما خدایا ہمارے شہر و ملک کو تباہی سے بچا اور پورے عالم کے مسلمانوں کی حفاظت فرما اور اپنے اعمال وافعال کی صحت سلامتی کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں تا کہ یہ کشتی ڈوبنے سے بچے اور چلتی رہے جن جن مسلمانوں کا حق ہے ان سب کے لئے دعا لازم ہے جب ہر طرف سے آدمی گھبرا جاتا ہے تو پھر اللہ کے گھر پہنچتا ہے، پختونوں میں ایک روایت ہے کہ جب کوئی کسی کے گھر جا کر معافی مانگے تو پھر وہ نہیں کرتا تو بندہ جب اللہ کے گھر جا کر معافی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کیسے معاف نہیں کریگا، حج اور عمروں کا بھی اہتمام کیا جائے اور اس میں ملک وملت کے لئے دعائیں کی جائیں۔تو اللہ کے گھر سے کیسے بے نوا جائے گا تو میں ان سے کہتا ہوں کہ صد خرابیوں کے باوجود یہ ایک عزت کا کردار ہے، اللہ رب العالمین بھی اس سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ اس کے گھر میں کوئی آئے اور اس سے مانگے۔اللہ نصیب فرمائے گا لیکن گھروں کا ایک سردار گھر ہے اور وہ ہے کعبۃ اللہ جس پر ایک آنکھ جھپکنے میں عرش سے چوبیس ہزار جلوے کعبہ شریف پر نازل

ہوتے ہیں اور پھر وہاں سے مسجدوں کو، مدرسوں کو، دینی معادن کو مراکز کو پورے عالم میں تقسیم ہوتے ہیں۔

حسن اتفاق سے ہمارے ایک محبوب دوست جرمنی سے یہاں پورے خاندان کے ساتھ تشریف لائے ہیں اس شب جمعہ اور جمعہ کے بیان کے شاگرد ہیں صرف کل رات اور آج کی نماز پڑھنے کیلئے اپنے بال بچوں پورے خاندان کو لیکر آئے ہیں

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سالہ می تواں بتمنا گریزتن

اگر فائدہ نہ لیں تو ۱۰۰ سال بھی بیکار ہیں اور اگر فائدہ لیں تو ایک جھلک بھی کافی ہے۔

میں نے حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ سے صرف ۱۳ اسباق پڑھے ہیں ۷ بخاری اول میں ۶ بخاری ثانی میں لیکن میں نے اپنی زندگی میں حضرت بنوری کے شاگردوں میں اپنے سے زیادہ رنگین نہیں دیکھا۔رنگین کا مطلب یہ ہے کہ حضرت والا کے اثرات مجھ پر بہت زیادہ ہیں اور وہ جو پورے پورے سال پڑھے اور خدمت میں رہے ہیں وہ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں، الحمد للہ۔تو بعض اوقات ایک جھلک بھی کافی ہو جاتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ غزوہ کے دوران آپ ﷺ صفیں ٹھیک کر رہے تھے ادھر سے کفار کا ایک آدمی آپ ﷺ کا جمال جمالِ آراء دیکھ کر آگے بڑھا اور حضرت ﷺ سے بات چیت کی اور پوچھا کہ آپ پیغمبر ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں، تو اس نے پوچھا کہ اگر میں ان لوگوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس آجاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت، تو اس نے مسلمانوں کے ساتھ اور کفار کے خلاف

لڑنا شروع کر دیا۔ جنگ کے بعد جب لاشیں اٹھائی جانے لگیں تو اس کی بھی لاش تھی آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ ''فدخل الجنة ما صلی للہ صلوۃ'' نہ اس نے نماز پڑھی اور نہ کوئی اور عبادت کی لیکن یہ بھی جنت میں جائے گا کیونکہ یہ نبی آخر الزمان ﷺ کو دیکھتے ہی ان پر ایمان لے آیا (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۴، فتح الباری ج ۶ ص ۱۰۵) یاد رکھنا آپ ﷺ پر ایمان لانا ایمان کا سب سے بڑا تقاضہ ہے۔

در فشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کردیا چشموں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

اللہ تعالیٰ اس شہر میں باقاعدہ دائمی امن قائم فرمائے اور پورے ملک کو عذاب سے نکالے خاص کر ہمارے شہر کو اور یہاں ہر طرح خوشی اور الفت پیدا فرمائے۔ پاکستان بھر کی مساجد، مدارس، علماء وطلبا اور مسلمان مجاہدین، کلمہ گو محسنین سب کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۵۵

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعما لنا من يهد ه اللهفلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحد ه لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبد ه ورسو له ارسله الله تعا لىٰ الىٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الى الله با ذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ ج وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْبِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ اَوْنُسُكٍ ج فَاِذَآ اَمِنْتُمْ وقفه فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ

وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ لا وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ ٥ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۶،۱۹۷)

اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ اس نے اس مختصر اور ادھوری زندگی میں رمضان شریف جیسا مقدس مہینہ نصیب فرمایا۔ رمضان المبارک اسلامی تاریخ کا عظیم ترین مہینہ ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف بیان کی کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ اب آگے ایک اور بڑی عبادت کے مہینے آرہے ہیں جن کے لئے پوری دنیا کے مسلمان کمر بستہ ہیں۔ حج کی عبادت ایک بڑی اور عالمگیر عبادت ہے۔

مناسکِ حج پر ایک نظر

اللہ تعالیٰ نے حج کیلئے مہینے ذکر کئے ہیں ''اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ''، حالانکہ حج تو دو تین دن میں ہوتا ہے کل پانچ دن لگتے ہیں ۸ ذی الحجہ کو احرام باندھا جاتا ہے اور منیٰ پہنچتے ہیں، حاجیان ۹ ذی الحجہ کو عرفات پہنچتے ہیں اور ۹ ذی الحجہ کی مغرب ہوتے ہی عرفات سے مزدلفہ آتے ہیں رات وہیں گزارتے ہیں اور صبح سویرے فجر غلس میں پڑھ کر دعائیں مانگتے ہیں، اس کے بعد منیٰ چل پڑتے ہیں ۱۰ تاریخ ذی الحجہ کی ہوگئی ہے، جمرہ عقبہ کی رمی

کرتے ہیں اور پھر منحر جا کے وہاں قربانی کرتے ہیں اور ۱۱، ۱۲ یا ۱۳ کو رمی کر کے اور طواف زیارت کر کے حج کے مناسک سے فارغ ہوتے ہیں ۸ ذی الحجہ کو احرام شروع ہوا ۱۰ کو کھل گیا اور اس دن یا اگلے دن ۱۲ تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے طواف زیارت بھی ہو گیا اور ۱۳ تاریخ کی رمی کیلئے ٹھہرا تو افضل ہے، ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حج کے مہینے ہیں یعنی سفر دور دراز کا ہے اور علماء کہتے ہیں مہینے تین ہیں شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ یہ تین مہینے ہیں جس میں حاجیان تیار ہو کر پہنچتے ہیں، چار مہینے قرآن نے مزید ذکر کئے ہیں رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم ان مہینوں کو اشہر حرم کہتے ہیں، یہ پہلے تین جو بتائے وہ اشہر حج ہیں اور ۴ اشہر حرم ہیں۔

مہینوں کے احکامات شریعت نے مقرر کئے ہیں

لیکن رمضان شریف کا عجیب ذکر کیا کہ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ" (بقرہ آیت ۱۸۵) رمضان شریف کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن شریف نازل ہوا قرآن شریف میں یہ نہیں فرمایا کہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں یا اس میں رخصت ہوئے ہیں کسی ایک مہینے کا بھی ذکر نہیں ہے اور نہ اس کا بتایا ہے کیونکہ یہ اسلامی تہوار نہیں ہیں، ولادت اور وفات سے احکام نہیں بنتے۔ رمضان کے احکام ہیں، ایک مہینہ ہے اور اس میں روزے رکھنا فرض ہیں، حج کے احکام ہیں فریضہ ادا ہوتا ہے، اشہر حرم کے احکام ہیں اس میں کسی دشمن کو بھی نہیں مارا جاتا ہے، اس لئے اسلام میں بدعتی کا کوئی حصہ نہیں ہے وہ تمام اجر سے اور کمالات سے محروم

ہے کیونکہ وہ اپنی طرف سے مہینے اور تاریخیں بناتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ۲۷ رجب کو جشن معراج ہے جبکہ عجیب بات ہے کہ معراج کے بیان میں اور مہینوں کا ذکر ہے لیکن رجب کا ذکر ہی نہیں ہے اسی طرح ولادت کے متعلق بھی انہوں نے جلسازی سے کام لیا ہے کیونکہ پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ پیدائش ۱۰ محرم ہے۔ میں آپ کو صرف مثال دے رہا ہوں کہ کس طرح ان لوگوں نے شریعت میں اضافات کرنے کی کوشش کی ہے، شریعت نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی ہے اس لئے یہ لوگ علم کے اعتبار سے یتیم ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کوئی بھی لکھا پڑھا ان سے پوچھ سکتا ہے کہ یہ ساری داستانیں آپ نے اور آپ کے جیسے چند بدعتیوں کی بنائی ہوئی ہیں اس کے پیچھے اسلامی روایت نہیں ہیں۔ جو مہینے اسلام نے مقرر کئے ہیں ان کے احکامات بھی اسلام ہی کی طرف سے مقرر ہیں اس لئے ان میں نہ کوئی کمی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی اضافہ کی گنجائش ہے، جن لوگوں نے شریعت اپنے گھروں میں بیٹھ کر بنائی ہے وہ روز کوئی نہ کوئی نئی بات اس میں داخل کرتے رہتے ہیں۔

حرمین شریفین کا عمل تمام مسلمانوں کے لئے بنیاد ہے

اس واسطے حرمین شریفین اسلام کی بنیاد ہے وہاں نہ جشن معراج ہوتا ہے نہ جشن میلاد ہوتا ہے اور نہ وفات النبی ﷺ منائی جاتی ہے نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دن و مہینے ہوتے ہیں، نہ کربلا منایا جاتا ہے۔ اسلامی پروگرام اور اسلامی تہوار ایسے نہیں ہوتے ہیں کہ کہیں ہوں اور کہیں نہ ہوں۔ یہی بات تو بدعت ہونے کی علامت ہے، جب عید ہوگی

تو سارے جہان میں ہوگی ایک دو دن آگے پیچھے ہو لیکن ہوگی وہی عید ''عید الفطر یا عید الاضحیٰ'' دو عیدیں ہیں جو اسلام میں مقرر کی گئیں ہیں ان کے علاوہ جسے عید کہا جائے گا تو وہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی ہوگی، حرمین شریفین میں بھی یہی دو عیدیں منائی جاتی ہیں ان کے علاوہ اور کسی عید کو وہاں کے لوگ جانتے بھی نہیں ہیں۔ رمضان شریف ختم ہو جائے اور شوال کی پہلی تاریخ آجائے تو یہ عید الفطر ہے اور ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو عید قربان (عید الاضحیٰ) ہے وہ پورے جہان میں ہے مکہ میں بھی ہے اور کوفہ میں بھی ہے، مدینہ منورہ میں بھی ہے، پاکستان میں بھی ہے اور افغانستان میں بھی ہے۔ دیکھیں رمضان کا مہینہ جب آتا ہے تو تمام دنیائے اسلام میں ایک جیسے آتا ہے، تمام مسلمان روزے رکھتے ہیں تراویح میں قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں، کہیں بھی یہ نہیں سننے میں آیا کہ فلاں ملک میں رمضان نہیں ہے یا روزہ اور تراویح نہیں ہے۔ اسی طرح جب حج کے مہینے آتے ہیں تو تمام مسلم ممالک ایک جیسے ان کا احترام کرتے ہیں اور مختلف ممالک سے لوگ حج کے لئے روانہ ہوتے ہیں کبھی بھی یہ نہیں سننے میں آیا کہ فلاں ملک میں تو حج کا کوئی اہتمام نہیں ہوا لیکن جب ربیع الاول آتا ہے تو سعودی عرب، مکہ، مدینہ جو ہمارے ایمان کا مرکز ہے وہاں کے لوگوں کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا، پشاور اور افغانستان میں بھی کوئی تقریب اور تہوار نہیں منایا جاتا! کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ محض کذب اور دروغ گوئی ہے جو اسلام کے نام پر لوگوں میں اسے رائج کیا جا رہا ہے۔ اسلام کے تمام مسائل صاف وشفاف ہیں اور مکمل ہیں ان میں کسی اضافے کی نہ پہلے کوئی ضرورت تھی اور نہ ہی اب کوئی ضرورت ہے۔ جنہوں نے اضافے کئے ہیں ان کو ان کے اضافات سے تسلی بھی نہیں ہوتی دن بدن

بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اسلام کا دوٹوک نظام

اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ۵ نمازیں فرض فرمائی ہیں، فجر سے شروع ہوکر عشاء پر مکمل ہوتی ہیں اور ان کی فرضیت کیلئے پیغمبر ﷺ کو آسمانوں پر بلایا گیا اور یہ نمازیں پیغمبر ﷺ جب معراج سے واپس آئے تو ساتھ لیکر آئے اور اگلے دن ظہر سے آکے جبرئیل علیہ السلام نے ہر نماز دو دو مرتبہ پڑھائی ابتدا اور انتہائے وقت بتانے کیلئے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں فجر میں دو نہیں تین فرض پڑھوں گا تو کوئی اس کو انسان کا بچہ نہیں کہے گا حالانکہ وہ اس ایک رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور قرآنِ کریم ہی پڑھے گا لیکن چونکہ خلافِ شریعت اور خلافِ قاعدہ ہے اس لئے برداشت نہیں ہے، تو میں حیران ہوں کہ یہ ہمارے لوگ بدعت کو کیسے برداشت کرلیتے ہیں۔ یاد رکھنا بدعت دیکھنے میں ہمیشہ اچھی ہی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ایک شیطانی دھوکہ ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آپ کو سونے اور چاندی کے برتن میں غلاظت پیش کرے تو کیا آپ اسے قبول کرلیں گے، تو پھر بدعت کو کیسے قبول کرتے ہیں۔

کتنی عجیب بات ہے کہ یہ جو حطیم ہے قبلہ مقدس سے نکلا ہوا حصہ اور جو میزابِ رحمت ہے اس کے اندر امامت جبرئیل ہوئی ہے اس میں اتنی ہی جگہ تھی، جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کیلئے گارہ بنایا تھا کہیں کہیں کھڈا بنایا تھا اس میں انہوں نے ایک نشیبی جگہ بنائی تھی اور اس میں گارہ بناتے تھے اور کعبہ کی

تعمیر کرتے تھے تو ان کے زمانے کا وہ نشان موجود تھا اور وہ اتنا ہی تھا کہ دو آدمی اس میں کھڑے ہو جائیں تو جبرئیل آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا اور آپ ﷺ کو ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھائی پھر اگلے دن جب ظہر کا وقت ختم ہو رہا تھا تو پڑھائی، پھر عصر کی نماز بالکل شروع میں پڑھائی اور پھر جب سورج بالکل پیلا ہو رہا تھا پھر پڑھائی، مغرب کی نماز دونوں دن ایک وقت میں پڑھائی یہ بتانے کیلئے کہ مغرب کا ایک ہی وقت ہے۔ عشاء کی نماز ایک دن تو مغرب ختم ہوتے ہی جب مغرب ختم ہوتے وقت سفیدہ ختم ہونے لگا اور اندھیرا چھانے لگا تو جبرئیل نے عشاء پڑھائی اور دوسرے دن کچھ رات گزرنے کے بعد پڑھائی اور آپ ﷺ سے کہا کہ یہ نماز کے اوقات ہیں آپ کے بھی اور آپ سے پہلے انبیاء کے بھی ''والوقت فیمابین ھذین الوقتین'' (ترمذی شریف ج اص ۲۱ دار القرآن والحدیث، ابو داؤد ج اص ۵۶ میر محمد کتب خانہ) اور اس کے درمیان میں بھی وقت ہے اول اور آخر پڑھا کر اور درمیان کیلئے بول کر حضرت جبرئیل نے سمجھا دیا۔ کیونکہ نماز کے اوقات کا جاننا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی عبادات

اللہ کے پیغمبر ﷺ ساری رات عبادت فرماتے تھے اور آپ ﷺ کی عبادت تو عجیب تھی، عشاء کے بعد دیر تک آپ مصلیٰ پر رہتے تھے اور گھر آتے تھے اور گھر آتے ہی آپ نے مصلیٰ پر نماز پڑھی بہت لمبی چوڑی تسلی سے ''فلا تسأل عن حسنھن وطولھن'' (بخاری شریف ج اص ۱۵۴) پوچھو نہیں کہ کتنی بڑی اور کتنی خوبصورت تھی پھر اس سے

فارغ ہو کر ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کچھ ضروری باتیں کیں اور پھر آپ ﷺ نے آرام فرمایا اور سحری کے وقت آپ ﷺ پھر اٹھے وضو فرمایا "فصلی رکعتین" دو رکعت پڑھیں "ثم رکعتین" دوبارہ دو رکعت پڑھیں "ثم رکعتین" دوبارہ دو رکعت پڑھیں "ثم رکعتین" دوبارہ دو رکعت پڑھیں "ثم رکعتین" دوبارہ دو رکعت پڑھیں "ثم رکعتین" دوبارہ دو رکعت پڑھیں "ثم اوتر" پھر وتر پڑھے (بخاری شریف ج ا ص ۱۶۰)، وتر ہمیشہ اخیر میں پڑھے گئے ہیں۔ پیغمبر ﷺ نے ہمیشہ وتر اخیر میں ادا کئے کوئی ایک روایت بھی اس کے خلاف موجود نہیں ہے حکم بھی یہی ہے کہ وتر آخر میں پڑھا کرو اور آپ ﷺ کی تہجد بارہ رکعت تھی اس سے کم نہیں پڑھتے تھے اور ۱۲ رکعت تہجد کے بعد پھر ۳ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور جہاں جہاں روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھیں ہیں تو وہ فجر کی سنتیں پڑھی ہیں، کیونکہ کہیں آتا ہے کہ دو اذانوں کے بیچ میں پڑھیں، کہیں آتا ہے کہ پھر آپ باہر نکلے اور جماعت کرائی یہ ۱۲ رکعت تہجد کی پڑھ کر اور ۳ رکعت وتر پڑھ کر اور کہیں آتا ہے کہ کبھی کبھی آپ ﷺ کمر سیدھی کر کے لیٹ جاتے تھے جسے "اضطجاع" کہتے ہیں، اسکو ہمارے یہاں کہتے ہیں کمر سیدھی کرنا۔ اب ایک بات ذرا غور سے سن لو، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم تھا کہ جب آپ اذان دے دیں تو مجھے بھی آ کے دیکھیں اور آواز دے دیں۔ عجیب بات یہ ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ جو بلال رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کو اٹھانے آتے تھے اور آپ ﷺ کو جگاتے تھے تو انہوں نے کبھی یہ نہیں پڑھا کہ "الصلوٰۃ و السلام علیک یارسول اللہ" ورنہ بدعتی سارا پاکستان سر پر اٹھا لیتے۔ بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جہاں آنحضرت ﷺ لیٹے ہوتے تھے اس کی سیدھ میں

آ کر کہتے تھے ''الصلوٰۃ خیر من النوم '' میرے خیال سے اسی سے ان کو مغالطہ ہو گیا اور صرف ''الصلوٰۃ'' لے لیا اور باقی آگے کچھ اور لگا لیا۔ حضرت نماز کا وقت ہو رہا ہے اور لفظی ترجمہ ہے کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔ اگر کسی کو کوئی کہے کہ نماز نیند سے بہتر ہے تو وہ کہے گا کہ نہیں مجھے تو نیند بہت اچھی لگتی ہے نیند کا غلبہ ہے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی گلی کے باہر آ کر کہا کہ ''الصلوٰۃ خیر من النوم '' حضرت نماز کا وقت ہے اور یہ بہتر کام ہے اور وہ اچھی چیز نہیں ہے تو آپ نے کہا کہ ''ما احسن ھذا یا بلال '' یہ بہترین بات ہے تم نے مجھے جگاتے ہوئے کتنی اچھی بات کی ہے ''اجعلہ فی اذانک '' (کنز العمال ج ۸ ص ۳۵۶، مزید تفصیلات ابن ماجہ ص ۵۱، اوجز المسالک ج ۲ ص ۲۲) فجر کی اذان کے ساتھ ہی پڑھا کرو تا کہ ساری امت فائدہ اٹھائے (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ﷺ کتنی رحیم کریم ہستی ہیں مؤطا امام مالک میں ہے کہ اس وقت سے مؤذن پر فرض ہے کہ وہ فجر کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم '' پڑھا کرے یہ تہجد میں نہیں پڑھ سکتے ہیں حرمین شریفین میں تہجد کی اذانیں ہوتی ہیں لیکن یہ کلمہ نہیں ہے کیونکہ فجر فرض ہے اور تہجد فرض نہیں ہے وہ نفل ہے۔ اب دیکھو یہ اضافہ خود صاحبِ شریعت نے کیا ہے اس لئے آپ کو تمام جگہ یہی نظر آئے گا لیکن اذان سے پہلے اور بعد میں درود اور وہ بھی جعلسازی کا خود بنایا ہوا تو وہ کہیں ہے اور اکثر جگہوں پر نہیں ہے اور دن بدن تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ کبھی اس میں ''سیدی'' کا اضافہ کرتے ہیں کبھی اس میں ''حبیبی'' کا اضافہ کرتے ہیں اور یہ سب اس لئے کہ اس کی مشین ان لوگوں نے گھر میں لگائی ہوئی ہے جس میں سے روز ایک نیا درود بن کر آتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت

پورا موازنہ ہے کہ ایک نیند ہے اور ایک نماز ہے تو جن جن لوگوں کو نیند اچھی لگتی ہے وہ کبھی بھی فجر کے پابند نہیں ہوں گے چاہے بڑے سے بڑا بزرگ اور مولوی ہی کیوں نہ ہو اس میں بزرگ یا مولوی کا مسئلہ نہیں ہے ایمان کا مسئلہ ہے، خالص ایمانیات کا مسئلہ ہے ہمیں بھی کبھی سستی ہو جاتی ہے تو کلمہ شہادت پڑھ لیتے ہیں توبہ واستغفار کرتے ہیں کہ یا اللہ کوئی نقصان ہونے والا ہے، اعمال میں کمی ہو رہی ہے سستی بھی نہیں آنی چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت کو خیال ہوا کہ آج گھر پر نماز پڑھ لوں مسجد میں کوئی پڑھا لے گا تو ان کی اہلیہ نے کہا کہ آج آپ بہت زیادہ بیمار ہیں جو گھر پر نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توبہ میں تو بیمار ہوں ہی نہیں اور پھر بہت ہی افسوس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز تو چھوڑو بیوی کے سامنے جھوٹ بولنا پڑ رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم کو سستی نہیں کرنی ہے اور خیال رکھنا ہے کہ وقت بہت کم ہے زندگی بہت چھوٹی ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں قبر میں پڑے رہنے کا وقت بہت زیادہ ہے پھر کچھ بھی نہیں ہوگا

جائے گا جب یہاں سے کچھ بھی نہ پاس ہوگا
دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

یاد رکھنا اس کے لئے تیاری بہت ضروری ہے
مسافر شب سے اٹھتا ہے جو جانا دور ہوتا ہے

کہیں ایسا نہ ہو کہ بروزِ قیامت آپ کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

قبر میں سوال و جواب کا مرحلہ

ایک بڑے اندھیرے گھر میں جانے والے ہیں، خالص مٹی کے ساتھ کام ہے کوئی بال بچے، کوئی وزیر مشیر، کوئی عہدہ و مرتبہ سوائے ایمان واعمال کے وہاں کام نہیں آئے گا۔ کتنی عجیب بات ہے سب باتیں آپس میں جڑی ہوئی ہیں، سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آدمی کو جب قبر میں رکھ دیتے ہیں اور لوگ واپس ہو جاتے ہیں تو اس دوران قبر میں فرشتے آتے ہیں بخاری میں بھی ہے جنائز میں، مسلم میں بھی ہے، تو اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ باتیں سوالات آپ سے کرنے ہیں ایک خوش قسمت انسان ایسا ہے کہ اس کی قبر میں فرشتوں کے آنے سے پہلے ایک خوبصورت صحتمند جوان آتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ آپ تسلی سے ہو جائیں اور تھوڑی دیر میں فرشتے آرہے ہیں، آپ گھبرائیں نہیں سب سوالات کے جوابات میں دوں گا۔ کتنی بڑی بات ہے کوئی کسی کیلئے جواب دے سکتا ہے؟ زندگی اس نے گزاری ہے سوال اس سے متعلق ہے اور وہ قبر میں جوان کہتا ہے کہ میں جواب دوں گا آپ آرام سے رہیں ایسا اکرام اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا فرما رہے ہیں، بس یہ کہنا ہی تھا کہ فرشتے داخل ہوئے، فرشتے کہتے ہیں کہ اس کو بٹھاؤ وہ سوال کرتے ہیں جوان نبٹتا ہے پھر سوال کرتے ہیں، جوان جواب دیتا ہے اخیر میں وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں یہی گمان تھا کہ یہ کامیاب ہے کیونکہ یہ نمازوں کی بڑی پابندی کرتا تھا، جب وہ چلے جاتے ہیں اور اس شخص کو

تسلی دے دیتے ہیں کہ آپ آرام سے لیٹے رہیں کوئی آپ کو چھیڑے گا نہیں تو وہ خوبصورت صحتمند نوجوان بھی اجازت لیتا ہے کہ مجھے بھی اجازت دیں تو یہ اس سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں آپ نے میرے ساتھ بہت احسان کیا ہے اس تنگی کی گھڑی میں مجھے چھڑایا ہے، وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے آپ نہیں پہچانتے ہیں میں تو آپ کی فجر کی نماز ہوں جو آپ اندھیرے میں، سخت سردی میں، بے آرامی میں، بے راحتی میں تو مجھے آپ کے رب نے آپ کی امداد کے لئے مقرر کیا ہے۔ اب آپ خود سوچیں کہ یہ نوجوان کیا ان لوگوں کی قبر میں بھی آیگا جنہوں نے فجر کی نماز نہیں پڑھی؟ وہ بھی کوئی مسلمان ہے جو کہ نمازوں میں نرمی کرے اور نمازوں کا مکمل طور پر پابند نہ ہو۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی نماز کے ساتھ محبت

ہمارے مسلمان بھائی آج تمام چیزوں کی طرف متوجہ ہیں لیکن نماز کے بارے میں بہت نرم ہیں اگر یہ شب بیداری شروع کردیں اور نمازوں کے معاملات درست کر دیں اور اگر یہ نہیں تو تہجد کی چند رکعات پڑھ لیں اور پھر فجر کی نماز پابندی سے پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دو جہانوں کی مشکلات آسان کردے گا۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پریشان ہوجاتے اور کوئی مشکل پیش آتی تو ’’کان النبی اذا حزبہ امر اصلی‘‘ (ابوداؤد ج ا ص ۱۹۴ مکتبہ حقانیہ) آپ ﷺ نمازوں کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے لمبی لمبی رکعات دیر تک قرأت فرماتے تھے اور احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ اتنی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پیر مبارک میں سوجن آگئی تھی حالانکہ آپ

ﷺ تو بخشے بخشائے نبی معصوم ہیں آپ ﷺ کو اتنی زیادہ عبادت کی کیا ضرورت تھی، جب آپ ﷺ سے کسی نے یہ بات کہی تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ "افلا اکون عبداً شکوراً" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۲) کیا جواب آپ ﷺ نے دیا ہے رہتی دنیا تک کے لئے اس میں مکمل دستور موجود ہے کہ میری یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ ہے، آنحضرت ﷺ کی عبادات کسی عام آدمی کی عبادات کی طرح نہیں تھی اگر ان کا احاطہ کرلیا جائے تو انسانی عقل حیران رہ جائے گی کہ آپ ﷺ اتنے بڑے منصب کے باوجود ایسے عابد زاہد تھے کہ قیامت تک لاکھوں شیخ عبد القادر جیلانی اور معین الدین چشتی، نظام الدین اولیاء اور سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہم اس کے ایک دن تو کیا ایک لمحے تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ آپ ﷺ کا اعجاز تھا اور آپ ﷺ نے امت کو بھی یہی تلقین کی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑیگا کہ

یہ امت خرافات میں کھو گئی

ہم نے ایک ملک کا سفر کیا وہاں ایک سازش ہوگئی اور وہاں اس سازش میں یہ کہا گیا کہ یہاں افغانستان سے کمانڈو آئے ہوئے ہیں اور وہ اس حکومت کے خلاف ایکشن لیں گے ہم فقیر لوگ ہیں ہمارا کیا کام ان چیزوں سے، تو ہمارا میزبان بڑا غمگین ہوگیا اور کمشنر جو بڑے شہر کا تھا اس سے بات چیت کی اور تو خیر ہے براہ راست وزیر اعظم کا حکم آیا ہے کہ ذرا ان مہمانوں کو چیک کرو، اب وہ میزبان پریشان بھی ہے اس کو ہنسی بھی آتی ہے کہ وزیر اعظم کتنا کم عقل ہے کہ اس کو کوئی اور خبر نہیں تو یہ دے دی گئی، تو ہمارے ایک ساتھی کو دیکھا کہ وہ نیتوں پر نیتیں باندھ رہا ہے میں نے سمجھا کہ اس نے پریشانی کی خبر سنی ہے تو اس

کا دماغ خراب ہوگیا ہے جب اس نے ۵۰ رکعتیں پڑھیں تو میں نے روک دیا لیکن یقین کرلیں کہ وہاں سے وزیر اعظم نے معافی مانگی کہ غلطی ہوگئی اور پوزیشن کلیئر ہے میرے ساتھی مجھے کہتے تھے کہ آپ دیکھ کر کہتے تھے کہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ یہی تو کام ہے مصیبت میں کرنے والا میں نے کہا کہ بے شک! مشکلات سے بچنے کا ایک یہی تو طریقہ ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں، ایک چیونٹی کو بھی جواب نہیں دے سکتے، کوئی شیر اور بھیڑیے کی ضرورت نہیں ایک چھوٹا سا مچھر کتنی تکلیف دیتا ہے اور اب تو ایک ایسا مچھر نکل آیا ہے کہ جس کا علاج حکیموں ڈاکٹروں کے پاس نہیں ہے، انسان کتنا کمزور اور نکما ہے، اتنا بیکار ہے کہ اپنے نفع اور نقصان کا بھی یہ خود مالک نہیں ہے، اگر ایک چھوٹا سا دانہ بھی جسم میں نکل آئے تو یہ اس کی وجہ سے بے حال ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود باتیں کتنی بڑی بڑی کرتا ہے۔

اس عروجِ عارضی پہ یہ تکبر یہ غرور
دیکھ مر جاتی ہے چیونٹی پر نکل آنے کے بعد

تبلیغی جماعت ! با اخلاق اور با کردار جماعت

ہمارے وفاقی وزیر داخلہ کو کوئی اور نہیں ملا تو بستر والے غریب رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ یہ بہت خراب لوگ ہیں ساری دنیا میں، یہ لوگ بدمعاشی کرتے ہیں۔ حالانکہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر تبلیغی جماعت جیسی با اخلاق اور با کردار جماعت مسلمانوں کی نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے برے بھی اچھے ہیں وہ بھی برائی ایک طرف کر کے پھر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور چھ نمبر یاد کرتے ہیں اور کبھی کبھی جوش میں

آکر بستر باندھ لیتے ہیں کہ چلو اللہ اجر دے گا اور بغیر کسی لالچ اور طمع کے دین کا کام کرتے ہیں اور لوگوں کو مساجد کی دعوت دیتے ہیں اور ان کو مساجد کی طرف بلاتے ہیں، نماز یں سکھاتے ہیں، دین کی ضروری باتیں بتاتے ہیں، آداب سکھاتے ہیں۔ ان کو بڑے بڑے خون خرابے کے ٹھیکیدار نہیں ملے جو لاشوں کی سیاست اور حکومت کرتے ہیں، درجنوں گھر جن کی وجہ سے اجڑ گئے، لاکھوں عورتیں ان کی وجہ سے بیوہ ہوگئیں، کتنے بچے ان کی وجہ سے یتیم ہوگئے، وہ ان کو نظر نہیں آتے ان کو کچھ کہنے کے بجائے انہوں نے بزرگوں کو اور پاک لوگوں کو برا بھلا کہنا شروع کردیا

پشتو زبان کے شاعر رحمان بابا کہتے ہیں

چہ پہ ذم د نیک سیرتو شنڈے سپڑی
خپل شفت د دوزخ پہ سرو انگار کڑی

جو پاک لوگوں کی مذمت کرتا ہے وہ اپنے ہونٹوں میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے،

تبلیغی جماعت کی وجہ سے پوری دنیا میں امن ہے، سکون ہے، شیرینی ہے، کردار ہے اور کام بھی کرتے ہیں، وہ تمام خرچہ اپنا کرتے ہیں، دین کی مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ آپ نے تو ملک کو بیچا ہے، آپ نے تو پورے ملک وملت کو اتنا بدنام کیا ہے کہ ۶۵ سال میں اتنا کسی نے نہیں کیا تھا، یہ سب آپ کی وجہ سے ہے کہ آپ وفاق تو کیا ایک صوبے کے اہل بھی نہیں ہیں اور آپ کو دنیا کے اندر کوئی نظر نہیں آیا تو وہ غریب مسکین نظر آئے جو برے کو بھی برا نہیں کہتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ خود تمام نا کردنیوں میں ملوث ہیں اور جب خود اس میں فریق ہیں تو پھر ان کے خلاف بات کیسے کریں گے۔

تبلیغی جماعت کا طریقۂ تبلیغ

ہم ان سے ناراض رہتے ہیں کہ برے کو تو برا کہو وہ کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں اور حقیقت یہ ہے کہ کسی کو جب دعوت دینی ہو تو اسے برا کہنا جائز نہیں ہے، ایک کافر کو آپ کہیں کہ تُو کافر ہے تو وہ کہے گا کہ پھر میرے گھر کیوں آئے ہو باہر نکلو اور اگر آپ کہیں آپ بہت اچھے اور پیارے ہیں میں آپ کے گھر آیا ہوں پیر پکڑتا ہوں منت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی ہدایت کیلئے ایک بہترین انسان حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے اور ان کے اخلاق کردار پوری دنیا میں بہترین ہیں آپ ان کو سچا نبی مان لیں اور ایمان لے آئیں تو وہ سننے لگتا ہے، آپ اس کو ایک کتاب دیں کہ اس میں اول سے اخیر تک دونوں جہانوں کی روشنی، اس کتاب میں اچھائیاں ہیں تمام برائیوں سے منع کیا گیا ہے، اسے کہیں کہ ہمارے پیغمبر نے ایسی زندگی گزاری جب سے دنیا میں انسان آئے اور رہیں گے آپ کی طرح زندگی کسی کی نہیں ہوگی، وہ کافر بھی انسان ہے روٹی کھاتا ہے گھاس تو نہیں کھاتا۔ وہ کہے گا کہ وہ کون ہیں؟ اسکو پھر کتاب دیں، سیرت النبی ﷺ کی ایک چھوٹی کتاب دے دیں سورۃ فاتحہ اور اخلاص کا ترجمہ دے دیں، اس میں اتنا وزن اور اتنی جان ہے کہ وہ تسلیم کرلے گا کہ زندگی گزارنے کیلئے اس سے بہترین لائحہ عمل نہیں ہے جو اللہ نے اسلام کے نام پر، رسول اللہ ﷺ کے نام پر بھیجا ہے، تو وہ کلمہ پڑھے گا اور ہمارا بھائی بنے گا، یہ ان کی تعلیمات ہیں، ان میں آپ کو کہاں دہشت گردی اور ظلم نظر آ گیا۔ تبلیغی جماعت کے بارے میں وفاقی وزیر کو کنٹرول کرنا چاہئے اور امت سے معافی مانگنا چاہئے، یہ شریف لوگ ہیں، صادق لوگ

ہیں، دیانتدار لوگ ہیں، معاشرے کی برائیوں کو ختم کرنے والے ہیں، ان کے حلقوں میں بیٹھ کر دہشت ختم ہوتی ہے، ان کے حلقوں میں بیٹھ کر حرام خوریاں ختم ہوتی ہیں، ان کے ساتھ چل چل کر دین کی قدر آتی ہے، دین کا درد پیدا ہوتا ہے، ایمان کا پتہ چلتا ہے، دین سے دوری کی وجہ سے جو تباہی آرہی ہے اس کا احساس ہوتا ہے۔ تبلیغی جماعت انسانوں کی اعلیٰ ترین جماعت ہے، تبلیغی جماعت دین اور ایمان اور اچھے اعمال کی پیکر جماعت ہے تبلیغ کا ہر ہر فرد شرق اور غرب میں جناب رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا امین ہے۔ چھوٹے تبلیغی چھوٹا کام کرتے ہیں بڑے تبلیغی بڑا کام کرتے ہیں۔

بہر حال پندرہویں صدی ہے مولویوں سے بھی کوتاہیاں ہوتی ہیں پیران طریقت سے کوئی کم غلطیاں ہورہی ہیں کونسی کتاب ہے قرآن کے علاوہ جس میں کمی کوتاہی نہیں ہے تبلیغی بھی اسی معاشرے کے فرد ہیں اللہ ان کی بھی کمی کوتاہی اور ہماری بھی کوتاہیاں معاف فرمائے، لیکن حکومت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پاک باز اور دین پسند لوگوں کے پاکباز لباس پر ناحق داغ لگائے اپنے آقا امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اور ایسی خوشی جلد زہر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پورے دین اور اہل دین کی حفاظت فرمائے اور ناکارہ لوگوں کی بدزبانیوں سے دین کو محفوظ فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۵۶

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراًونذيراًوداعيا الى الله باذنه وسراجاًمنيرا اما بعد!

بسم الله الرحمن الرحيم

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۵۹)

اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام

محرم الحرام کا مہینہ اسلامی حرمتوں کا مہینہ ہے، اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے سے جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا فرمائے، اسی وقت سے یہ فیصلہ ہے کہ سال بارہ مہینے کا ہے، سال میں ۴ مہینے اشہر حرم ہیں، رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام۔اسی طرح ۳ مہینے اشہر حج ہیں شوال، ذی

القعدہ، ذی الحجہ۔ اسی طرح اس وقت سے یہ بھی فیصلہ رہا ہے کہ اسلام کا سال محرم سے ہی شروع ہوگا اور یہ ہجری کے قریب کا مسئلہ ہے، جسے قمری بھی کہتے ہیں۔ شمسی نظام سورج کے اعتبار سے ہے وہ علیحدہ ہے۔ اس کا بھی جواز ہے لیکن اس پر متروک اقوام کا عمل ہے اور یہ امت چونکہ امت محمدیہ ہے اس لئے اس کا عمل ہجری سے ہے اور ابتداء محرم سے ہے۔

اکثر آسمانی کتابیں بھی اس مہینہ میں نازل ہوئی ہیں، انبیاء علیہم السلام کو فتوحات بھی اسی مہینے میں حاصل ہوئی ہیں اور ہجرت کا آغاز بھی محرم الحرام سے ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ہجرت بالفعل اس مہینے میں ہوئی ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ آغاز اور تیاری اس مہینہ سے ہوئی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ مشرکین مکہ مکرمہ میں آرام سے عبادت نہیں کرنے دے رہے، بہت تنگ کر رہے ہیں، اگر اجازت ہو تو کسی آس پاس کے علاقے میں چلا جاؤں تاکہ عبادت تو آرام سے کرسکوں۔ جنابِ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی حق تعالیٰ سے استدعا کی ہے اور مجھے امید ہے کہ رب العزت مجھے عنقریب ہجرت کرنے کی اجازت دے دیں گے آپ انتظار کریں۔ بخاری شریف میں ہے کہ اس سے پہلے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہجرت فرمائی تھی اور مکہ مکرمہ چھوڑ کر جا رہے تھے مکہ مکرمہ کا ایک رئیس راستے میں ملا اس کا نام تھا ابن دغنہ، اس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا ''این تریـد یا ابا بکر؟'' کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے لوگ تو مجھے نماز نہیں پڑھنے دے رہے، حرم شریف میں قرآن نہیں پڑھنے دے رہے۔ کیونکہ مکہ میں مشرکین کا بڑا زور تھا بڑی کثرت تھی اور وہ بڑے باغی قسم کے لوگ تھے، اس لئے حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کہیں اور جاتا ہوں جہاں اللہ کی عبادت شوق سے اور سکون سے کرسکوں۔ ابن دغنہ نے کہا کہ ''یا ابا بکر لا یَخرُج ولا یُخرَج '' تیرے جیسا انسان نہ یہاں سے جاسکتا ہے نہ ان کو جانے دیا جائے گا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بڑے فضائل بیان کئے اور کہا کہ آپ کے بغیر مکہ مکرمہ اجڑ جائے گا، آپ واپس آجائیں اور میری ذمہ داری ہے اور آپ جس طرح چاہیں اللہ کی عبادت کریں آپ کو کوئی بھی نہیں روکے گا۔ (بخاری ج۱ص۵۵۲)

آپ ذرا غور کریں ایسی تنگی کی گھڑی تھی اور صدمے کے اوقات تھے کہ اللہ رب العالمین کی عبادت نہیں کرسکتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زندگی کے شکرانوں کی گھڑیاں اور قیمتی لمحات جس میں مومن اللہ رب العزت کی مخلصانہ پرشوکت پرسکون دل وجان کی توجہ کے ساتھ عبادت کرسکے بہت بڑی نعمت ہے، اللہ نصیب فرمائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اسلام کی پہلی مسجد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے سامنے ایک چھوٹی مسجد بنائی تھی اور جب حرم (کعبہ) میں مشرکین نہیں جانے دیتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے سامنے چھوٹی سی مسجد میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے اور نماز کے بعد قرآن مجید لیکر کھڑے ہوجاتے تھے اور تلاوت کرتے اور اسکے معانی اور مطلب بیان کرتے تھے۔ ''فیتقذف علیه نساء المشرکین و ابناؤهم'' بخاری میں ہے کہ مشرک عورتیں اور بچے جمع ہوجاتے تھے کہ کیا آواز ہے، کیا حسن وجمال کی تلاوت ہے، کیا

زبردست تفسیر ہے۔ مشرکین مکہ ابن دغنہ کے پاس گئے اور اس کو کہا کہ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ نے ان کو امن دیا ہے آؤ دیکھو اس نے تلاوت شروع کر دی ہے اور قرآن کا درس شروع کر دیا ہے، اس سے ہماری نسل کو نقصان پہنچے گا۔ جتنی عورتیں اور بچے سن رہے ہیں یہ سب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۵۳) یاد رکھیں کائنات کے بنانے میں اور لوگوں کی اصلاح میں جتنا دخل قرآن کریم کا ہے اتنا کسی اور چیز کا نہیں ہے، جو شخص بھی کامیاب پروگرام آگے بڑھائے گا وہ قرآن کریم کو صدق دل اور سلف کے طریقے پر بیان کرے گا، اللہ پتھر کو بھی موم کی طرح نرم کر دے گا، دشمن کو بھی دوست بنا دے گا، حریف کو حلیف کر دے گا اور پرائے کو جانثار کر دے گا، یہ قرآن کے معجزات ہیں اور مشاہدات ہے۔ ابن دغنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے آپ کو امن دیا تھا اب آپ تلاوت کرتے ہیں اور قرآن پاک پڑھتے ہیں اس سے ہماری قوم کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ ذرا آہستہ پڑھا کریں کہ باہر آواز نہ آئے۔ ہمارے یہاں بھی ایک آدمی نے رسالہ چھاپا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز جو باہر جاتی ہے وہ نہیں جانی چاہئے، میں نے کہا کہ یہ ابن ابی دغنہ کا صحیح خلیفہ ہے اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منع کیا تھا اور یہ ہمیں منع کر رہا ہے۔

لاؤڈ سپیکر کا مسئلہ

ایک زمانے میں ہمارے شہر میں بھی پابندی لگ گئی تھی کہ لاؤڈ سپیکر کی آواز باہر نہیں جانی چاہئے اور اس پر کچھ مولویوں نے بھی آمادگی ظاہر کر دی تھی۔

شیر شاہ کے ایک جلسے میں میری ملاقات ایک سیاسی لیڈر سے ہوئی میں نے کہا کہ یہ پابندی آپ نے دیو بندیوں پر لگوائی ہے، کیونکہ شیعوں کے ماتمی دنوں میں ان کے جلوس اور جلسہ امام باڑوں میں نہیں ہوتے ہیں تین تین میل دور تک ہوتے ہیں، وہ یہاں ہماری گلی تک لاؤڈ اسپیکر لگواتے ہیں اور امام باڑہ دوسرے کونے پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب شور وشغف ہے۔ یہ دوسرے جو ہیں ان کے بڑے بھائی جان ہیں! یہ اصلی نسلی بدعتی! وہ تو موسمی بدعتی ہیں اور یہ سال بھر کے بدعتی ہیں، انہوں نے بھی کہا کہ ہمارے میلاد کے جلسے ہوتے ہیں اور اس میں ہم شور شرابہ کریں گے۔ تو یہ پابندی انہوں نے تو قبول نہیں کی یہ تو طے ہو گیا تھا سیکریٹری کے ساتھ تو آپ نے اپنے خلاف یہ فیصلہ کیا ہے کاش کہ آپ کو پورا علم ہوتا اور مذہبی غیرت ہوتی تو آپ ان کے اس فیصلہ پر ایکشن لیتے۔ وقت بے وقت محلے والوں کو تنگ کرنا حرام ناجائز ہے لیکن کچھ خصوصی اوقات ہوتے ہیں جیسے جمعہ کا دن، کبھی فجر کے بعد ۱۵ منٹ، آدھا گھنٹہ بیان ہوتا ہے، اہل حق کے یہاں کبھی عشاء کے بعد بھی بیان ہوتا ہے، جیسے مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے مردوں کا حق ہے اسی طرح گھروں میں بیٹھی ہوئی عورتوں کا بھی حق ہے۔ یاد رکھنا یہ سب زبانی جمع خرچ نہیں ہے اس پر میں نے رسالہ لکھا ہے "پیغام مسرت" کے نام سے اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ نے اس پر دستخط کیے ہیں۔

دین کی تعلیمات آداب اور احتیاط پر مشتمل ہیں

طریقے سے آداب سے اوقات کا خیال رکھتے ہوئے دور دراز اور محلے میں بھی

آواز جائے یہ اچھی بات ہے۔ ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو کسی وقت بھی لاؤڈ اسپیکر کھولیں اور اس میں گانے گائیں اور کسی وقت بھی نعت بازی اور غزل خوانیاں کریں، اہل حق کے یہاں یہ چیزیں کہاں ہوتی ہیں۔ یہ طویل مسئلہ ہے، یہی ہوتا ہے کہ ایک فریق غلط مسئلہ لکھتا ہے اور دوسرے رواداری میں خاموش ہو جاتے ہیں اور اس سے پوری صدی بدنام ہو جاتی ہے۔ ایک اخبار میں ایک مولوی نے بیان دیا کہ مجھے یہ فخر ہے کہ میں ہمیشہ حق بیان کرتا ہوں اور حق یہ بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ یہود ہمارے دشمن نہیں ہیں جو روزانہ ہمارے فلسطینی بھائیوں کو بھون ڈالتے ہیں اور کہا کہ صیہونی دشمن ہیں۔ عجیب مولوی ہے، دین سے بالکل ناواقف صیہون کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے، قرآن کریم یہود و نصاریٰ پر لعنت کر رہا ہے، ان پر ملامت کر رہا ہے ان کو غضب یافتہ کہہ رہا ہے ان کو لعنتی فرقہ کہہ رہا ہے اور اخبار میں کوئی بھی مولوی کہہ دیتا ہے کہ یہود ہمارے دشمن نہیں۔ جہاں اس قدر دین میں دھاندلی ہو اور دین کو بدنام کرنے والوں کو مواقع حاصل ہوں وہاں مسائل واضح کرنا علماء حق کی بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے دین کی صحیح باتوں کو قدر منزلت نصیب فرمائے کیونکہ معاشرہ تو دین کی صحیح باتوں سے بنے گا، اگر غلط باتیں عام ہو گئیں اور انہوں نے اثر رسوخ پیدا کیے تو ہمارے اپنے پرائے ہو جائیں گے، بنے بنائے عقائد غلط ہو جائیں گے۔

مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے کیا اختلاف تھا، وہ نام لیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اور کرتے تھے شرک اور ۳۶۰ بت بنائے ہوئے تھے اور بتوں کو لا کر کعبہ میں رکھا ہوا تھا ان کو کوئی منع کرنے والا نہیں تھا طرح طرح کی

نا کردنیاں وہ کرتے تھے اور ان کے درمیان کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ان کو غلط اور صحیح کی تمیز بتاتا۔ اب بھی بہت ساری بدچلنی اور بدامنی چل رہی ہے لیکن کم از کم مسائل دین پاک صاف ہیں یہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و کرم ہے۔

قبر پرستی ! ایک قبیح فعل

بدعتی بدعات کر رہے ہیں اور چونکہ اسلام پسند اقتدار میں نہیں آئے اس لئے وہ عام طریقے سے لوگوں کو گمراہ اور بے دین بنا رہے ہیں، لوگوں کو عرس، گیارہویں، چہلم اور برسی اور قبر پرستی کی تعلیم دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں قبروں سے ہٹا کر لوگوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے، اسلام میں قبر پرستی سرے سے ہے ہی نہیں۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے سامنے جو حصہ ہے یہ جبل ابی قبیس کہلاتا ہے۔ جس کے پیچھے پھر منیٰ شروع ہوتا ہے اور حطیم تک کا جو علاقہ ہے اس میں ۵۰۰ پیغمبروں کی قبریں ہیں وہ کہاں ہیں؟ کہیں موجود ہیں؟ کہیں نشان نہیں انکا۔ انبیاء برحق ہیں، قبور دیر تک رہیں تو خدشہ ہے کہ لوگ شرک اور کفر کرتے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب قبر مٹ گئی اور ختم ہوگئی اس کا حکم بھی ختم ہوگیا اور وہاں مسجد بن گئی تو عبادت جائز ہے، قبر کی شکل موجود ہونا یہ بت پرستی کی جڑ اور بنیاد ہے، اس لئے اسلام نے ہمیشہ اس کی حوصلہ شکنی کی ہے، آپ تو ادب سے زیارت کرتے ہیں لیکن آپ کے بعد جو آئیں گے وہ ہاتھ لگائیں گے، ان کے بعد جو آئیں گے وہ چومیں گے اور ان کے بعد جو آئیں گے وہ سر رکھ دیں گے۔ آج کل درگاہوں کا حال آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ درگاہوں میں جو بزرگان دین مدفون ہیں وہ ایسے نہیں تھے، وہ اعلیٰ

درجے کے مسلمان تھے، وہ کامل اولیاء تھے انہوں نے پوری زندگی شرک و بدعت کو مٹانے میں لگائی تھی '' فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ '' ان کے بعد بدعمل لوگ آئے ہیں '' اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰت '' (مریم آیت ۵۹) نمازیں ضائع کیں اور شہوتوں کے پیچھے پڑگئے، قرآن کہتا ہے یہی جہنم کے مستحق ہیں۔ کسی کے پاس صحیح آدمی کا آنا کہ وہ انکے نقوش کو ان مٹ بنائے، وہ ان کی اداؤں کو سلامت رکھے، ان کے نظریات کو زندگی بخشے، ان کے دین کو محفوظ رکھے '' کارے باشد ''۔

ایک جماعتِ حق کا امت میں ہمیشہ رہنا

قرآن مجید میں ہے کہ ایک پیغمبر خدا کے حضور رو رہا ہے اور بیٹا مانگ رہا ہے '' يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ '' ایسا بیٹا دے جو میرا منصب اور آل یعقوب کا منصب سنبھالے '' وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا '' (مریم آیت ۶) اور خدایا اس کو پسندیدہ آدمی بنائیں، تو خداتعالیٰ فرماتے ہیں '' وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ '' داود کو ہم نے ایسا بیٹا سلیمان دیا، وارث بنایا جو ان کے تمام منصب نبوت اور علوم وکمالات کے جانشین تھے

'' وَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ط اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ '' (سورہ نمل آیت ۱۶)

ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ کو حق تعالیٰ نے یہ مقام ومنصب عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی امت میں ہمیشہ ایک جماعت اہل حق کی ایسی رہے گی جو حق کی حمایت اور توحید وسنت پر ڈٹی رہے گی اور مسائل بیان کرنا اپنا شعار سمجھے گی اور دین کی محافظ ہوگی۔

ہندوستان میں جب مغلیہ حکومت ختم ہوگئی اور انگریز آئے تو انگریزوں نے ایک عجیب چال یہ چلی کہ مذہبی بحران پیدا کیا قبر پرستوں کو پیدا کیا، مساجد میں ڈانسروں کو لے آئے کہ ٹانگیں کھولو، سر ننگے کرو شلوار گھٹنے تک پہنچا دو اور مسجدوں میں شور ہنگامہ کرواٰمین کہنے کے بہانے اور لوگوں کی عبادات برباد کرو۔ ہندوستان میں صحیح سلامت اسلام تھا، مسلمانوں کی وہاں سات سلطنتیں گزریں وہ سب کے سب کٹر قسم کے احناف تھے۔ مجاہدین کو کمزور کرنے کیلئے کبھی ایک فرقہ کہتا تھا کہ یہ قبروں کو نہیں مانتے بزرگوں کو نہیں مانتے ان کے ساتھ مل کر جہاد جائز نہیں، دوسرے نے کہا کہ ان کی نماز صحیح نہیں ہے، یہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے، رفع یدین نہیں کرتے، آمین زور سے نہیں کہتے، یہ سب انگریز کے ورغلانے کی وجہ سے، کیونکہ یہ سب انگریز کے ملازم تھے اور ایک سازش کے تحت پیدا کئے گئے تھے۔ ورنہ یہ مسئلہ اماموں میں اختلافی ہے اور اس کے فیصلے کتابوں میں ہو چکے ہیں۔ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ چاروں امام برحق ہیں اور ایک امام کے مقتدی دوسرے امام کے پیچھے اسی امام والی نماز پڑھیں تو درست اور صحیح ہے اور شروع سے ایسا ہی ہوا ہے۔

حدودِ اختلاف! امام شافعی رحمہ اللہ کا عمل

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہیے اور آمین زور سے کہنی چاہئے اور رکوع جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں، لیکن جب حضرت صاحب رحمہ اللہ بغداد تشریف لے گئے اور اس مسجد میں نماز پڑھی جو امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد کہلاتی ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ نے وہاں درس

دیئے ہیں اور ان کے شاگرد امام محمد ابن الحسن جو امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد ہیں وہاں موجود تھے، تو امام شافعی وہاں چپ چاپ رہے، حنفی طرز کی نمازیں پڑھی، فاتحہ سے پہلے زور سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی، آمین بھی اونچی نہیں پڑھی۔ کسی نے ان کو کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد ہے، ان کے یہاں آکر ان کا ادب اور احترام ضروری ہے۔

اسی طرح ہندوستان میں ایک بڑا غیر مقلد گزرا ہے جنہوں نے انگریزوں سے "اہلحدیث" کا نام ان کو الاٹ کرایا ہے، نواب صدیق حسن خان قنوجی اسی نے انگریز کو درخواست دی تھی کہ ہم آپ کے وفادار ہیں ہمارا کوئی نام نہیں ہمیں کوئی سلفی کہتا ہے اور کوئی ظاہری، تو انگریزی حکومت کی طرف سے ان کو اہلحدیث کا نام الاٹ ہوگیا اور ان کی جماعت کو کاغذات میں بھی اور ویسے بھی اہلحدیث کہا جانے لگا۔ "معاصر صدیقی" نامی کتاب میں یہ سب واقعہ موجود ہے۔ یہ نواب صاحب کبھی اس محلے میں جاکر نماز پڑھتے تھے جہاں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ حنفی عالم امام تھے۔ تو نواب صاحب پگڑی سر پر باندھ لیتے تھے اور صحیح طرح شال اوڑھ لیتے تھے اور طریقے سے مسجد میں داخل ہوتے تھے، تو کسی نے ان سے کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں نماز تو مولانا ہی پڑھائیں گے لیکن وہ حنفی عالم ہیں ان کے یہاں بہتر ہے جب وہ میرے امام ہیں تو میرے کسی عمل سے ان کو تکلیف نہ پہنچے اور میری نماز کراہیت اور شک سے پاک ہوجائے۔

اسلامی شعائر کا احترام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

بہر حال محرم الحرام کا مہینہ اسلامی مہینہ ہے اور اسلامی سال اس سے شروع ہو گیا ہے۔ لیکن آج کل ہمارے بھائی لوگ نیا سال جنوری فروری سے شروع کرتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام ایک کامل دین صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے ہے اور ہمارے اپنے لوگ اس سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے لیکن ہمارے لئے پہلا مہینہ جنوری ہوتا ہے کتنے افسوس کا مقام ہے، آپ لوگوں کی گھڑیوں میں بھی اسلامی کے بجائے انگریزی تاریخ ہوتی ہے، اپنی گھڑیوں پر اسلام نافذ کرواور اس میں اسلامی تاریخ اور مہینے کا حساب رکھو، آپ کی نظر میں یہ بہت چھوٹی بات ہے لیکن یہی چھوٹی بات آگے چل کر آپ کو بے دین بنا دیتی ہے اور آپ اتنے دور نکل جاتے ہیں کہ واپسی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ موبائل میں بھی اسلامی کلمات رکھو، گانے بجانے کے ساز وغیرہ ڈالنا حرام ناجائز ہے، سادہ قسم کی گھنٹی ہو یا کوئی آیت یا اذان یا کلمہ بج جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کے متعلق فتویٰ لکھا گیا ہے وہ غلط ہے، دارالافتاء نے اس کا رد کر دیا ہے۔ ہر قسم کی اسلامی نعت یا آیات موبائل میں ڈالنا درست ہے بلکہ بہتر ہے کم از کم آپ گناہ کے ساز سے تو محفوظ رہیں گے۔ یہ مسئلہ تو شروع میں ہی حل ہو چکا ہے جب پیغمبر ﷺ کی صدارت میں اجلاس ہوا کہ لوگ پھیل گئے ہیں اور مسلمان بڑھ گئے ہیں پانچ نمازوں کے لئے حضرت ﷺ کے پیچھے آنا ہے، لوگوں نے کہا کہ پتہ بھی نہیں چلتا ہمیں آنے میں دیر ہو جاتی ہے اور نماز ہو چکی ہوتی ہے۔ کوئی ایسا انتظام ہونا

چاہئے کہ نماز کی اطلاع ہو جائے۔ تو جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بعض نے مشورہ دیا کہ گھنٹال بجایا جائے تو کہا گیا کہ یہ تو یہود کا طریقہ ہے، پھر کہا گیا کہ آگ لگائی جائے کہا گیا کہ یہ تو مجوسیوں کا آتش پرستوں کا طریقہ ہے، پھر کہا گیا کہ ایک قرن بجایا جائے (سینگ) تو کہا گیا کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ اجلاس ویسے ہی برخاست ہو گیا اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔ رات کو ایک جلیل القدر صحابی عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ہے اور اس کے پاس دف ہے اور اس کو وہ کہتے ہیں کہ "اتبیع الناقوس " اسکو بیچنا نہیں ہے؟ اس نے کہا "ما ذا تصنع به " کیا کرنا ہے، صحابی نے کہا "ندعوا به الی الصلوٰۃ " نمازوں کیلئے لوگوں کو بلاؤں گا، اس دف والے نے کہا کہ "افلا ادلک علی ما هو خير من ذلک " کہ میں آپ کو اس سے بہتر بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو " الله اكبر الله اكبر الله اكبر .... " یہ الفاظ کہیں، پوری اذان اس آدمی نے بتائی۔ خواب ختم ہو گیا اگلے روز صبح حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کو وہ خواب سنایا، اس خواب کے دوران ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور چپ چاپ بیٹھ گئے، حیران پریشان آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ فرشتہ تھا جو آسمان سے اترا تھا اذان سکھانے کیلئے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۷۰، ۷۱) اور فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ نبی جب خواب کی تصدیق کر دیں تو وہ خواب بھی وحی کا حصہ ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کی آواز اچھی ہے اونچائی پر

کھڑے ہو جاؤ اور یہ کلمات سیکھ لو اور لوگوں کو اس کے ذریعہ نماز کی اطلاع دیا کرو اور ایسی زور سے کہو کہ دور تک آواز جائے۔ اس سے پتہ چلا کہ کلمات کے ذریعے اطلاع اور استطلاع درست اور صحیح ہے اور جنہوں نے اس کے خلاف لکھا ہے ان کی نظر یہاں تک نہیں پہنچی ہے

اے آنکہ بجز روئے تو جائے نگر آنند
کوتاہ نظر آنند چہ کوتاہ نظر آنند

یہ خیال کہ آدمی بیت الخلاء میں ہوگا اور گھنٹی بجے گی اور سورۃ یٰسٓ چلے گی یا آدمی کسی اور حال میں ہوگا یہ فضول خیالات ہیں، ہم بیت الخلاء میں ہوتے ہیں اور کہیں سے اذان شروع ہو جاتی ہے تو اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ بغیر فراغت کے آپ باہر بھاگیں، اس سے کونسا ادب ہو جائے گا، ہاں یہ قاعدہ لکھا ہے کہ اذان شروع ہو گئی اور آپ کو ضرورت ہے تو تھوڑا رک جائیں، صبر کر لیں اذان کا جواب دیں پھر چلے جائیں اور ان کلمات کا احترام ہر مومن وسعت کے مطابق کرتا ہے اور کرنا پڑتا ہے اور یہ ایمان کا تقاضا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ موبائل پر ساز بجے اور قسم قسم کے، غیر قوموں کے گانے بجیں، جب آپ خود مسلمان ہیں تو آپ کی ہر چیز مسلمان ہونا ضروری ہے

''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ'' (بقرہ آیت ۲۰۸)

اسلام میں پورا پورا داخل ہونا ضروری ہے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

محرم الحرام اور حد سے تجاوز

جب اسلام میں مکمل طور پر دخول نہیں ہوتا تو پھر نئے دین کی ضرورت پڑتی ہے اور نیا دین صرف اور صرف گمراہی ہوتا ہے، محرم الحرام میں ایک فرقہ حد سے تجاوز کرتا ہے اور ان کے تمام اعمال وافعال دین صادق کے مقابلہ میں ہیں اور پریشان کن ہیں۔اس مہینہ میں ان کا لباس بھی اپنانا جرم ہے، ان ایام میں کالی ٹوپی، کالی صدری، کالی قمیض شلوار شرٹ وغیرہ یہ سب گھر پر رکھو اور محرم کے بعد دیکھا جائے گا۔کالا لباس تو ویسے بھی نہیں پہننا چاہئے، آنحضرت ﷺ نے سفید رنگ پسند فرمایا۔محرم کے مہینے گھروں میں بیبیوں سے کہیں کہ کالے لباس، دوپٹے، برقعے نہ پہنیں یہ اہلسنت کے شعار کی خلاف ورزی ہے۔اسی طرح ان کے میراثی جو مرثئے پڑھتے ہیں، ماتمی کلام سناتے ہیں، اس سے بھی عقیدے اور عمل کو نقصان ہو سکتا ہے اور حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ جس نے کسی جماعت کی مشابہت اختیار کی تو وہ بروزِ قیامت انہی میں سے ہوگا۔نفرت گناہ سے اور بے دینی سے ہے، نفرت بغض صحابہ کی وجہ سے ہے نفرت ان اعمال سے ہے جو صحابہ پر افتراء اور دروغ ہیں، نفرت اس کلام سے ہے جو وہ صحابہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔افراد تو ہر جماعت میں ہوتے ہیں خدا انہیں بھی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہدایت نصیب کرے اور مکمل دین پر چلنے کی انہیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

محرم الحرام میں طرزِ عمل

افسوس یہ ہے کہ جس طرح مسائل کا بیان ہونا چاہئے اس طرح نہیں ہوتا میڈیا اور چینلوں کے ذریعے جو دین لوگوں تک پہنچایا جارہا ہے وہ ناقص ہے وہاں ایسے مولویوں کو بلایا جاتا ہے جن کو معلومات نہیں ہوتی اور اپنی مرضی سے دین کو توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں۔ اس لئے بعض مخلصین پریشان ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اہل حق تو ان چینلوں پر آتے نہیں ہیں تو ان پر اہل باطل کا قبضہ ہو گیا اب جواب کیسے دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ افتتان سے مسلمانوں کو بچائے۔

یہ مہینہ اسلام کا مہینہ ہے، عبادات کا مہینہ ہے، خوشی اور غم اس مہینہ میں واقع ہوئے ہیں۔ یہ تصور بھی غیر شرعی ہے کہ اس میں شادی بیاہ اور تقریب نہیں ہونی چاہئے، یہ غلط بات ہے۔ کربلا کے میدان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عزیز واقارب کے نکاح منعقد ہوئے ہیں۔ نکاح تو ایسی عبادت ہے جیسے نماز پڑھنا تو غم کے موقع پر تو نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور غم کے موقع پر تو لوگ نمازیں زیادہ پڑھتے ہیں تا کہ مرحوم کو ثواب پہنچے۔

راستوں میں سبیل لگانا کہ یہ حضرت حسین کی وجہ سے لگائی گئی ہے اور خاص محرم میں شربت بنانا اور تقسیم کروانا اور دوسری قسم کی نیاز وغیرہ یہ سب خلافِ شرع ہیں۔ اسلام نے اپنا پروگرام کسی ایک مہینے کے لئے وضع نہیں کیا ہے اسلام مکمل زندگی کا لائحہ عمل پیش کرتا ہے اس لئے جو اسلام سے ناواقف ہیں انہوں نے اپنے لئے مہینوں کا انتخاب کرلیا ہے ایک نے محرم کو اپنا مہینہ بنایا ہے اور دوسرے نے ربیع الاول کو، تو دونوں میں کیا فرق رہ گیا۔ ایصال ثواب تو ایک مستقل مسئلہ ہے، اور متفقہ مسئلہ ہے مسلمانوں کا، وہ حضرت حسین رضی

اللہ عنہ کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور کربلا کے شہداء کو بھی ،لیکن اس کے لئے خاص قسم کی ہیئت بنانا ، انتظامات کرنا ، تمام مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالنا ، سڑکیں بلاک کرنا اس کی شریعت نے کبھی بھی اجازت نہیں دی ہے۔

شہدائے کربلا

شہدائے کربلا تو سب کے سب ہمارے بزرگ تھے، اسلام کا سرمایہ تھے، دین اسلام کے عظیم اور گراں قدر نفوس قدسیہ تھے انہوں نے اسلام کی سربلندی اور بقاء کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ، وہ تو اس لئے شہید نہیں ہوئے تھے کہ آپ ان کے نام پر کاروبار شروع کردیں، شور شرابا اور ڈھول بجائیں، سڑکوں پر نعرے لگائیں ۔انہوں نے تو اپنی جانیں اسلام کے نام پر کٹوائیں تھیں یاد رکھیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اوران کے تمام ساتھی اہل سنت والجماعت کے درخشاں ستارے ہیں اُن کے آج کل کے ڈھکوسلے بازوں سے کوئی تعلق نہیں ۔ جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بول رہے ہیں اور سارا مذہب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر مبنی تھا بھول چکے ہیں اور یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام غلط طریقے پر لے رہے ہیں جب کہ ان کے پاس حضرت موسیٰ کی کوئی بھی نشانی باقی نہیں رہی ہے، اسی طرح ہمارے دور کے ان ماتمیوں یہ کربلائی پروگرام ، ماتمی جلوس اور جلسے ، یہ سبیلیں یہ سب ان کی من گھڑت رسومات ہیں ان کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور شہداء کربلا اور خاندان نبوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے جو یہ سادہ لوگوں کو بہکانے کے لئے دے رہے ہیں ، یہ تو اہلسنت والجماعت مسلمانوں کے خلاف

ایک محاربہ اور بغاوت کی قسم ہے، ان کے سارے کام اسلام کے خلاف نہ ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ثبوت اور نہ حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے کوئی تعلق اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سے، یہ صرف اور صرف دین اسلام سے بغاوت اور سرکشی ہے۔

اللہ تعالیٰ معاشرے کو صحیح تعلیمات کے ذریعے مصفیٰ اور مجلیٰ بنائے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد اور اعمال اپنانے کی توفیق دے اور اغیار اور ان کے ناکارہ آثار سے ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور سب کو دین کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

خطبہ نمبر ۵۷

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتو کل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعما لنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحد ہ لا شر یک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبد ہ ورسو لہ ارسلہ اللہ تعا لیٰ الیٰ کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ با ذنہ وسرا جاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (سورۂ حج آیت ۴۱)

پاکستان کی تاسیس اور قائداعظم محمد علی جناح

گرامی قدر بزرگو محترم بھائیو ! پاکستان بننے کے ساتھ ہی محمد علی جناح، قائد اعظم کا ایک فریضہ تھا کہ اس ملک کو اسلامی ملک کا دستور دے دیتا وہ با اختیار تھا اور حقیقت یہ ہے کہ با صلاحیت بھی تھا۔ بعض لوگ ان کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں، لیکن یاد

رہے کہ آن ریکارڈ ان کی تقریر موجود ہے جو لیاقت علی خان اور عبد الرب نشتر کی موجودگی میں انہوں نے کی، وہ دونوں حضرات گواہ تھے اور انہوں نے اپنے قلم سے لکھا کہ میری خواہش ہے کہ میری نماز جنازہ کی امامت مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی پڑھائیں، واضح رہے کہ دیوبندی پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور سارے جہان کے مذاہب اور نظریات کمزور ہیں جس طرح قرآن و سنت اور حنفیت حقیقت ہے اسطرح اس کی وہ تشریح جو دار العلوم دیوبند کے علماء اور اکابر نے فرمائی ہے وہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس پر باقاعدگی سے عمل ہوا ہے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے خریج اور فاضل بھی تھے اور دار العلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ میں سے تھے، کچھ عرصے تک مہتمم اعلیٰ بھی رہے تھے اور بخاری شریف اور مسلم شریف کے بھی استاذ رہے تھے، وہ تفسیر قرآن کے بھی اپنے زمانے کے مسلمہ امام تھے۔

دار العلوم دیوبند کے ایک اکبر الاساتذہ صدر المدرسین شیخ الحدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ فرماتے تھے کہ انگریز چلا جائے یہ غاصب اور ڈاکو ہے، ہمارے ملک پر پنجے گاڑھے بیٹھا ہے، پھر ہم مل کر ہندوؤں کے ساتھ قانون نافذ کریں گے انگریز ہمارے درمیان بٹوارہ نہ کرے۔ وہ ایک تفصیلی نظریہ تھا جس پر کام بھی ہوا ہے، کتابیں لکھی گئی ہیں اور وقت نے دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت مدنی رحمہ اللہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ سو فیصد صحیح تھا اور جس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو وہاں رہنے کا حق مل گیا۔

دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب اور اندرا گاندھی

صد سالہ تقریب میں مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اندرا گاندھی کو بھی دعوت دی تھی اس وقت وہ وزیر اعظم تھی، اکثر لوگ اس بات پر بہت پریشان تھے کہ اندرا گاندھی کیا تقریر کرے گی، تقریر اس نے یہ کی کہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی آپ کے مذہب و دین کے بڑے ہیں اور ہمارے ملک کے بڑے ہیں، آپ اپنے عقیدہ اسلام اور مذہب کی روشنی میں ان کو خراج عقیدت پیش کرنے دیوبند آئے ہیں اور میں بحیثیت ہندوستان کی ذمہ دار ہونے کے اپنے ملک و وطن کو آزاد کرانے والے، آزادی دینے والے محسنوں کے طور پر ان کو خراج عقیدت پیش کرنے آئی ہوں، اس نے کہا کہ میں اس طرح خراج عقیدت پیش کروں گی کہ میں نے تمام عملہ ریلوے کا اور اس سے متعلق سب نظام بحال کرایا اور دارالعلوم دیوبند کے لئے نئی پٹڑیاں ڈالیں اور دارالعلوم دیوبند جانے والے راستے سجائے اور اگر کوئی بغیر پاسپورٹ اور ویزے کے بھی آیا اور وہ دیوبند جا رہا ہو تو اس کو جانے کی اجازت ہے وہ ہمارا مہمان ہے، آگے تک اسکو مہمان سمجھ کے رکھیں اور گرفت نہ کریں اور میں نے ان کی روح کو سکون پہنچانے کیلئے انکے مہمانوں کیلئے تمام ہندوستان کے شہروں میں جانا allow کر دیا اور اس کے لئے عملہ میں نے دیوبند بھیجا ہے آپ کو دہلی جانا نہیں پڑے گا یہیں دیوبند میں ہی پاسپورٹ پر اجازت نامہ ملے گا۔ کہا کہ میں یہ ان بزرگوں کے ساتھ محبت اور احترام کا اظہار کر رہی ہوں جن کے نام پر مشرق اور مغرب سے مسلمان جمع ہوئے ہیں تا کہ وہ ہندوستان میں سکون

محسوس کریں ۔ اس کے جواب میں فقیہ الامت محمود الملت والدین حضرت اقدس مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو تقریر کی اس کا ایک جملہ یہ تھا کہ ہندوستان آ کر ہم نے اپنے آپ کو اجنبی نہیں محسوس کیا بلکہ ہم خود کو یہیں کا ایک باشندہ سمجھتے ہیں، حضرت مفتی صاحب کو کہا گیا کہ آپ پارلیمنٹ سے خطاب کریں تو حضرت نے ان کی دعوت پر پارلیمنٹ میں ۳۰۰ آدمیوں کے ساتھ جا کر وہاں تقریر کی اور وہاں کے ذمہ داروں کو ملک میں قیامِ امن کی تلقین کی اور اس کے بڑے بہترین اور دوررس نتائج نکلے اور وہ یہ کہ وہاں کے مسلمانوں کو بڑا چین اور سکون ملا اور وہاں ان کی بھی قدر پیدا ہوگئی۔

آزاد ملک کے بارے میں دو نظریئے

تو وہ جو کہتے ہیں کہ بزرگوں کا اختلاف بھی رحمت ہوتا ہے یہ سب اس کا آئینہ دار ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی رائے یہ تھی کہ متحدہ ہندوستان رہے مزید بٹوارہ نقصاندہ ہے، ہم اجمیر کہاں اٹھا کر لیکر جائیں گے، دیوبند کہاں لیکر جائیں گے ، دہلی جو مسلمانوں کا سینٹرل کہلاتا تھا وہ لٹ جائے گا اس کو بچانا ہے تو اس نظریے نے ہندوستان میں مسلمانوں کو وہاں رہنے کا حق دلا دیا اور گاندھی صاحب نے پارلیمنٹ میں جو تقریر کی تھی کہ مجھے مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد صاحب کے سامنے ہندو دہشت گرد وتم نے رسوا کردیا، اسی تقریر کی پاداش میں گاندھی کو گولی ماری گئی اس نے تقریر کی تھی کہ مسلمان پرامن قوم ہیں مسلمانوں سے دنیا اخلاق سیکھ رہی ہے، مسلمان دھلے دھلائے لوگ ہیں، مسلمانوں کے آباواجداد باکمال لوگ گزرے ہیں ان میں صرف بہادر نہیں ہیں پاک

بھی ہیں صرف بہادری نہیں ہے پاکی بہت زیادہ ہے اور ان کو کہا کہ تم کون ہو ڈاکو لٹیرو یہاں کے اصل مکینوں کو لوٹ رہے ہو اور انہیں بے آبرو کر رہے ہو تم نے مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام آزاد کی روح کے سامنے مجھے رسوا کر دیا میں ان کو جواب نہیں دے سکتی ہوں۔ یہ ایک باب ہے، دوسرا باب یہ ہے کہ کچھ علمائے کرام کا خیال یہ تھا کہ نہیں ایک علیحدہ ملک ہو اور وہاں اسلامی روایات کا احیاء ہو، اسلامی قانون کا نفاذ ہو، اسلامی تہذیب وتمدن کا ارتقا ہو اور مسلمانوں کو اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ رہنا سہنا نصیب ہو۔ اس نظریے کے احیا اور سیاست کیلیے دارالعلوم دیوبند کے استاد اور موثر متکلم مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقا مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع صاحب جیسے لوگوں نے یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کی اپنی ہستی قائم ہو جائے اور وہ اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر سکیں۔ چنانچہ پاکستان وجود میں آیا، تقسیم میں ایسی پیچیدگی رکھی گئی جس کا نقصان پاکستان ہی کو ہوا۔ اس وقت مولانا آزاد نے کہا بھی کہ بنگال چھوڑ دو اور دہلی اور اجمیر لینے کی کوشش کرو وہ ٹوٹ جائے گا اس کا راستہ ہی نہیں ہے اور ۳۰ سال کے اندر اندر بنگال واپس ہو گیا کیونکہ بے جوڑ نسبت تھی، ٹھیک ہے بنگال والے ہمارے بھائی ہیں وہ یہ نہیں چاہتے تھے لیکن کچھ شر پسند پیدا ہوئے تھے جنہوں نے یہ شرارت کی لیکن ان کے لئے موقع پہلے چھوڑ دیا گیا تھا۔

قائدِ اعظم کے مطابق پاکستان کا سرکاری مذہب دیوبندیت

ان بزرگوں کی اعلیٰ خدمات کی قدر کی گئی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ

نے مغربی پاکستان اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ، صاحبِ اعلاء السنن نے مشرقی پاکستان کا جھنڈا لہرایا۔ یہ دونوں حصے تھے اور دونوں جھنڈے دیوبند کے علماء نے لہرائے۔ محمد علی جناح قائد اعظم پر اس وقت کوئی پریشر نہیں تھا وہ all in all تھے وہ ان بزرگوں کی خدمات کو ملک کی آزادی اور بننے کیلئے شبانہ روز محنتوں کو عظیم تدبر اور تفکر کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس وقت یہ بدعتیوں کا ٹولہ نہیں تھا اور نہ ہی ان کی اس وقت کوئی حیثیت تھی ان کو کوئی کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ وفات سے پہلے جو محمد علی جناح نے تقریر کی ہے اس پر دیوبندیوں کو کام کرنا چاہئے تھا، اس میں انہوں نے لیاقت علی خان اور سردار عبد الرب نشتر دونوں کو کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرے جنازے کی نماز کی امامت مولانا مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی فرمائیں۔ عثمانی کہہ کر رفض کا سر توڑ دیا اور ان کو کچل دیا کیونکہ عثمانی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نسبت ہے اور دیوبندی کہہ کر بدعتیوں کو بدعت خانے میں واپس بھیج دیا رسموں اور قبروں کو ماننے والے اور شرک اور بدعت کو مذہب سمجھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے والے اور اپنا نام اہلسنت رکھ کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والوں کو اس ملک کے بانی نے کوئی حیثیت نہیں دی

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اسی لئے تو یہ ان کو کافر اعظم کہتے ہیں ان کی کتابوں میں درج ہے، ایک نہیں کئی کتابیں موجود ہیں۔

ملک وقوم کی بقاء اسلامی نظام میں ہے

حقیقت یہ ہے کہ محمد علی جناح قائداعظم محسن تھے، انہوں نے کہیں بھی تعلیم پائی کسی بھی بودوباش میں رہے اور کسی بھی نظام میں الجھے رہے لیکن انہیں اجتماعی فکر کا احساس تھا کہ اسلام مسلمان حنفی اور توحید وسنت کے لوگ دیو بندی یہ اصل اسلام ہے سچے مسلمان ہیں اور یہ ہمیشہ پاکستان کے خوگر رہیں گے کاش کہ جناح صاحب ایک احسان کر دیتے اور اس کے ساتھ اعلان کر دیتے کہ آئین یہاں کا شرعی ہوگا اور فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا۔ آج ہمارے ملک میں افراتفری مچی ہوئی ہے فوج جیسے مقدس حفاظتی ادارے کی سرعام بے آبروئی ہو رہی ہے، عدالتوں کے احکامات سے انحراف ہو رہا ہے۔

اس کا ایک ہی علاج تھا کہ پاکستان کے طول وعرض پر اسلامی نظام نافذ ہو جاتا، اسلامی نظام میں ہر شخص کی منزلت ہے اور ہر شخص کا مقام اور مرتبہ ہے اس سے آگے نہ بڑھ سکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ اگر ایک عالم دین بھی کوئی آیت غلط پڑھ لے تو آپ جانتے ہیں کہ آیت اس طرح نہیں ہے اگر کوئی جھوٹی حدیث بیان کرے تو آپ کہہ دیں گے کہ یہ اس طرح نہیں ہے، علمائے دین کی تحقیق کے مطابق یہ پیغمبر ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ تو ہر شخص کو یہ احساس ہوگا کہ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں اور آئین فقہ کی روشنی میں سیدھا چلنا ہے، مسئلے کتابوں میں سب لکھے ہوئے ہیں اگر کوئی مسئلہ کمزور اور کم بیان کرے تو دوسرا عالم اسے سیدھا کر دے گا۔ افسوس یہ ہے کہ بیماری کی وجہ سے محمد علی جناح کو موقع نہیں ملا، وہ شدید بیمار تھے۔ یہ ملک جو بنا وہ بھی کرامت تھی مسلمانوں کی قربانیوں اور خون کی اور ۴۷ء

میں ملک آزاد ہوا اور ۴۸ء میں وہ فوت ہو گئے، یہ ملک کے مکینوں کا اہم ترین منصب ہے کہ وہ ملک کو ایک ایسا نظام دیں جس سے ملک کے حالات بہتر ہو جائیں۔

اسلامی نظام کا تحفظ، اولین فریضہ

میں ایک مثال دیتا ہوں اور پھر دو تین باتیں عرض کرتا ہوں، مثال یہ کہ دیکھو کائنات کے اندر مخلوق کے درجے میں نبی عربی رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر عزت والا شرف والا، کردار گفتار کا حسین اور جمیل معیار آسمانی مخلوق میں بھی نہیں ہے اور زمینی مخلوق میں تو اس کی کوئی مثال ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے ۲۳ سال میں، وحی کی روشنی میں ایک ایسی جماعت تیار کی جس کو امت ''صحابہ'' کہتی ہے اور قرآن کریم نے ان کو ''وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ'' نبی کے ساتھ، ساتھ ساتھ۔ قرآن کریم جب بھی مسلمانوں کا ذکر کرتا ہے ''یَوْمَ لَایُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ'' (تحریم آیت ۸) یعنی جن کو معیت حاصل ہے ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' (سورۃ فتح) اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کو نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے، ساتھ تو بیوی ہوتی ہے، ساتھ بیٹی ہوتی ہے، بیٹا ہوتا ہے مگر یہ خاندانی نسبتیں ہیں اور نبی خاندانوں کیلئے نہیں پورے دین وامت کی نگرانی اور رہنمائی کیلئے آئے ہیں۔ آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سب سے زیادہ بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کرنے والا اور خلیفہ بن کے دنیا کو عدل وانصاف سے بھرنے والے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اور اپنی بہادری سے اسلام کو فتوحات دلانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ معیت کا پہلا دستہ ہیں۔ ان کا کوئی قرین وشبیہ پوری امت میں نہیں ہے، جس نے ان کے خلاف کسی اور کیلئے بات کی وہ کذاب ہے مفتری علی اللہ والرسول ہے۔ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) اس امت کے دوایسے بزرگ ہیں جیسے قرآن کی دو آیتیں، ایتان من آیات اللہ جیسے آیت کے بارے میں کوئی کھٹکا اور تردد کرے تو اس کا ایمان چلا جائیگا اور اس کی انسانیت ختم ہو جائے گی اسی طرح ان کے بارے میں اور تمام صحابہ کے بارے میں شک اور تردد کرنے والے کا بھی ایمان جاتا رہے گا۔ اسلئے آپ ﷺ نے انہی کو کہا کہ آپ نماز پڑھائیں ۱۴ دن تک پیغمبر کی بیماری میں جب بھی آپ تشریف نہیں لا سکتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے، دین اسلام کی ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے کہ کسی ایک نماز میں بھی کسی دوسرے کیلئے سوچا بھی گیا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا جب انہوں نے کہا کہ میرا باپ بہت نرم، رحیم وکریم ہے بہت سانحہ ہو گا نہیں اٹھا سکے گا تو آپ ﷺ نے کہا کہ ''ابا اللہ ان یامہ بالناس الا ابوبکر'' اللہ مان ہی نہیں رہا ہے کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے امت کا کوئی امام بنے گویا فیصلہ الٰہی ہے نبی تو نافذ کرنے آتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت ﷺ کے وصال کا دن آیا اور آپ نے جنازے کا طریقہ بتایا تدفین کا بھی بتایا کہ اسی جگہ جہاں نبی فوت ہوتے ہیں، غسل بھی کپڑوں کے ساتھ ہی ہے کفن بھی اوپر سے ڈالا جائے گا اور نہلانے میں آپ نے حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو کہا، میں بھی ہوں عمر بھی ہیں سب ہیں آپ خاندان کے لوگ ہیں اور فرمایا کہ نبی کے ہوتے ہوئے کوئی اور امام نہیں ہوتا بس ثناء اور درود پڑھ کے لوگ نکلیں گے اور اس کے بعد دوسرے آتے رہیں گے نبی حیاً اور میتاً امام ہیں۔

لحد بنے گی یا شق اس کا فیصلہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا اس وقت صحابہ ان کے علم کے مظاہرے پر حیران رہ گئے۔ حضرت ابو بکر باہر آئے اور منبر پر تقریر کی آیتیں پڑھیں ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُم ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ'' (آل عمران آیت ۱۴۴) صحابہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں تو احد ۳ھ میں نازل ہوئیں لیکن لگ رہا تھا کہ آج نازل ہو رہی ہیں اور سارے لوگوں نے انہیں یاد کیا اور سارا بوجھ اتر گیا اور کام میں لگ گئے۔ بنو ثقیف بنو ساعدہ میں سب جمع ہو گئے لمبا قصہ ہے، پہلے انصار اکھٹے ہوئے اور پھر مہاجرین پہنچ گئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور اس کے بعد جنازہ اور تدفین ہوئی۔

اب بات یہ سمجھانی تھی اس مثال سے کہ آپ صرف عقل کے تناظر میں اور عقل کی بلوغ کے ساتھ اور انسانی عقیدت اور تفکر کے ترازو میں اس کا جائزہ لیں کہ کتنی بڑی بات ہے یہ صحابہ کا احسان ہے امت پر کہ نبی کے جنازے اور تکفین و تدفین سے پہلے انہوں نے خلیفہ منتخب فرمایا، خلیفہ کی نگرانی میں سارے کام ہوں گے لوگوں کو ایسے ہی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اسی طرح جب پاکستان بنا، اللہ کی نعمت و احسان ہے، اللہ اس کے چپے چپے کو محفوظ رکھے۔ ہمارے جن بزرگوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے محنت کی زیادہ قربانیاں دیں اول وہ اجر و ثواب کے زیادہ مستحق ہیں، جنہوں نے اس ملک کے بنانے میں اس وقت کے اہم لوگوں کا ساتھ دیا اللہ رب العالمین ان کی روح کو بھی پر فتوح فرمائے اور ان کا اجر

وثواب جاری رکھے اور پاکستان کے مکینوں کو ان کا احترام اور تقدس سمجھنے کی صلاحیت دے لیکن عجیب بات ہے کہ ملک بنا لیکن اس کا آئین نہیں بنا اگر صحابہ کی طرح ملک بننے کے فوراً بعد ہی ملک کا اسلامی آئین بھی تیار ہو جاتا تو آج جو ہم اور آپ یہ زبوں حالی دیکھ رہے ہیں ایسا نہیں ہوتا، مجبوراً انگریزی کالا قانون ہی بدستور یہاں نافذ رہا۔

آزادیٔ وطن کی نعمت اور نفاذِ شریعت

''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ'' جن لوگوں کو ہم سلطنت دیں روئے زمین کی اور انہیں حکمران بنایا اور انہیں ہم مسلمانوں کی بڑائی دیں ''اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ'' وہ نمازوں کا نظام لائیں ''وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ'' (سورۃ حج آیت ۴۱) اور زکوۃ کا نظام لائیں، نماز یعنی جسم و بدن یہ جس نے پیدا کیا جس نے اس کو رکھا اور جو اس کو لے جانے پر اور اس کی تروتازگی بجھانے پر قادر ہے اسی کیلئے رکوع وسجود کرے گا اور آدمی جب اللہ کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اللہ کیلئے سچ بھی بولتا ہے اللہ کے لئے وعدہ بھی پورا کرتا ہے، اللہ کے حکم پر مسلمان کے ساتھ تعاون بھی کرتا ہے، اللہ کی خوشنودی کیلئے مطلق انسان اور حیوان کو بلا وجہ ضرر نہیں دیتا۔ نماز صرف ایک رسم نہیں ہے ایک روایتی تشکیل نہیں ہے نماز حقیقت میں سر سے پاؤں تک خود کو پاک رکھنا، جسم پاک رکھنا، جگہ پاک رکھنا، اداؤں کو سلجھا کے رکھنا، کلمات مقدسہ کو ضبط کرنا عظیم اور مقدس ذات جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ وعزم برہانہ اس کی جلالت احدیت اور صمدیت اور لا الہ اللہ کی شان کبریائی کیساتھ اس کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں، اس سے مؤمن شرک سے کفر سے، اسکی نحوست و غلاظت سے، مخلوق کی بنائی ہوئی

صنعت کاریوں سے، مخلوق کے ہاتھوں کی تراشیدہ مورتیوں سے، آستانے ہوں یا قبریں ہوں درگاہیں ہوں یا بت خانے ہوں کہیں بھی اللہ کے سوا کسی کا سجدہ جائز نہیں، کسی سے مراد مانگنا جائز نہیں، کسی کو کارساز مشکل کشا و حاجت روا سمجھنا بدستور کفر ہے، نماز ایمان و عقیدے کا پریکٹیکل ہے ایک عملی جامہ ہے جو پہنایا جاتا ہے، اس لئے کہا گیا کہ جب ان لوگوں کو روئے زمین پر حکمرانی دی جاتی ہے تو یہ نماز کو قائم کرتے ہیں، نماز در حقیقت مکمل دین ہے، مطلب یہ ہے کہ جب ایک آزاد ملک اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل ہوا تو اس کا اولین تقاضہ یہ تھا کہ اس میں مکمل طور پر شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ہو جاتا، تمام احکامات شریعت کے تحت طے پاتے، لیکن اس میں لاپرواہی اور سستی برتی گئی اور اسلامی قوانین سے یکسر روگردانی کی گئی جس کی سزا آج تک بھگتنا پڑ رہی ہے۔

جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور نفاذِ شریعت

آپ جو کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ تو آپ کو پتہ ہونا چاہیے اس کی پوری تفسیر قرآن کریم ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حدیث ہے، یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ آخر قرآن کیا چیز ہے؟ قرآن توحید ہے! قرآن کون لایا؟ پیغمبر لے کر آئے ہیں کیونکہ ان کا منصب بہت عظیم ہے، پھر پیغمبر ﷺ نے آگے یہ امانت کس کو پہنچائی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو، اس سے ان پر کیا رنگ چڑھا ہے،؟ ''رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' (اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی) کیسا بہترین سبق پڑھایا، کیسی بہترین تربیت ہوگئی اور امت کی عقل فہم اور شعور کتنا بالغ ہے کہ اہلسنت والجماعت کا ۱۴۰۰ سال سے آج تک یہ

عقیدہ ہے کہ ایک لمحہ کا ایک آن اور گھڑی کو ایمان کے ساتھ جس نے بھی نبی کو دیکھا اور مسلمان قائم دائم رہا وہ صحابی ہے اور آنے والے تمام مسلمانوں سے افضل ہے۔ اس لئے جن کا صحابہ پر اعتماد نہیں رہا وہ اس دین سے خارج ہو گئے اور جنہوں نے نبی کی سنت کو کافی نہیں سمجھا اور بدعات کے اندھیروں میں کھو گئے، نبی کی نبوت کا زور دیکھیں اور اس کی عظمت کا اندازہ کرلیں

فرش والے تیری عظمت کو کیا جانیں
خسرواں عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اللہ کے نبی کی عظمت فرش سے عرش تک ہے، شرق سے غرب تک ہے، شمال سے جنوب تک ہے، تمام خلائق پابند ہیں کہ آپ کو رسول برحق اور نبی اعظم مان لیں ''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ'' (نساء آیت ۶۴) تمام کائنات کو آپ کی اطاعت کا حکم ہے آپ کی اطاعت سب سے پہلے صحابہ کرام نے کی ''مَعَه'' آپکے ساتھ والے لوگ ہیں، پیغمبر میں جتنے کمالات ہیں، جتنے اوصاف ہیں، خصال حمیدہ ہیں، جلال و جمال کا اجتماع ہے وہ صحابہ کرام پر تقسیم ہو چکا ہے، جیسے سورج اور چاند اور اس کے ساتھ ستاروں کے جھرمٹ ''اصحابی کالنجوم'' حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سب ستارے ہیں انکی روشنی میں تم لوگ چل سکے تو بھٹکو گے نہیں ''وَعَلٰمٰتٍ ط وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ'' (نحل آیت ۱۶) قرآن بھی کہتا ہے کہ ستاروں کے ذریعے تو تم راستے پاتے ہو۔ تمام صحابہ نے آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پوری دنیا میں رائج کیا۔

جماعتِ صحابہ کے دو بڑے ستون

لیکن عجیب بات ہے کہ دو بڑے صحابہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا، سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ "خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین ابی بکر و عمر فقال ھکذا نبعث "(ابنِ ماجہ ص۱۰)(ان شاء اللہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح ہم یہاں ساتھ ہیں اسی طرح ، ایک ہی وقت میں قبر سے باہر آئیں گے۔اس حدیث کے ہوتے ہوئے صحابہ کے اجماع نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی وہیں دفنایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی شہادت کے بعد وہیں دفنایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے غم و درد اور پریشانی کا دور دورہ تھا ، ماضی قریب میں نبی کریم ﷺ وصال فرما چکے تھے ،۲ سال ۳ مہینے ۱۳ دن اور چند لمحہ خلافت فرمائی اور وہ رسول اکرم ﷺ نے وحی کے مطابق آپ کو خلیفہ منتخب کیا تھا،ان کے بعد حضرت عمر تشریف لائے اور صحابہ کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کو عدل کا درس دے دیا۔ایسا عدل نافذ کیا کہ آسمان و زمین نے ایسا عدل انصاف نہیں دیکھا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو پیکر بنایا تھا ان کے جسم و جسمانیت سے صادر ہونے والے احکام قرآن و سنت کے ہوتے تھے۔بخاری شریف میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر صحابہ نے کہا کہ آپ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کے خلاف بھی کرتے ہیں تو جواب میں انہوں نے کہا "ھما مر آن اقتدیھم " وہ دو بڑے لوگ ہیں ان ہی کے پیچھے تو چل رہا ہوں ،اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا ہے کہ آپ کو مجھے خلیفہ ماننا چاہئے میری

خلافت سے آپ ناراض نہ ہوں اور اس میں دلیل یہ پیش کی کہ ’’لقد بایع الذین بایعا ابا بکر و عمر و لم یختلف احد ،فلا تختلف علی ‘‘ نہج البلاغہ شیعوں کی معتبر کتاب جلد ثانی حضرت معاویہ کے خطوط بنام علی انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہیں، چیلنج کیساتھ دکھا سکتا ہوں انہی کے چھاپہ خانوں سے نکلی ہوئی کتابیں ہیں۔ آپ ذرا غور کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیا فرما رہے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے؟ مجھے ان ہی لوگوں نے خلیفہ بنایا جنہوں نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا اسوقت کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا تو آپ بھی اختلاف نہ کریں۔ ابوبکر و عمر کی خلافت کے بارے میں حضرت علی فرما رہے ہیں؟ ’’لم یختلف احد ‘‘کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ شرم کرو رافضیو، اپنے اندر حیا پیدا کرو اور کم از کم علی کو تو دل سے مان لو، حسن اور حسین کو سچائی سے مان لو، وہ ہمارے اکابر ہمارے اسلاف ہیں اہلسنت والجماعت کے مطابق ان کا بڑا درجہ ہے، یہ بے ایمان درحقیقت ان کے بھی دشمن ہیں لیکن کہتے نہیں ہیں۔

اہلِ سنت والجماعت کا مستحکم عقیدہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی بھلا کوئی بدگمانی کر سکتا ہے، علی رضی اللہ عنہ تو کرار ہیں، علی تو خلیفہ راشد رابع ہیں، حضرت حسن مجتبیٰ ہیں، حضرت حسین مقتول کربلا ہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ’’منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ و القدریۃ ‘‘میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ’’حتی قتل مظلوماً شہیداً رضی اللہ عنہ‘‘ (منہاج السنۃ

النبویۃ جز ۲ ص ۲۴۹) سچی بات یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔اس کا صدمہ پوری امت کو ہے لیکن اس صدمہ کا تقاضا نہ جلسہ ہے نہ جلوس ہے، نہ ماتم اور مرثیے ہیں اور نہ دوسروں کی دل آزاری اور تکلیفیں دینا ہے۔ بلکہ اگر یہ لوگ ان کے مشن اور تعلیم کو سمجھ لیں تو ابوبکر وعمر وعثمان وعائشہ رضی اللہ عنہم کے مکارم پر انہیں بھی ایمان نصیب ہو جائے گا۔

انہی لوگوں کی معتبر کتاب ''نہج البلاغہ'' میں یہ بھی ہے کہ کسی نے حضرت علی سے عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی نے جو جواب دیا وہ تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھنے کا ہے انہوں نے فرمایا ''ھی زوجۃ نبیکم فی الدینا والآخرۃ ولاکن ابتلیتم بھا '' یہ ہمارے پیغمبر کی بیوی ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جب وہ اٹھیں گی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہوں گی۔ کیونکہ حضرت علی اور حضرت عائشہ کے درمیان جنگ جمل پیش آئی۔اس میں بھی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچنے لگی تو حضرت علی بیچ میں آئے اور اپنے جتھے کے لوگوں کو مارنے لگے کہ کیا یہ پیغمبر کی بیوی نہیں ہیں؟ پیغمبر کی عزت وناموس نہیں ہیں؟ یہ کیا کر رہے ہو۔تو انہوں نے کہا کہ ان کے خلاف تو آپ نے ہمیں لڑایا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک علیحدہ وقت کا تقاضا ہے لیکن ان کا احترام اور تقدس ضروری ہے، چنانچہ اسی میں سے ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے لگا انہی کو خوارج کہتے ہیں پھر ان سے حضرت علی نے جنگ لڑی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ بہت بڑا ہے لہٰذا آپ کا دورِ خلافت سارا اختلافات، پریشانی اور آزمائشوں کا ہے۔

اللہ ان سے راضی ہوا ہے اور مسلمانوں کو تو اللہ نے ان کی تکریم تعظیم نصیب کی ہے، ان کا مقام اور مرتبہ ایمانیات میں سے ہے کسی بھی صحابی کے بارے میں اگر کسی کا عقیدہ کمزور ہوا تو اس کا ایمان پر رہنا مشکل ہے، جو ان کا نام لیکر فسادات کرتے ہیں انہیں عقل وشعور کی ضرورت ہے۔ ہمارا ملک پاکستان آج جس افراتفری کا شکار ہے جس طرح عدالت عالیہ اور انتظامیہ کے درمیان ٹکراؤ ہے ،جس طرح ملک کے معزز ادارے تحقیر و توہین کے دہانے پر ہیں اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ لوگ اس اشتعال میں آکر دینی اداروں کو نقصان پہنچائیں یا وہاں کے نہتے اور معصوم طلباء کو نشانہ بنائیں، کسی ایک ادارے کو نشانہ بنانا مکمل دین کو نشانہ بنانا ہے اور کسی ایک طالب کی بے آبروئی کرنا پورے دین کی بے آبروئی کرنا ہے، حقیقت میں یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام اور ملک کے بدترین دشمن ہیں۔ کاش کہ حکومت اور ان کے نظم ونسق کے لوگوں میں شعور ہوتا اور وہ دوست اور دشمن کو پہچان لیتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۵۸

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاًمنیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ؀ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ؀ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ط وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ؀ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ؀ (سورۂ حج آیت ۳۸ تا ۴۱)

امانت ایمان کا ایک اہم رکن

جو آیات سورۃ حج کی میں نے پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دفاع تو مسلمانوں کا میں کرتا ہوں۔ میں نے جو اعلان کیا ہے کہ کافر کو معاف نہیں کروں گا اور کبھی ان کو نہیں بخشوں گا یہ کفار سے مسلمانوں کا بہت بڑا دفاع ہے۔ ''اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط'' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا دفاع فرماتے ہیں'' اِنَّ اللّٰـهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ '' اللہ تعالیٰ کسی خیانت گر یا کسی کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ خیانت سبب کفر ہے یا کفر سببِ خیانت ہے، یہ بحث علماء کرام میں بہت مشہور ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''لا ایمان لمن لا امانة له'' جس شخص میں دیانتداری نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ گویا امانت میں خیانت کرنے والا بے ایمان ہے ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا '' (نساء آیت ۵۸) اللہ تمہیں تاکید کرتا ہے کہ امانتوں کا بہت خیال رکھو۔ امانت صرف اس کو نہیں کہتے ہیں کہ آپ نے کسی کے پاس ۵۰۰ روپے رکھے اور آپ نے واپس کئے اور آپ کے پاس ۵۰۰۰ رکھے تو واپس کئے، اگر آپ کے پاس ۵ کروڑ بھی آئیں تو امانت ہے آپ اسے تبدیل بھی نہیں کر سکتے انہیں استعمال تو درکنار۔ بعض کم عقل کہتے ہیں کہ امانت ہے لیکن آپ کو ضرورت ہے تو استعمال کر لیں یہ بیہودہ انسان ہے ایسی بات کرنے والا انتہائی کم عقل اور کج فہم ہے۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس طرح کوئی کہے کہ یہ ہے تو آپ کی محرمہ ہے لیکن ضرورت ہو تو آپ اسے استعمال کر لیں (توبہ توبہ)۔ امانت اور استعمال؟ امانت جس رومال میں لپیٹ کر دی ہو اور وہ رومال خراب ہو تو وہ بھی

نہیں بدل سکتے ،اسی میں امانت رہے گی اور جس کو کہتے ہیں کہ آپ استعمال کر سکتے ہیں وہ عاریت ہے اسے امانت نام نہ دیں کہیں کہ یہ آپ کے پاس پیسہ رکھا ہوا ہے عاریت مستعار یا قرض ۔امانت کے متعلق تو مشہور ہے کہ اگر زمین کے پاس بھی کوئی چیز امانت رکھوائی جائے تو وہ بھی خیانت نہیں کرتی ۔تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ہمارے یہاں بغداد میں ایک رواج ہے کہ سفر میں یا دور دراز علاقوں میں جب کوئی مر جاتا ہے تو اسے نہلا دھلا کر رکھ دیتے ہیں جنازہ نہیں پڑھتے اور زمین میں قبر کی طرح ایک کھڈا کھود لیتے ہیں اور پھر سب مل کر دعا کرتے ہیں اور زمین کو کہتے ہیں کہ یہ ہم اپنے وطن لے جائیں گے چھ مہینے بعد یا سال دو سال بعد اس وقت تک یہ ہماری امانت ہے اور اوپر سے پتھر وغیرہ رکھ کر بند کر دیتے ہیں تفسیر روح المعانی میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ پھر سال یا دو سال بعد آتے ہیں اور اس کو دیکھتے ’’وجدوہ کما وضعوہ‘‘ جس طرح رکھا تھا اسی طرح تروتازہ ہے۔

(روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۳۷۴، سورۂ احزاب آیت ۷۳)

مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ امانت میں خیانت

کہتے ہیں پہلا دھچکا جو مسلمانوں کو اور اسلام کو لگا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں امانت داری نہیں رہی اور یہ مال کے مسئلے میں بہت زیادہ کمزور ہو گئے ،کبھی کبھی تو ایسا معاملہ کر لیتے ہیں کہ بالکل پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ مومن بھی ہے یا نہیں ،جب بھی کوئی مالی معاملہ اس کے پاس آجاتا ہے تو بالکل کافر دکھائی دیتا ہے حالانکہ اس کی پشت پر کتنا بڑا اسلام ہے،

اس کے سر پر کتنا بڑا قرآن ہے، اس کے آگے کتنا بڑا پیغمبر پیشوا ہے، ہر طرف اور ہر طرح دیکھنے والا قدرتوں میں لپیٹنے والا حفاظت کرنے والا اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ عزم برہانہ اس کا رب ہے۔ کیا ہم اس دن کے لئے مسلمان ہیں کہ ہمیں جب مال اور چیزیں نظر آئیں تو ہمارا ایمان ہی ختم ہو جائے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ حریص کتا ہے نہایت ہی کھانے پینے کا شوقین اور حریص مخلوق ہے لیکن اس کو تعلیم دیتے ہیں، سکھاتے ہیں کہ یہ خرگوش، یہ پرندہ اور یہ جانور آپ ایسا پکڑیں گے اور میرے پاس لائیں گے، تمہیں نہیں کھانا ہے ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ اس علم اور تربیت کو قبول کر لیتا ہے اور پھر وہ اپنے مالک کے لئے لاتا ہے اور اس کو ڈھونڈتا ہے کہ کہاں گیا جس کے لئے میں خرگوش پکڑا ہے کیا اس کو پتہ نہیں ہے کہ یہ خرگوش گوشت کا ہے اور بڑا نرم بہترین مزیدار گوشت ہے اس کو سب پتہ ہے لیکن اس کی تربیت اور علم نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ خیانت نہ کرے یہ میرے مالک اور آقا نے مجھے سمجھایا ہے تو غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ کتے کو سکھانے والا اور سمجھانے والا یہ زیادہ بڑا مالک ہے یا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر بڑا مالک ہے کہ اس کے سامنے بندے خیانت کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے اندر خیانت کی صفت کفار کی بتائی کہ یہ مومن نہیں ہو سکتا ہے یہ تو کافر لوگ کرتے ہیں مومن کیوں خیانت کرے گا ؟

صحابی رسول ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ حدیثوں میں آتا ہے بہت دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو

بیٹا دیا بڑا پیارا بڑا خوبصورت بڑا چہچہانے والا اور سارے گھر میں خوشی کی لہر تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فیصلے اس کی قدرت وحکمت کے ہوتے ہیں وہ تو مخلوق کا پابند نہیں ہے وقت آ گیا اور وہ بیمار پڑ گیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روزانہ کام پہ جاتے تھے اور شام کو آتے تھے آتے ہی گھر والی سے پوچھتے کہ بچہ کیسا ہے وہ بتاتی کہ کچھ آرام ہے اور پھر وہ کھانا کھاتا اور کپڑے بدلتے پھر آرام سے بچے کے پاس آتے ایک دن جب یہ کام پر گئے درمیان میں وہ بچہ انتقال کر گیا، بخاری شریف میں ہے کہ اس کی اہلیہ نے سوچا اب جب میرا خاوند آئے گا اور میں اس کو کہوں کہ بچہ مر گیا تو وہ نہ کھانا کھائے گا سارا دن مزدوری کی ہے چور چور ہو چکا ہے اور یکدم گھر داخل ہوتے ہی ایسی تکلیف کی خبر سن لے، تو جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اہلیہ سے بچہ کا پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ''قد ھدأ نفسہ '' اسے مکمل آرام آ گیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑے آرام سے کھانا کھایا کپڑے بدلے دم بخود ہو گئے اس کے بعد پاک بیوی نے نیک خصلت عورت نے حضرت ابوطلحہ سے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھتی ہوں اور اس کا جواب آپ کو دینا ہے مسئلہ یہ ہے کہ ایک بہت بیش بہا اور قیمتی امانت کسی نے کسی کے پاس رکھی کہ یہ میری امانت ہے میں کسی بھی وقت آؤں تو لے جا سکتا ہوں وہ امانت وہاں رہی چند دن، چند مہینے اس سے بڑی محبت ہو گئی اور وہ سب اس سے پیار کرتے تھے اب وہ اصل مالک آیا اپنی امانت کو لینے کے لئے تو یہ لوگ خوشی خوشی دیں یا اس کو روکنے کی کوشش کریں رونا دھونا شروع کر لیں اور چوری چکوری مچائیں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا توبہ توبہ وہ امانت میں خیانت کیسے کر سکتے ہیں اس سے تو ایمان چلا جائے گا، خوشی خوشی حوالہ کرنا چاہئے۔ تو بیوی نے کہا کہ وہ ہمارا بچہ بھی اللہ تعالیٰ کی امانت تھا اور اللہ تعالیٰ

نے بلالیا اور بچہ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیکھ کے میرا سینہ پھٹنے لگا لیکن بیوی کا اتنا بڑا ایمان دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی کہ مجھے کس طرح صبر استقامت کی تلقین کررہی ہے، اس نے کہا میں نے بھی استقامت اور خوشی ظاہر کی۔ فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا کہ ام سلیم نے یہ کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہارے رات کے اعمال سے بہت خوش ہیں اللہ تم دونوں میاں بیوی سے بہت زیادہ خوش ہیں اور بخاری میں ہے ان کے اس بچے کے بعد نو بیٹے ہوئے

''کلھم قد قرأ القرآن'' سب قرآن خوان اور قرآن دان بنے۔

(بخاری ج ا ص ۱۰۷۴ کتاب الجنائز)

نومولود بچے کی وفات کے سلسلے میں ایک وضاحت

حضرت ام سلیم نے، حضرت ابوطلحہ کو یہ جواب حیلۃً دیا کیونکہ سب سے بڑا آرام جو آدمی کو آتا ہے وہ موت پر ملتا ہے اور جب وہ مؤمن بھی ہو۔ کیونکہ انسان جب دنیا کے بکھیڑوں سے نکل جاتا ہے اور آخرت میں پہنچ جاتا ہے تو پھر عیش وعشرت کی زندگی اس کو ملتی ہے بشرطیکہ وہ ایمان ساتھ لے کر گیا ہو ''فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ'' اللہ فرماتے ہیں پسندیدہ زندگی ہے آخرت کی۔ ایسی زندگی جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ''ما لا عین رأت'' آخرت اور جنت ایسی ہے کہ کسی آنکھ نے دیکھا نہیں'' ولا اذن سمعت ''نہ ہی کسی کان نے سنا'' ولا خطر علیٰ قلب بشر'' (ترمذی شریف ج ۲

ص ۱۵۱ سورۂ سجدہ، ص ۱۶۱ سورۂ واقعہ) کسی انسان کے دل میں بھی ان نعمتوں کا خیال کبھی گزرا نہیں ہوگا اور پھر وہ تو بچہ تھا چند دن کا معصوم تھا اور بچے سب کے سب شفعا ہیں والدین کے حق میں۔ یاد رکھیں چھوٹے بچے جو قبل البلوغ مرتے ہیں یہ ماں باپ کو جنت لے کے جائیں گے، حدیث شریف میں ہے ان کو فرشتے کہیں گے چلو جنت وہ لے کے چلیں گے جیسے پرندوں کا غول چلتا ہے وہ بچے کہیں گے کہ اندر نہیں جانا ہے فرشتے کہیں گے چلو اندر وہ کہیں گے ہماری ماں کہاں ہے ہمارا باپ کہاں ہے؟ فرشتے وہیں اللہ رب العزت کے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے کہ حق تعالیٰ کہیں گے وہ کدھر ہیں وہ تو یہی جہنم میں ہیں گناہوں کی وجہ سے حق تعالیٰ کہیں گے یہ میری جودوکرم کے خلاف ہے کہ بچوں کو دروازے پہ چھوڑ دو ان کے لئے ان کے ماں باپ کو باہر نکالو اور ان کے ساتھ جنت لے جاؤ۔ چھوٹے چھوٹے بچے مرتے ہیں ماں باپ بڑے تڑپتے ہیں وہ لوگوں کے لئے چھوٹا ہوتا ان کے لئے چھوٹا نہیں ہوتا ان کے لئے تو آسمان ٹوٹ چکا ہوتا ہے چھوٹا تو کسی کے لئے ہوگا ماں باپ کے لئے چھوٹا کیوں ہوگا، ایسی تسلی اللہ تعالیٰ کرادے گا کہ تمام صدمے اور پریشانیاں بھول جائیں گے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ چھوٹے بچے کا وقت پر عقیقہ ہونا چاہیے اگر وقت مل گیا اور ماں باپ نے اس کا عقیقہ نہیں کیا یا اس کا نام نہیں رکھا اور وہ مر گیا تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ شفاعت نہیں کرسکتا ہے، عقیقہ سنت مستحبہ ہے اور نام رکھنا بھی سنت مستحبہ ہے، یہ مؤکد سنت نہیں ہے، لیکن ماں باپ نے تھوڑی سستی کی ان کے لئے کتنی بڑی بدبختی ہے کہ شفاعت سے محروم رہیں گے۔

بچوں کی غلط تربیت، ماں باپ کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

جو ماں باپ اولاد کو غلط لباس پہناتے ہیں، غلط جگہوں میں پڑھواتے ہیں، غلط نظریہ دلواتے ہیں سوچتے نہیں کہ ہم رہتے کہاں ہیں کر کیا رہے ہیں خود مسجد اور مدرسے کے لوگ اور اپنے بچوں کو انگریز بنانے میں مصروف ہیں، پینٹ پتلون پہناتے ہیں عزت و غیرت کے آئینہ میں اپنی شکلیں دیکھیں کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں اور کس ڈھپ پر چل رہے ہیں

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے بچے ایسے سکولوں میں بھی جاتے ہیں جہاں پر اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کی، مرزائیت کی، پرویزیت کی، بدعات کی تعلیم دی جاتی ہے، یاد رکھنا کہ جائیداد کی حفاظت آسان ہے، سونا چاندی اور پونجی کی بھی آسان ہے لیکن اولاد کی تعلیم و تربیت انسانیت سے کرنا یہ آسان کام نہیں ہے، (کارے باشد) آپ اپنے اسلام پر، اپنی شریعت پر، اپنے نصاب پر، اپنے سلیبس پر قائم رہیں آسمان و زمین کے خزانے آپ کے پاؤں چومیں گے میں حیران ہوں اور کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر غیرت اور عقل کہیں ملتی تو کروڑں اور عربوں خرچ کر کے میں ان لوگوں کے لئے خرید کر لے آتا

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بحر تماشا می روی

لوگوں کو تو اسلام اپنی طرف دعوت دے رہا ہے کیونکہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے

اور ہم دوسروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔

جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سن لیا کہ بچہ بھی امانت تھا تو اس کے بعد کیسا صبر کیا ،صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے اگر چہ دیر پا ہوتا ہے، دنیا تکلیفوں کی جگہ ہے اور تکلیفوں کے لئے کوئی دین چھوڑتا ہے؟ دنیا کی چیزوں کے لئے اپنے ایمان جیسی دولت کا کوئی سودا کرتا ہے۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن کافر کبھی ایک بہانہ کبھی دوسرا بہانہ کرے گا،اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر یہ موجودہ زمین آپ سونے سے بھر کے دے دیں تو بھی ایمان کے مقابلہ میں نہیں قبول کی جائے گی۔ ایمان چاہیے،ایمان کیوں نہیں لایا۔اللہ تعالیٰ ایمان محفوظ فرمائیں ''اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' اللہ تعالیٰ دفاع کرنے والے ایمان والوں کا'' اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْر '' اللہ تعالیٰ خیانت گروں کو اور کفار کو پسند نہیں کرتا پس جب آپ خیانت نہ کریں اور آپ ناشکری نہ کریں اور شکر نعمت کے حساب سے رہے اور دیانت و امانت کے زندگی اختیار کریں سب سے بڑا دفاع ایمان کا اور اسلام کا نصیب ہوگا۔ کیونکہ دنیا جیسی جگہ میں رہ کر ایمان کا تحفظ ہی اصل چیز ہے یہاں کئے ہوئے ایک ایک عمل کا حساب کتاب ہوگا۔

غم اور خوشی ہر چیز کا حساب ہوگا

دلتا دم و قدم دوړا په حساب دے
او پل په سما لارا کیدا چه خطا نه شي

پشتو زبان کے مشہور شاعر عبد الرحمٰن بابا فرماتے ہیں کہ قدم اور دم یعنی پاؤں رکھنا

دعا کے آداب

دعاؤں میں اپنا وقت صَرف کرنا مؤمن کا اصل فریضہ ہے، خیر والی زندگی کی دعا کرے اور بُری زندگی سے پناہ مانگے یہ بھی ثابت ہے خدایا زندہ رکھیئے جب تک زندگی بہتر ہو اور جب زندگی آزمائش ہو فتنہ ہو سازش اور گناہ ہو پھر تو اس دنیا سے جانا ہی بہتر ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بادشاہ وقت اور ظالموں سے تنگ آکر عید الفطر کی نماز کے وقت شہر سے باہر گئے اور اس طرح دعا فرمائی اور ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ اسی وقت طبیعت ناساز ہوئی اور چند لمحوں میں انتقال ہوگیا۔پاک آدمی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دعا فوراً قبول کرلی۔علماء کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ دعا کیوں نہیں کی کہ یا اللہ لوگوں کو اچھا کردے اور میرا مطیع اور فرمانبردار بنادے، جواب یہ ہے کہ یہ دعائیں بہت مانگی گئیں لیکن یہ قبول نہیں ہوئی، یاد رکھو ہر دعا نہیں لگتی ہے ہر دعا اگر لگتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر کافر کیوں مرتا؟ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کیوں دنیا سے کافر جاتا؟ پیغمبر اسلام ﷺ کے چچا ابو طالب کیوں دنیا سے بغیر ایمان کے جاتا؟ ہر دعا کسی کی بھی نہیں لگتی ''اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی'' اللہ سورۂ نجم میں فرماتے ہیں جو تم مانگو گے وہ دوں گا ''فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی'' (نجم آیت ۲۴،۲۵) یہ تو خدا کی شان ہے کہ بہت ساری چیزیں روک لی جاتی ہیں یا پھر ان کو دیر سے قبول کیا جاتا ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی تین دعائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تین دعائیں مانگی دو قبول ہوئیں اور ایک پر

بہت مزاحمت کے باوجود مسترد کردی گئی۔

ایک دعا میں نے یہ مانگی کہ جس طرح گذشتہ اقوام اور امتیں نافرمانی کی وجہ سے ملیامیٹ ہوگئیں اور ان کا نام ونشان بھی نہیں رہا، میری امت کو ایسی موت سے بچا، قوم ثمود ،قوم عاد، قوم نوح، قوم لوط اور قوم مدین سب کی سب صفحہ ہستی سے مٹ گئیں تو میری یہ امت اس طرح نہ ہو یہ قیامت تک رہے حق تعالیٰ نے کہا قبول ہے۔

دوسری دعا یہ مانگی کہ خدایا کہیں ایسا ظالم ان پر مسلط نہ ہو، ایسا بادشاہ ان پر نہ آئے جو ان کو بہت زیادہ نقصان پہنچائے تو یہ دعا بھی قبول ہوئی ظالم فورا دفع ہو جاتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہیں حجاج ابن یوسف سقفی جب مر گیا اس کی پیدائش سے لے کر موت تک حساب لگایا گیا تو ایک سو بیس قتل ناحق یومیہ اس کے ذمہ پر آئے ،وہاں لوگ کون تھے صحابہ یا بیشتر تابعین یا تبع تابعین ایسے ایسے ظالم بھی مسلط ہوئے لیکن وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتے تھے۔

تیسری دعا آپ ﷺ نے یہ مانگی کہ یا اللہ میری یہ امت آپس میں اختلاف نہ کرے، لڑے نہیں حق تعالیٰ نے کہا اس کو رہنے دیں، یہ دعا میں قبول نہیں کروں گا

گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق اس چمن کا ہے زیب اختلاف سے

کہتے ہیں کہ امت چونکہ بہت بڑی ہے الی یوم القیامۃ جن وانس ہے، اقوام ہیں، قبائل ہیں، پورا پورا جہان ہے، تو ان میں اختلافات تو ہونگے۔ کبھی عادات کا اختلاف ہوتا ہے، کبھی لسان کا اختلاف ہوتا ہے، کبھی رسم ورواج کا اختلاف ہوتا، کسی نہ کسی طرح انسان

روٹھا رہتا ہے اور عجیب بات ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ دعا مسترد کی تو پھر پیغمبر نے کہا ''ھذا ایسر واھون'' یہ تو اتنی خاص بات نہیں ہے۔

امت میں اختلافات کی نوعیت

علماء نے جنابِ نبی کریم ﷺ کے اس قول کی بہت تفسیریں بیان کی ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ''ھذا ایسر وھذا اھون''، ایک تفسیر یہ ہے کہ امت میں اختلاف تو ہوگا لیکن اصل دین پر سب لوگ متفق رہیں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، جنابِ نبی کریم ﷺ کی سنت، پانچوں نمازیں فرض قطعی یقینی، پانچوں اوقات، نماز کی رکعتیں تمام مذاہب میں فجر کی دو رکعتیں، ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی بھی چار ہیں مغرب کی تین ہیں اور عشا کی چار ہیں۔

طہارت پر بھی تقریبا اتفاق ہے کہ ہر نماز کے لئے طہارت شرط ہے خواہ نفل ہو یا فرض، قائما ہو یا قاعدا ہو سفرا ہو یا حضرا ہو۔

رمضان شریف پر بھی اتفاق ہے کہ رمضان کے روزے ہی فرض ہیں اور پورے مہینے کے فرض ہیں اس میں کوئی چھوٹ نہیں سوائے ان کے جنہیں شریعت مستثنیٰ قرار دے۔

اس پر بھی اتفاق ہے کہ مال میں زکوٰۃ فرض ہے اور مال دو قسم کے ہیں ایک وہ جو زمین سے اگتی ہے جنہیں ہم زراعت کہتے ہیں اور دوسری وہ جو آپ کماتے ہیں اسے شریعت تجارت کہتی ہے اور اس کے علاوہ پونجی مال دو ہے سونا اور چاندی بقیہ اموال اس کے تابع ہیں اس کی زکوٰۃ پر بھی اجماع امت ہے تمام امت کے مذاہب حق اور ناحق سب

متفق ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔

اس پر بھی اجماع امت ہے اور تمام فرقہ متفق ہیں کہ قیامت تک رسالت و نبوت صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہوگی، روافض نے اس میں اپنے ڈھکوسلے ملائے ہیں امام کے نام پر اور حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کے نام پر لیکن بر سر عام نہیں کہہ سکتے ہیں ختم نبوت کی تحریک میں روافض بھی ساتھ ہوتے ہیں، خوارج و معتزلہ قدریہ و جبریہ اور جہمیہ سب کے سب جتنے فرقے دنیا کے اندر ہوئے ہیں سب کا یہی عقیدہ ہے کہ ختمِ نبوت جنابِ نبی کریم ﷺ ہی کے سر کا تاج ہے۔

اس پر بھی اتفاق ہے کل کلمہ گو مسلمانوں کا کہ مرنے کے بعد آخرت ہے اور جزا اور سزا ہے قیامت قائم ہوگی میزان کا ترازو لگے گا نیکیاں حسنات کے پڑلے میں اور گناہ سیئات کے پڑلے میں تلیں گی۔

اس پر بھی اجماع اور اتفاق ہے کہ قبر کے اندر سوال و جواب ہے اور پانچ سوالات ہیں اس پر بھی اجماع امت ہے کہ جہنم کے اوپر پل باندھا جائے گا اور اسی سے لوگوں کو گزرنا ہوگا نجات یافتہ لوگ خوشی سے سکون سے گزر جائیں گے اور ایمان و اعمال کے جو کمزور ہیں ان کے لئے خطرہ ہوگا۔

اس پر بھی اجماع امت ہے تمام مذاہب عالم جنہوں نے بھی آسمانی دین وحی نبوت اور رسالت کا قول کیا ہے وہ یہ بات مانتے ہیں کہ جنت ایک حقیقت ہے اس کی مثال دنیا میں اور اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی گئی اور نہ ہی سنی گئی۔ ایمان و نیک اعمال والوں کو اللہ عطا کرے گا اور یہ بھی کہ جہنم سزا کی انتہا ہے اور وہ اللہ نے کفار کے لئے اور جرائم پیشہ لوگوں

کے لئے بنا رکھی ہے، یہ خیال نہیں، تصورات نہیں بلکہ یہ حقائق ہیں، یہ سب متفقات ہیں۔

چاروں مسلک برحق ہیں

پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ نماز کے لئے ہاتھ اتنے اٹھائے یا یہاں تک اٹھائیں اور ہاتھ باندھے ہیں یا کھلے چھوڑ دئے ہیں یہ اختلافات ائمہ کے ہوتے ہیں، تو چونکہ بنیادیں متفق ہیں کہ نماز فرض ہے اور پہلی تکبیر اور اس کے ساتھ رفع یدین یہ سنت ہے تو اس کے بعد کے چھوٹے چھوٹے اختلافات امام کے پیچھے شافعی اور احمد کہتے ہیں پڑھ سکتا ہے امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہیں کہ نہیں پڑھ سکتا ہے یہ خطرے والی بات نہیں ہے کچھ لوگ ایسے ہی کم عقل ہوتے ہیں وہ اپنی عقل اور خیال کو حاکم سمجھتے ہیں جاہل کی عقل بھی جاہل ہوتی ہے بے دین آدمی کی عقل اور سوچ بھی بے دین ہوتی ہے وہ ترازو تھوڑی ہے کہ اس سے آپ تولتے ہیں۔ عالم کی عقل حجت ہے، محدث کا فہم مدرک ہے، وہ شریعت کے تول ترازو ہے، اب دیکھو کتنی عجیب بات ہے میں صرف ایک دو مثالیں دیتا ہوں تاکہ آپ سب کو عقل آجائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ائمہ دین کے اختلافات ہو خواہ وہ مجتہدین کے۔ ایک وقت میں ایک ہی فقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تمام میں حق اور زیادہ مضبوط قرآن وسنت کے قریب ترین مفہوم امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کیونکہ سترہ سو صحابہ، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سب کے سب کوفہ میں آباد ہوئے ہیں، امام صاحب کے زمانے میں کوفہ کے اندر جتنی کائنات تھی وہ سب امام ابوحنیفہ کے فقہ پر متفق تھی۔ کوفہ کو علم کا مرکز سمجھا جاتا تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جب مدینہ سے کوفہ خط لکھتے تھے تو فرماتے تھے "من الرأس الاسلام الیٰ مرکز الاسلام" مدینہ کو کہتے اسلام کا سر اور کوفہ کو کہتے اسلام کا مرکز اتنا بڑا علم کا مقام تھا کوفہ۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنا سفر بتاتے ہیں کہ میں اتنی مرتبہ بصرہ گیا، اتنی مرتبہ حجاز گیا، اتنی مرتبہ بغداد گیا "ونسیت کم دخلت الکوفة" لیکن یہ نہیں بتا سکتا ہوں کہ کوفہ کتنی مرتبہ گیا ہوں، اتنا زیادہ جانا پڑا کہ یاد نہیں امام بخاری رحمہ اللہ جیسا حافظ اور امیر المؤمنین فی الحدیث کہتا ہے کہ کوفہ علم کے حصول کے لئے میں سب سے زیادہ گیا ہوں۔ کیونکہ امام علی الاطلاق فقیہ العراق امام ابوحنیفہ وہاں رہے تھے اور حضرت صاحب اکیلے نہیں تھے ان کے پچاس مجتہد شاگرد تھے ان کو ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یاد رکھیں اور وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ۵۵ حج کئے ہیں نصف سے زیادہ زندگی مکہ اور مدینہ میں گزاری اس لئے ان کی نماز اور ان کا طریقہ کار اور ان کی ترتیب دی ہوئی فقہ سب سے قوی اور مضبوط ہے۔

حکیم الامت کی طرف منسوب ایک قول اور اس کی وضاحت

دیگر ائمہ ومجتہدین نے بھی کسی آیت اور حدیث کا سہارا لیا ہے اور پیغمبر فرماتے ہیں جو بھی جس ستارے کے پیچھے چلے روشنی پائے گا اس لئے انہیں اہل حق ائمہ کہتے ہیں۔ وہ جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کبھی کہا ہے کہ اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور دوسروں کو چھیڑو نہیں آگے ہمارے لوگ اس کو اپنی منشاء کے مطابق استعمال کرتے ہیں، حالانکہ مذاہب چار حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ہم حنفی ہیں تو

ہمیں کیا ضرورت ہے مالکیہ کو چھیڑنے کی مالک والوں کو کیا حق ہے کہ وہ شافعی اور حنبلیوں کو چھیڑے،

دی حق مذہب واڑا سلور دا

اختلاف کڑو پیدا پکی تا او ما

دین کے اعتبار سے چاروں مذہب برحق ہیں، اختلاف تو کم عقل لوگوں نے اس میں ڈالا ہے ہمارے یہاں چونکہ حنفی فقہ ہے حنفی علم ہیں حنفی مدرسے ہیں حنفی سوال کا جواب فوری آسکتا ہے۔

لیکن یاد رکھیں بدعتیوں کا ڈھکوسلہ مذہب نہیں ہے وہ بغاوت ہے، صحابہ کو برا کہنے والوں کا مذہب، مذہب نہیں وہ خوارج ہیں روافض ہیں مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ نے ان کے متعلق نہیں کہا ہے، قادیانیت مذہب نہیں ہے پرویزیت مذہب نہیں ہے یہ سب باغی ہیں اسلام سے ان لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ یہ اسلام کے مکان کو اسلام کی عمارت کو گرانے والے لوگ ہیں یہ اسلام اور دین کے دشمن ہیں ان کے متعلق مولانا اشرف علی نے کبھی بھی نہیں کہا ان کی تو خود کی ساری زندگی ان لوگوں کے تعقب میں گزری ہے ان کے قول کو غلط استعمال کرنا کسی طرح ٹھیک نہیں یہ بھی خیانت کی ایک قسم ہے امانت میں خیانت کی بہت ساری اقسام ہیں یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

امانتدار مسلمان کا دفاع خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ہمارا ملک آج کیوں نہتا ہے حکمران سیاست دان ملک کے مکین ایک جیسے خیانت

گرہیں جس کو جب موقع ملا اس نے اپنا کام کیا، اگر کسی کو چھوٹا عہدہ ملا اس نے چھوٹے پیمانے پر خیانت کی اور جسے بڑا عہدہ ملا یا وزارت ملی اس نے بڑے پیمانے پر خیانت کی۔ ملک کا سربراہ ہو یا اس کا نمائندہ آپ اس کے اختیارات تو دیکھیں آپ اس کا چھل پہل دیکھیں سوچ تو لیں کہ یہ ڈیوٹی کر رہا ہے یا اپنی چھوٹی حکومت چلا رہا ہے، یہ کوئی دیانت داری ہے کیا یہ کوئی امانت داری ہے؟

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے ''ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا'' یہ اس وقت جب مومن مومن تھے، بدر کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے کیسی نصرت اور فتح کے اعلانات فرمائے ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ'' ابھی ابھی بڑی جماعت کفر کے پیٹ پھیر کے بھاگے گی ''وَيُوَلُّونَ الدُّبُر'' اور پیغمبر دعا میں خود فرماتے ہیں کہ یا اللہ یہ نہتے اور بے سروسامان مسلمان تیرے لئے آئے ہیں ''اللھم انشدک عھدک ووعدک اللھم ان شئت لم تعبد'' (بخاری شریف ج ۲ص ۵۶۴) اگر آپ کی مدد نہیں آئی تو یہ پٹ جائیں گے اور زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا، حق تعالیٰ نے کہا'' سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ''نصرت آرہی ہے یہ کفر کی بڑی جماعت ان کو پیٹ پھیر کر بھاگنے پر مجبور کرتا ہوں ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُر ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ'' (سورہ قمر آیت ۴۵،۴۶) زیادہ پٹائی تو قیامت کے دن کروں گا جو اس سے کڑوی ہوگی اس سے زیادہ خطرے والا دن نہیں ہوگا، ''وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ

بِبَـدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ‘‘ (آل عمران آیت ۱۲۳) بدر میں تمہاری کیسی مدد کی اس میں تو بے سروسامان تھے چند گھوڑے چند اسلحے ’’لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ لا وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ لا ‘‘ آخری تفصیلی لڑائی حنین ہے جو غسان روم کے ساتھ تھی اور چار لاکھ سے زیادہ لوگ لڑنے آئے تھے اور چند ہزار مسلمان تھے جس نے کمان سے تیر چلانا چاہا چاہنے نہیں دیا چلانا چاہا، چلانے نہیں دیا اس دوران رب العزت فرماتے ہیں ’’ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ‘‘ (توبہ آیت ۲۵، ۲۶) حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا فوراً نیچے پہنچو۔ ’’اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ‘‘ حقیقی دفاع تو اللہ فرماتے ہیں ’’اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ‘‘ اللہ تعالیٰ کو خیانت گر اور کافر پسند نہیں ہیں مسلمان دفاع تب کر سکتے ہیں جب وہ دیانت پیدا کریں، امانت پیدا کریں، صداقت پیدا کریں پھر اللہ کی طرف سے نصرت کی بارش ہوتی ہے۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ عزم برہانہ کل عالم کے مسلمانوں کی معاونت فرمائے، خاص کر پاکستان کی، سرحدات کی، پاکستان کی عزت وناموس کی مذہب اور اعتقاد کی، پاکستان کے باسیوں کی، اللہ جل جلالہ ہر ظالم سے ہر دشمن سے خاص کر عالمی بھیڑیا امریکہ اور اس کے اعوان وانصار سے رب العالمین پاکستان کا دفاع فرمائیں اسلام کا مدرسوں کا اور مسلمانوں کو حفاظت نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۵۹

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ج وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ط ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ o وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ o وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ

الْحَقِّ لا وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ o فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ o وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ o (سورۂ مائدہ آیت ۸۲ تا ۸۶)

اللهم صل و سلم علیٰ عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد و علیٰ اٰله و اصحابه وبارک و صل و سلم علیه

وحی کی ابتداء

رسول اللہ ﷺ نے ۴۰ سال کی زندگی مکہ مکرمہ میں گزاری اس کے بعد آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آنے لگی اور پہلی وحی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ o '' (سورۂ علق) ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں، کیفیت کچھ اس طرح تھی کہ آپ ﷺ کو سردی لگی اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ ''زملونی زملونی'' ،دوسری وحی ہوئی کہ ''يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً o نِّصْفَهٗٓ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً o اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً o اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلاً ثَقِيْلاً o اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلاً o اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلاً o وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً o '' (سورۂ مزمل) اور ایک کمبل سے آپ گرم نہیں ہوئے تو ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کو کہا کہ ایک اور کمبل ڈالو تو دوسری آواز آئی اور یہ تیسری وحی ہوگئی کہ ''يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o

وَرَبَّکَ فَکَبِّرۡ ۝ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرۡ ۝ وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۝ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ ۝ وَ لِرَبِّکَ فَاصۡبِرۡ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوۡرِ ۝ فَذٰلِکَ یَوۡمَئِذٍ یَّوۡمٌ عَسِیۡرٌ ۝ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ غَیۡرُ یَسِیۡرٍ ۝ ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ۝ وَّ جَعَلۡتُ لَهٗ مَالًا مَّمۡدُوۡدًا ۝ وَّ بَنِیۡنَ شُهُوۡدًا ۝ وَّمَهَّدۡتُّ لَهٗ تَمۡهِیۡدًا ۝ ثُمَّ یَطۡمَعُ اَنۡ اَزِیۡدَ ۝ کَلَّا ؕ اِنَّهٗ کَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیۡدًا ۝ سَاُرۡهِقُهٗ صَعُوۡدًا ۝ ''(سورۂ مدثر) اور اسی طرح چوتھی وحی سورۃ قلم ہے ''نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۝ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۝ وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۝ فَسَتُبۡصِرُ وَیُبۡصِرُوۡنَ ۝ بِاَیِّکُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ۝ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ۝ ''(سورۂ قلم ابتدائی آیات) اور پانچویں وحی فاتحہ کی ہے۔ کل ملا کر ۸۶ سورتیں قرآن مجید کی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور وحی کے ۱۳ سال مکمل ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت سے ۲ سال پہلے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور معراج واعراج اور اسریٰ بھی ہوا اور منیٰ مقام پر اہل مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی، دو دفعہ ان سے معاہدہ ہوا ۱۱ سنہ میں بھی اور ۱۲ سنہ میں بھی یعنی نبوت کے تیرہویں سال ۱۳ سنہ نبوی میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیساتھ ہجرت فرمائی۔ ۱۴ دن قباء میں رہے اور پھر وہاں سے مدینہ بنونجار قبیلہ میں آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے لئے جگہ خریدی اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں آپ نے قیام کیا، یہ وہ مقام تھا جو ۳۰۰ سال پہلے نبی آخرالزمان کیلیے تبع یمن کے بادشاہ نے بنایا تھا اور اس کے لئے وہ وہیں سے خرچہ بھیجتے تھے اور یہاں لوگوں کو آباد کیا تھا۔

مدینہ منورہ کا ابتدائی دور

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا دوسرا ہی سال تھا کہ مشرکین نے وہاں بھی شرارتیں شروع کردیں اور بدر کا واقع پیش آیا قرآن کہتا ہے ''يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ '' (انفال آیت ۴۱) دوٹوک فیصلہ اللہ نے سنا دیا اور مشرکین کے ۷۰ بڑے بڑے سرغنے ابوجہل جیسے مارے گئے اور ان کے ۷۰ کام کے آدمی گرفتار ہو گئے اور پہلے ہی معرکے میں اللہ تعالیٰ نے شرک وکفر کی کمر توڑ دی اور ان کی گردنیں اسلام کے سامنے نیچے کردیں۔

مدینہ منورہ کے تیسرے سال احد پیش آئی جس میں اول مسلمانوں کو فتح ہوئی اور ایک ذراسی غلطی سے پھر تکلیف پیش آئی۔ ''ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ'' (آل عمران آیت ۱۵۲) پھر امام بخاری کے خیال میں سنہ ۴ میں اور جمہور کے یہاں سنہ ۵ میں غزوۂ خندق پیش آئی، مشرکین نے قبائل کو ساتھ ملایا اور انہیں راضی کیا کہ یہ مسلمان اور یہ پیغمبر اسلام ہمارے لئے بھی خطرناک ہے اور تمہارے لئے بھی لہٰذا سب ملکر ان کا کام ختم کرتے ہیں۔ جیسے ہی جنابِ نبی کریم ﷺ غزوۂ اُحد سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے بھی آس پاس قبائل میں ملاقاتیں کیں اور ان کو کہا کہ ہم اہل مدینہ کی درخواست پر یہاں آئے ہیں اور اب یہ ہمارا شہر ہے اور ہم اس میں رہیں گے، ہم یہاں کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں، مجھے اللہ نے نبی آخر زمان، قیامت تک پیغمبر بنا کے بھیجا ہے اور میرے ذریعے اللہ لوگوں تک دین پہنچانا چاہتے ہیں میں لوگوں کو اخلاق، صلح، خیر، عافیت اور معاشرے میں

قرار امن وسکون کے قیام کیلئے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے مزید ان سے کہا کہ مشرکین ہم سے دشمنی کر کے ہم پر حملے کرتے ہیں اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے ہیں، تم اگر ان کے مقابلے میں ہمارا ساتھ نہ دو تو کم از کم ہمارے مقابلے میں ان کا ساتھ بھی مت دو اور اسکے بدلے تمہاری جو بھی شرائط ہیں وہ میں ماننے کیلئے تیار ہوں۔ بنو اسد، بنو زرارہ، بنو غطفان یہ تینوں بڑے قبائل تھے ان تینوں قبائل نے ہاں کر دی اور معاہدہ تحریر ہو گیا۔ مشرکین کو جب اس بات کا پتہ چلا تو ان کے بھی سرغنے پہنچ گئے اور انہوں نے ان تینوں قبیلوں کے بڑوں کو کہا کہ تم مسلمانوں کے مقابلے میں ہمارا ساتھ دو، انہوں نے کہا کہ ہم نے ابھی ابھی معاہدہ کیا ہے وہ لکھائی ابھی تازی ہے انہوں نے کہا کہ معاہدے کا کون پوچھے گا ہم اس دفعہ پیغمبر اسلام کو اور مسلمانوں کو ختم کر کے جائیں گے ایک فرد بھی نہیں بچے گا۔ ان تینوں قبائل نے باغات کے بدلے جو ان کے اطراف میں تھے لے لئے اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد پر آمادہ ہو گئے، انہوں نے مال کی لالچ میں اور خدائی پکڑ سے بے نیاز ہو کر اور ساری شرافتوں کا خون کر کے ان کے ساتھ دینے کی حامی بھر لی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ پتہ چلا کہ مشرکین نے قبائل عرب کو ساتھ ملایا ہے اور بہت گھمسان کی لڑائی ہونے والی ہے وہ اپنے خیال سے مدینہ میں ہمیں ختم کر کے جائیں گے۔

مشورہ کرنا سنت طریقہ ہے

تو ایسی صورتِ حال میں آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ کیا تدبیر ہونی چاہئے۔ قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو کہا ہے کہ آپ معاملات میں ان سے مشورہ کیا

کریں ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ '' (آل عمران ۱۵۹) دین اور دنیا کے کاموں میں ان سے مشورہ کریں۔ مشورہ کرنے سے ایک تو ان کو کام کی اہمیت باور ہوگی دوسری ان کی بصیرت اور تجربہ سامنے آئے گا اور تیسرا ان میں احتیاط کا پہلو آئے گا اور چوتھا جو شخص مشورہ دیتا ہے وہ کسی معاملے میں اول سے آخر تک بالخصوص عواقب کو ضرور سوچتا ہے اور نتائج کو بھی سامنے رکھتا ہے۔ مشورہ دینا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے، مشورہ دینے کے لئے اہل افراد کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے علماءِ دین کہتے ہیں کہ مشورہ کیلئے اس فن کے ماہرین ہوں جیسے گھریلو امور کی مشاورت بیوی سے کی جاتی ہے، اسی طرح بیرونی امور کی مشاورت باپ سے کی جاتی ہے ''ذوا عدل '' قرآن کریم میں جو آیت ہے اس کی تفسیر میں تفسیرِ کبیر میں ہے کہ ہر علم اور فن کے لوگوں کو پہچانو، صحت کا مشورہ آدمی حکیم سے کرتا ہے ڈاکٹر سے کرتا ہے وہ پرہیز بتاتا ہے دوائیاں تجویز کرتا ہے اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ مشورہ کی اسلام میں بہت زیادہ اہمیت ہے پیغمبر ﷺ جیسے صاحب وحی، نبی مرسل، ختم المرسلین کو حکم دیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام سے مشورہ کریں، مشورہ کی حد تک بڑا چھوٹے سے بھی رجوع کرتا ہے اور بعض اوقات چھوٹے کی بات بڑی مفید معلوم ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ مشورہ میں بڑے سے بڑا ہی ہو باپ گھر کے بچوں سے معاملات کے بارے میں مشورے کرسکتا ہے مختلف آراء سامنے آتی ہیں اور ایک بات ایسی ہوتی ہے کہ پسند آجاتی ہے، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ چھوٹے آدمی کو زیادہ سمجھ دے دیتا ہے اور وہ بھی اس چھوٹے کا جلوہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب یہ مشورہ کیا کہ نماز کیلئے لوگوں کو بلانے کا کیا طریقہ ہوگا اس وقت تک اذان مشروع نہیں ہوئی تھی تو بعضوں نے کہا کہ آگ جلاتے

ہیں دھواں اور شعلے دور دور سے لوگ دیکھ لیں گے اور نماز کا وقت ہو رہا ہو گا۔ اسلام کا ایک بہت اہم رکن یعنی اذان مشورہ ہی سے طے ہوئی ہے۔

بدر کے موقع پر جنابِ نبی کریم ﷺ کی صحابہ کرام سے مشاورت

بدر کے موقع پر جب آپ ﷺ میدان میں آئے تو آپ ﷺ صرف حالات دیکھنے آئے تھے اور جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن نیچے سے ابوسفیان اپنا قافلہ لے کر آ گیا اور اوپر سے ابوجہل نے گھیرا ڈال لیا اور تمام صحابہ جنابِ نبی کریم ﷺ کے ساتھ درمیان میں آگئے اور جو صحیح جگہ تھی ہموار زمین وہ مشرکین نے قبضہ کر لی اور جو تکلیف کی جگہ تھی وہ صحابہ کیلئے رہ گئی۔ تو آپ ﷺ نے اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ آپ بتائیں کیا کرنا چاہئے کیونکہ ہم تو لڑنے کے لئے نہیں آئے تھے اور میدان لڑائی کا بن گیا ہے۔ اس موقع پر حضرت مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور ایسی تقریر کی کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس تقریر کے بارے میں کہتے ہیں کہ مقداد (رضی اللہ عنہ) میری پوری زندگی کی نیکیاں لے لیں لیکن مجھے یہ تقریر دے دیں، آپ ذرا سوچیں کہ کیا تقریر ہو گی؟ انہوں نے جنابِ نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں یہ ہمارا ایمان ہے، آپ کا ہر قدم وحی ہے اور ہم تو آپ پر ایمان لائے ہیں اور ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم قومِ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کہا "فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ" (مائدہ آیت ۲۴) آپ اور آپ کا رب جا کے جہاد کرے اما لکہ سے ہم یہیں رہیں گے اور جب میدان

خالی ہوجائے گا تو ہم آرام سے اندر آئیں گے ہم سے لڑنے کی توقع نہ رکھیں ہم وہ قوم نہیں ہیں، ہم تو وہ ہیں جو "نقاتل عن یمینک وعن شمالک و بین یدیک وخلفک" (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۴) ہم آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں لڑکر دکھائیں گے یہاں تک کہ آپ کے اوپر قربان ہوکر رہیں گے ہم پیچھے جانے والے نہیں ہیں آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ جب مقداد رضی اللہ عنہ نے تقریر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مقداد کی تقریر کے دوران آسمان کے فرشتوں کو آرڈر ملا مدد کرنے کا جوق در جوق ملائک اتر رہے تھے یہاں مقداد تقریر کر رہے تھے اور ادھر فرشتے نازل ہو رہے تھے، اس لئے بخاری شریف میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مقداد میری پوری زندگی کی نیکیاں مجھ سے لے لیں اس تقریر کے بدلے میں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں یہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے برابر کے عالم مانے جاتے تھے اور نبی ﷺ کے عزیز و قریب حسنین کے برابر مانے جاتے ہیں وہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کی قدر جانتے تھے جبھی تو کہا کہ مقداد میری زندگی کی ساری نیکیاں لے لیں لیکن یہ تقریر مجھے دے دیں۔ اس کو تقریر کہتے ہیں آج کل بھی تقریر کرنے والے ہیں وہ مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں۔

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کی احسن العلوم آمد

مولانا طارق جمیل نے یہاں تقریر کی اور اچھی تقریر کی، مخلوق کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالی ہے، صحیح معنوں میں زندگی کے مقاصد بیان فرمائے اور لوگوں کو ان کے

خالق کی طرف آنے کی دعوت دی اور یہ دیوبندیوں کی اور خاص کر تبلیغی جماعت کی بہت بڑی فتح ہے کہ ایک ایسا عالم موجود ہے جو تقریر کرنا جانتا ہے اور بہترین تقریر، لیکن تبلیغی فتح وغیرہ نہیں جانتے وہ بس ٦ نمبر جانتے ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں کہ وہ مولانا طارق جمیل صاحب کی صلاحیتوں کی بھی قدر کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک ایسا بیش بہا عالم دین بھیجا ہے۔ بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ تو ان سے ناراض رہتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ جب چھوٹے تھے تو شلوار نہیں پہنتے تھے اب کیوں پہنتے ہیں، سردی میں لحاف اوڑھتے تھے اب کیوں نہیں اوڑھتے، حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے، یہی لوگ غلط باتیں ہم تک پہنچاتے ہیں کہ وہ شیعوں کے یہاں چلا گیا اس نے وہاں یہ تقریر کی اور یہ تقریر کی تو ہم کہتے ہیں کہ غلط ہے اور یہ بیان ٹھیک نہیں ہے ہم کوئی عالم الغیب تو نہیں ہیں۔ مولانا نے بھی تنگ آکر مجھ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے تقریر کرتا ہوں آپ میری اصلاح کریں، آپ میرے بڑے بزرگ ہیں اور میرے لئے فخر کا دن ہوگا کہ آپ بھی میری تقریر سن لیں گے، تو میں نے ان سے کہا کہ آؤ اور احسن العلوم میں بیان کرو اور ایسا بیان کیا کہ میں ۴٠ سال کے عرصہ میں کسی کی تقریر سے اتنا متاثر نہیں ہوا اور نہ ہی اتنا رویا ہوں جتنا اسکی تقریر نے مجھے رلایا۔ مولانا نے دارالعلوم دیوبند اور انکی بناء اور تاسیس اور مقاصد کا ذکر کیا، علم اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور عربی زبان کے فضائل بیان فرمائے،

آفرین از خدائے بر پدرے
کہ از امان ایں چنیں پسرے

اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے اور اس کی گھن گرج مزید بہاروں پر ہو اور حاسدین

اور کینہ پرور لوگوں سے اللہ مولانا کو محفوظ رکھے اور حاسدین کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور ڈاکٹر اقبال

یہ ڈاکٹر اقبال جن کا آپ سنتے ہیں ایک شاعر کی حیثیت سے مشرقی شاعر ہے ،عجیب عجیب اشعار ہیں اس کے اور یہ ایک زمانے میں کشمیر کمیٹی کے صدر تھے اور کشمیر کمیٹی پوری کی پوری مرزائی تھی ۔ کشمیر کمیٹی کا کام تھا کہ کالجوں میں یونیورسٹیوں میں طلبہ کو مرزائیت پڑھانا اور لڑکوں کو کہتے تھے کہ یہ مولویوں والا مذہب اسلام یہ تو بھونڈا مذہب ہے پرانا، گلاسڑا اختلافات والا نیو برانڈ اور نیو کلچر کیلئے جو مذہب آیا ہے وہ تو مرزا صاحب کا ہے اور وہ تو صحیح تھا کیوں کہ وہ تو انگریزوں نے بنایا تھا۔ حضرت اقدس امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اور اپنے زمانے میں علی الاطلاق مسند زمانہ تھے اور بہت زیادہ فکر مند ہو گئے وہ خود بھی کشمیر کے تھے انہیں پتہ چل گیا کہ کشمیر میں ایک کمیٹی ہے نوجوانوں کی اور اسکا ہیڈ ڈاکٹر اقبال ہے اور کشمیر کا جو مہاراجہ ہے اس کی نظر اور اس کی نگرانی میں کمیٹی کام کر رہی ہے۔ تو آپ نے دارالعلوم دیوبند سے کشمیر کے مہاراجہ کو خط لکھا اور اس کو مرزائیت کی کفر و ضلالت ، بے دینی و دروغ جھوٹ فریب سے آگاہ کیا۔ کشمیر کے مہاراجہ نے شاہ انور شاہ صاحب کا خط ڈاکٹر اقبال کو دیا، ڈاکٹر اقبال نے خط پڑھا اور کہا خط تو کسی ایسے مولوی کا ہے کہ زمین پر کوئی دوسرا مولوی ایسا نہیں ہوگا اور شاہ صاحب کو دیوبند خط لکھا کہ میرے چند اشکالات ہیں حضرت والا اس کے جوابات دیں میں مرزائیت سے پیچھے ہٹ سکتا ہوں ایک ہی خط نے کیسا اثر

کیا۔شاہ صاحب نے ان کو کہا کہ آپ کشمیر سے لاہور کیلئے روانہ ہو جائیں اور میں کشمیر سے لاہور آرہا ہوں لیکن روانہ ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر اپنا ایمان بحال کریں اور مرزا جیسے کذاب اور دجال کا دامن چھوڑ دیں کیونکہ اگر درمیان میں موت آئی تو کہیں کافر نہ مرو۔ یہ بھی عجیب خط تھا اور اقبال کہتے ہیں کہ پہلے خط سے زیادہ اس نے مجھے جھنجوڑا کہ اتنے بڑے عالم کو ذرہ برابر بھی کھٹکا نہیں ہے اس کے کافر ہونے کا۔ڈاکٹر اقبال لاہور آئے اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ دیوبند کے ایک وفد کے ہمراہ لاہور پہنچے گفتگو ہوئی درمیان میں ڈاکٹر صاحب کے جو اشکالات تھے حضرت شاہ صاحب نے ان کے جوابات دیئے۔ڈاکٹر اقبال نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا اور ان کا نکاح دوبارہ پڑھایا گیا اور دعاء خیر فرمائی۔ڈاکٹر اقبال چلے گئے اور دو گھنٹے بعد دوبارہ آئے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس وقت کمرہ میں آرام کر رہے تھے، ڈاکٹر اقبال اندر جانا چاہتے تھے لیکن چوہدری افضل حق جو اس وقت احرار کے صدر تھے نے کہا کہ یہیں بیٹھیں شاہ صاحب کو تنگ نہیں کریں۔لوگ سارے حیران ہو گئے کہ شاہ صاحب اور انکی تو بڑی بہترین بات چیت ہوئی توبہ ہوئی کلمہ اور نکاح دوبارہ پڑھایا گیا اور چوہدری افضل حق کہہ رہے ہیں کہ اندر نہیں جانے دوں گا۔جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ شاہ صاحب کے حکم پر کر رہا ہوں تو اقبال کی ایسی اصلاح ہو گئی تھی اس نے کہا کہ مجھے شاہ صاحب سے ملنے دیں اگر کوئی کمی واقع ہو گئی ہے اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہوں مجھے انور شاہ کو مطمئن کر کے دنیا سے جانا ہے، شاہ صاحب نے اندر سے آواز دی کہ آنے دیں۔اقبال نے پوچھا کہ کچھ کمی رہ گئی، تو حضرت شاہ صاحب نے

فرمایا کہ بہت بڑی کمی رہ گئی ہے آپکی وجہ سے جو اسٹوڈنٹس اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے آپ اور آپ کی کمیٹی پر اعتبار کر کے کافر ہوئے ہیں ان کا کون ذمہ دار ہے، یہ سن کر ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ میں ابھی جا کر اس کو ٹھیک کرتا ہوں اور اس نے اپنے توبہ نامہ کا، مرزائیت چھوڑنے کا، اصلاح حال کا، حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ پر تجدیدِ ایمان ونکاح کے احوال پر ایک پرچہ لکھا اور شاہ صاحب کو پڑھ کر سنایا کہ یہ ٹھیک ہے؟ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس وقت جتنے اخبارات تھے یومیہ، ہفتہ وار، روزنامچے سب کو دے دیا کہ یہ شائع کرو اور یہ جتنے اخبارات میں شائع ہوا انکی کٹنگ لے کر آئے اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کو کہا کہ اتنے اخبارات نے آج شائع کیا اتنے اخبار کل شائع کریں گے اتنے ہفتہ بھر میں اتنے مہینے میں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اندر سے اٹھ کر باہر آئے اور ان کیساتھ پلنگ پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ اس خوشی میں رات کو کھانا پکوا سکتا ہوں؟ حضرت نے فرمایا کہ جب آپ کہیں گے میں مہمان ہوں گا آپ نے میری زندگی کی سب سے بڑی مشکل حل کر دی۔

علماءِ لدھیانہ اور تکفیرِ مرزائی

میرا اس واقعہ سے مقصد یہ تھا کہ دیکھو انکے بارے میں وہ احوال تھے کہ حضرت بہت پریشان تھے اور کشمیر کے مہاراجہ کو خط لکھ رہے تھے اور جب اقبال کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے نوازا اور مالا مال کیا تو شاہ صاحب کہتے ہیں کہ جہاں آپ کہیں گے وہاں ساتھ جاؤں گا۔ جو عربی طلبا ہیں وہ ایک عربی فتاویٰ شائع ہوا ہے فتاویٰ قادریہ کے نام سے وہ دیکھ لیں

اس میں اس زمانے کے جمیع احوال ہیں اور جو اُردو دان طبقہ ہے وہ اس زمانے کو من وعن دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ ایک کتاب کا نام نوٹ کرلیں۔

''مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ سب سے پہلے علماءِ لدھیانہ نے لگایا''

یہ کتاب کا نام ہے، کم درجہ کا طالب علم تو یہ نام نوٹ بھی نہیں کرسکتا یعنی دارالعلوم دیوبند نے بعد میں تکفیر کی اس کا مطلب یہ نہیں کہ لدھیانہ دیوبند سے بڑا علمی مرکز تھا، دراصل لدھیانہ اور قادیان دو ایسے محلے تھے جیسے گلستان جوہر اور گلشن اقبال، دیوبند ایسا جیسا کیماڑی منوڑہ یا لانڈھی ان کی آمدورفت کم تھی وہاں، مرزا کے بارے میں معلومات کم تھیں اور لدھیانہ اور قادیان بالکل ساتھ ساتھ تھے، جو ہندوستان کے نقشہ کو جانتے ہیں وہ میری بات خوب سمجھتے ہیں اس لئے لدھیانہ کے علماء کو مرزا قادیانی کے دجل کفر و کذب، دروغ گوئی، اسلام دشمنی اور انبیاء اور صالحین اور اسلامی تاریخ اور تاریخ کو مسخ کرنے کا اور اس پر جھوٹ بولنے کا سب سے پہلے پتہ چلا۔ لدھیانہ میں اس وقت دو بڑے عالم تھے مولانا محمد لدھیانوی اور مولانا اسماعیل لدھیانوی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں ہمارے عزیز دوست اور اہل حق جماعت کے رہنما حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی جو اسوقت رحیم یار خان میں مقیم ہیں اور یہ کتاب بھی مولانا کے کرم بالائے کرم سے وجود میں آئی ہے جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا ہے۔

مختلف مسائل میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کی مشاورت

بڑے بھی چھوٹوں سے مشورہ کرتے ہیں، تفسیر ابن جریر میں سَنَد کے ساتھ یہ

روایت موجود ہے کہ اللہ رب العالمین نے ملائک سے مشورہ کیا کہ میں آدم نام کا ایک خلیفہ پیدا کرتا ہوں تو یہاں علما اشکال کرتے ہیں تو یہی جواب ہوگیا کہ بڑا چھوٹے سے مشورہ کرتا ہے، خالق مخلوق سے، نبی امت سے، اسی طرح کئی امور ایسے ہیں جن میں جنابِ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشاورت فرمائی ہے۔

(۱)　سن ۶ ہجری میں حدیبیہ کے موقع پر جب رسول اکرم ﷺ اور مشرکین کے درمیان ایک معاہدہ طے ہوا اور اس کا ایک حصہ یہ تھا کہ اس سال بغیر عمرہ کئے آپ لوگ واپس چلے جائیں اگلے سال آجائیں اور اس میں شرائط طے ہوگئیں، تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ احرام کھولو اور بال منڈھوالو لیکن صحابہ بیٹھے رہے، جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ اپنے خیمے میں آئے اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ میری بات مانتے نہیں ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ بال اتارو تو یہ ایسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ کے دل پر بوجھ آرہا تھا، ام المومنین نے اس موقع پر زبردست بات کہی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان سے یہ بات بطور شفقت کہہ رہے ہیں، شریعت کی رو سے نہیں کہہ رہے، آپ خود بال اتارلیں پھر دیکھیں، رسول اکرم ﷺ خیمے سے باہر نکلے اور آپ نے اپنے بال کاٹنا شروع کئے۔ یہاں سے وہاں تک جہاں تک نظر جاتی تھی ۱۴۰۰ صحابہ نے اپنے بال کاٹنا شروع کردئے، ام المؤمنین نے آپ کو تسلی دی، تو دیکھیں آپ ﷺ کی گرانی طبع ام المؤمنین کے مشورے سے ختم ہوگئی اور فضا بالکل سازگار ہوگئی۔

(۲)　آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہجرت کے بعد ''وھم یابرون النخل''، مسلم شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ کھجور کے پودوں میں قلم لگاتے

ہیں جیسے آموں کے اندر لگتے ہیں تو آپ ﷺ نے کہا کہ یہ کیا کرتے ہو اتنا مشکل کام ہو رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس سے کھجوریں زیادہ آئیں گی اور بڑی بڑی ہوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کام کو چھوڑ دو، صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا تو اس سال کھجوریں کم اور چھوٹی چھوٹی آئیں، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ قلم کے بغیر کھجوریں نہیں ہوتیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''انتم اعلم بامر دنیاکم ''(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۴) تمہیں اجازت ہے کہ اس قسم کے امور دنیا میں اپنے تجربہ پر فیصلہ کرو اور لگاؤ قلم۔

یہ بھی کامل و اکمل انسان کا طریقہ ہے کہ وہ نظام کو سمجھ لے اور اپنی رائے واپس لے لے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''انتم اعلم بامر دنیا کم'' علماء نے بڑی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ صحابہ پر آزمائش تھی وہ بالکل خاموش رہ لیتے چند سال تک کھجوریں ختم ہو جاتیں اور پھر قیامت تک بغیر قلم کے قلم والی کھجوریں آتیں، لیکن آپ نہیں چاہتے تھے کہ غیر ضروری معاملات میں صحابہ کرام کو آزمائش سے ہمکنار کریں۔ آپ کو آرام اطمینان اسی میں ہے کہ آپ قلم لگاتے ہیں تو لگائیں، اجازت دیدی اور خود رجوع فرمالیا، ایسے بہت سارے مسائل دنیا میں ہیں جس میں بہت سارے اعلیٰ محدثین، فقہاء، آئمہ وہ بھی عام آدمی کی بات سے بھی رجوع کر لیتے ہیں۔

(۳) سن ۵ ھ میں غزوہ خندق پیش آئی آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا ''اشیر علیَّ'' مشورہ دے دو کیا کرنا چاہئے سارے قبائل جمع ہو گئے پورا جہان جمع ہو کر آ رہا ہے ان سے کیسے مقابلہ کیا جائے۔ مختلف مشورے ہوئے لیکن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جن کی

کل عمر وفات کے وقت ۲۵۶ سال تھی اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ آیت من آیات اللہ فرماتے ہیں کہ نہیں ۳۵۶ سال عمر تھی اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن لوگوں کو وصیت کی تھی یعنی حواریوں کو ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے پیغمبر کے درمیان ۵۷۲ سال ہیں آسمان پر حضرت تشریف لے گئے اس کے ۵۰۰ سال گزر گئے ۷۲ سال پورے ہوئے تو ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے جو شاگرد تھے حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ان شاگرد اور صحابہ کو حواری کہتے تھے سفید پوش سفید کپڑے پہننے والے۔ ان کے جو شاگرد تھے وہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے استاذ تھے اور بہت سارے شاگردوں سے ہوتے ہوتے آخری استاذ نے کہا کہ بس آپ مکہ مکرمہ فوراً پہنچیں نبی آخر الزمان کا وقت ہو گیا ہے دنیا کی گھڑیاں بول رہی ہیں۔ شمس وقمر شرق اور غرب کی علامات کے مطابق نبی آخر الزمان آچکے ہیں یا آنے والے ہیں آپ مکہ پہنچیں۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آئے اور بہت خاص طریقہ سے خدمت عالیہ میں پیش ہوئے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ فارس کے اندر جب ہم کم ہوتے تھے اور دشمن زیادہ ہوتے تھے تو ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ان کے راستے میں ایک نہ عبور کرنے والی خندق کھودی جاتی تھی جس کی وجہ سے دشمن ہم تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ یہ مشورہ سب کو پسند آیا اور جناب نبی کریم ﷺ کو بھی یہ بات ٹھیک لگی اور ایک خندق کھودنی شروع کی گئی مدینہ منورہ کے باہر اس سمت سے جہاں مشرکین آسکتے تھے انکے راستے میں اور لمبا واقعہ ہے خندق کا۔ اللہ رب العالمین نے مشرکین کو ناکام کیا اور انہیں شکست فاش ہو گئی ان پر طوفان آیا ان کے خیمے اکھڑ گئے ٹین بج

گئے خوف وہراس پھیل گیا اور قرآن کریم کے معجزات ظاہر ہو گئے۔

قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو بنانے کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی مشورتاً فرشتوں کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا" وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں جس پر فرشتوں نے کہا کہ" قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" (بقرہ آیت ۳۰) آپ کی تحمید اور تسبیح کے لئے تو ہم ہیں یہ تو زمین میں فساد کرے گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت کے تخت پر ان کے شوریٰ کے تمام ارکان موجود رہتے تھے ایک اندازے کے مطابق حضرت کے تخت پر چھ لاکھ کے قریب کرسیاں لگی ہوتی تھیں۔ حضرت والا بھی مشورے سے تمام امور کو طے کیا کرتے تھے۔

ایک بار حضرت صاحب تخت سلیمانی پر اڑ رہے تھے تو زمین پر ایک چیونٹی کو سنا کہ وہ اپنے لشکر کو کہہ رہی تھی کہ" قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ" گھس جاؤ اپنے بلوں میں" لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ لا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ" (سورۂ نمل ۱۸) سلیمان اور ان کے لشکر آرہے ہیں وہ کچل دیں گے اور ان کو ہمارا پتہ بھی نہیں چلے گا، سلیمان علیہ السلام نیچے آئے اور ان سے کہا کہ میں نے تو انصاف سے زمین بھری ہوئی ہے

اور کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی آپ مجھ سے کیوں خطرہ محسوس کررہی ہیں، اس نے
کہا کہ آپ کو جہاں جہاں پتہ نہ ہو چھوٹی چھوٹی مخلوق ہیں مرجاتی ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کو
اس کی باتیں بڑی پسند آئیں اور اس سے کہا کہ ''سلینی ماشئت ''مانگ جو مانگتی ہے
،اسنے کہا کہ ''زدنی عمری ''میری عمر بڑھادیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ یہ
کام تو میں نہیں کرسکتا، پھر اس نے کہا کہ ''زدنی رزقی ''میرا رزق بڑھادیں، حضرت
سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ رزاق بھی خدا ہے اس میں سلیمان وداؤد کا کوئی کام نہیں ہے
،اس نے کہا کہ دنیا دو چیزوں کا مجموعہ ہے اور انہی دو چیزوں سے دنیا تعبیر ہے ایک حیات
اور دوسری معیشت نہ عمر بڑھا سکتے ہو نہ معیشت بڑھا سکتے ہو''لا اسئلک ثالثه ''اور مجھے
کوئی چیز نہیں چاہئے۔ سلیمان علیہ السلام حیران رہ گئے وہ ننھی سی کیڑھی ایک ٹانگ نیچے
ایک اوپر اور ایسے بات چیت کررہی ہے جیسے انٹرنیشنل عدالت کا بیرسٹر ہو۔ حضرت سلیمان
علیہ السلام سے وزراء بات نہیں کرسکتے تھے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت کسی جن یا
دیو کو بلاتے تھے کہ فلاں دیو کو لے آؤ، آٹھ من کا دیو ہوتا تھا جب خدمت میں پیش ہوتا تھا
آٹھ کلو کا ہو چکا ہوتا تھا، خوف کی وجہ سے سارا پگھل چکا ہوتا تھا اور حضرت جنات کو وہی
احکام دیتے تھے خدمت تک آتے آتے ختم ہوجاتے تھے دھواں ہوجاتا تھا اتنا رعب وجلال
تھا اور چیونٹی ایک ٹانگ اوپر اور نیچے ہم کلام ہے بات چیت کررہی ہے۔ اس کے
بعد حضرت سلیمان علیہ السلام جب بھی تخت پر بیٹھ جاتے تھے تو حضرت کے کاندھے نظر
آتے تھے اور سر نیچے ہوتا تھا۔ کسی وزیر متعلق نے پوچھا کہ حضرت کو کیا تکلیف ہے؟ کہا کہ
چھوٹی سی چیونٹی نے میرا سر جھکایا ہے نہ عمر بڑھا سکتا ہوں نہ رزق بڑھا سکتا ہوں کیا

بادشاہت ہے چند دنوں کی خواری اور آزمائش ہے۔ ایک لمحہ عمر کا بڑھتا نہیں ایک دانہ رزق کا نہیں بڑھ سکتا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ حدیث میں کیا فرماتے ہیں سن لو جبرئیل آیا اور اپنی روح کے ساتھ میری روح ملادی اور اس کے بعد میری روح میں پھونکا اور یہ پھونکا کہ ''الا ان النفس لن تموت '' کوئی شخص اس وقت تک مر نہیں سکتا ''حتیٰ تستکمل رزقھا '' (زادالمعاد، روح المعانی، ابن کثیر) جب تک رزق پورا نہ کرلے۔ گویا موت اس وقت آتی ہے جب اس کائنات کے اندر آپ سمجھیں کہ وہ صدر مملکت ہے وزیر اعظم ہے وہ دنیا کا لینڈ لارڈ ہے بین الاقوامی ہستی ہے لیکن حدیث اور وحی کہہ رہی ہے کہ اس کا مزید یہاں دانہ اور رزق سے ایک قطرہ نہیں بچا ایک لمحہ سانس کا نہیں۔ موت حادثہ ہے، موت ایک حقیقت مسلمہ ہے، موت اس دنیا کی فنا ہے، آخرت کی زندگی کا نیا دن ہے جب نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہوتی ہے، دنیا کی زندگی تو ختم ہوتی ہے دنیا کی ہر نعمت تو جواب دے دیتی ہے لیکن آخرت کی زندگی '' خیر لمن اتقیٰ '' اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے بہت کچھ ہے، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۶۰

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ o (سورۂ بقرہ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ قابل فخر، قابل شکر

قابلِ قدر بزرگو محترم بھائیو اور عزیز سامعین!

اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ مومن کو رمضان شریف جیسے اعمال وفضائل کا مہینہ نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے پر ایک قسم کا فخر کیا ہے کیونکہ اس میں عظیم الشان کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی، اور پھر مسلمانوں کو شکر کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کسی بھی نعمت پر بڑا فخر کرتا ہے اور چھوٹا شکر کرتا ہے۔ عام طور پر شکر عموماً چھوٹوں سے کرایا جاتا ہے مخلوق کو دعوت دی گئی ہے کہ تم شکر بجالاؤ اور اللہ نے اس مہینے پر فخر کیا ہے کہ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ"۔ رمضان کا ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے کسی مسئلہ کی تاریخ بتانا قرآن کا کام نہیں ہے، مثلاً قرآن نے یہ تو کہا ہے کہ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" (ال عمران آیت ۱۶۴) اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے کہ ان انسانوں میں سے ایک رسول مبعوث کیا ہے کون سے مہینے میں تشریف لائے اور کس تاریخ کو رسول پیدا ہوئے ہیں یہ قرآن شریف کا کام نہیں ہے، یوسف علیہ السلام کے ساتھ زلیخا کی شادی ہوئی یا نہیں، سلیمان علیہ السلام نے بلقیس ملکہ سباء سے شادی کی یا نہیں یہ مسائل بیان کرنا قرآن شریف کا کام نہیں ہے یہ تو تاریخ عالم کا مسئلہ ہے۔ قرآن شریف میں یہ ایک تاریخ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی مناسبت سے کہا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف کا نزول ہوا ہے۔ قرآن مجید کے نزول کا تذکرہ قرآن میں

کئی جگہ موجود ہے ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ'' (سورۃ دخان آیت ۳) میں ہے ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ'' (سورۃ القدر)، ''قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ'' (سورۃ نحل، ۱۰۲) ''جبرئیل لیکر آئے نزلہ روح الامین ایک امانت دار فرشتہ کے ذریعے اس کو بھیجا ہے لیکن تاریخ بتانا، مہینہ بتانا یہ قرآن شریف کا کام نہیں ہے قرآن شریف صرف رمضان شریف کی مناسبت سے فرماتا ہے ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ'' رمضان شریف کا تو ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے، رمضان شریف اور قرآن مجید کا ایسا تعلق ہے جیسے جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہے۔ رمضان ہو اور قرآن نہ ہو جیسے جسم ہو اور روح نہ ہو گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اس مہینے میں کچھ دیر کیلئے متوجہ ہو جاتا ہے کم از کم احساس تو کرتا ہے۔ گناہگار بھی اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ ہوتے ہیں انہیں بھی احساس ہوتا ہے کہ ایک مقدس اور معظم مہینہ آیا ہے کہیں میں اس سے محروم نہ ہو جاؤں مقدور بھر وہ بھی اپنے گناہ کو پس پشت ڈال کر اپنے رب کے حضور حاضری کو ضروری سمجھتا ہے۔

رمضان المبارک اور عبادات کا زور

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ'' رمضان شریف قرآن کریم کا مہینہ ہے۔ جب کوئی چیز بڑھتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بیس دفعہ اس نے یہ بات کہی ہے بیس دفعہ وہ آیا ہے اور بیسیوں دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ ۲۰ رکعت نماز مقرر ہوئی ہے، حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح رمضان شریف کا روزہ اللہ نے فرض کیا ہے

رمضان شریف کی راتوں کی جو نماز ہے تراویح کی اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے ''جعل اللہ صیامہ فریضة وقیام لیلہ تطوعا '' (مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۱۷۳) مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ نے اس مہینے کے روزوں کو فرض فرمایا اور رات کی عبادت کو سنت بنایا ہے۔ رات میں تین طرح عبادت ہوتی ہے، امام العصر محدث الہند فقیہ الزمان ابو حنیفہ دوراں حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فیض الباری شرح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۰ پر لکھتے ہیں کہ اگر رمضان کے مہینہ میں رات کے شروع میں کوئی پڑھ لے تو قیام اللیل ہے اور اگر صبح صادق سے پہلے سو کر کے اٹھے اور پڑھے تو تہجد ہے قیام اللیل اور تہجد کی جماعت کی اجازت نہیں ہے اور جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو قیام اللیل اور تہجد کو ملا کر نماز پڑھی جاتی ہے ۸ رکعت قیام اللیل اور ۱۲ رکعت تہجد کو ملا کر ۲۰ رکعت تراویح بنتی ہے اس لئے اس کے آخر میں وتر پڑھے جاتے ہیں تاکہ رات کی نماز سے مومن فارغ ہو جائے۔ رات کی عبادت کی مشقت کی وجہ سے اس کا ثواب زیادہ ہے۔ مشقت دو طرح کی ہے شروع رات میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے اشغال سے فراغت پر تھکاوٹ ہوتی ہے ہر شخص اس کوشش میں رہتا ہے کہ وہ بستر کو پہنچے مگر یہ اٹھ کر ۸ رکعت سونے سے پہلے پڑھتا ہے اور جب سو جائے اور نیند خوب پکی ہو جائے اور بستر شیریں اور خوشبودار پھولوں کی طرح سج جاتا ہے اور جسم و روح اور بدن کے ہر ہر حصہ کو آرام کامل مل رہا ہوتا ہے تو تہجد کی گھڑی آجاتی ہے۔ امتحان سخت ہے اسی لئے اجر زیادہ ملتا ہے۔

رمضان المبارک میں تہجد، قیام اللیل اور نمازِ تراویح

تو فرمایا کہ اٹھو اور تہجد پڑھو بخاری شریف میں تہجد کی ۱۲ رکعت اور قیام اللیل کی ۸ رکعت ہیں اور اس میں کوئی دوسرا قول نہیں ہے۔ رات کے شروع میں انتظار عبادت ہے اور رات کے اخیر میں نیند سے اٹھنا اور نرم گرم بستر چھوڑنا یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ ان دونوں عبادتوں کو رسول اللہ ﷺ نے یکجا کر دیا اور پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ نے اور امت کے آئمہ نے۔ وہ ثواب جو رات گزار کر سحری کے آخری حصہ میں شب بیداری سے اور رب کریم کے حضور سجدہ کرنے سے مل سکتا تھا اس ثواب کے حصول کیلئے تین اہتمام کئے گئے ہیں ایک تو قیام اللیل اور تہجد کو ملا دیا گیا دوسرا اسے باجماعت کر دیا گیا تیسرا اس میں قرآن شریف پڑھنے کا اہتمام کیا گیا۔ ایک صوفی باصفا اور ایک ولی کامل جس کو ولایت کی روح قیام اللیل اور تہجد سے ملتی ہے۔ اس کے اوپر بھی امتحان ہے کہ تراویح کی ۲۰ رکعت پڑھے یا قیام اللیل اور تہجد پڑھے کیونکہ وتروں کے بعد تو تہجد پڑھ نہیں سکتا وہ تو ناپسندیدہ عمل ہے، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے حکم یہی ہے۔ تو اب یہ دیکھنا ہے کہ سب سے بڑا صوفی باصفا اور اولیاء کے سرتاج وسرخیل کون ہیں ایک کو انبیاء کہتے ہیں اور دوسرے کو اصحاب کہتے ہیں۔ سارے جہان کے اولیاء بمع ولایت کے اور صوفیاء کرام صفائی قلب اور اخلاص کے ساتھ ان کے ایک دن کی ایک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ وہ اصل مرجع ہیں ایمان وعمل کے، اصل معدن ہیں تقویٰ اور اللہ کی مرضیات کے۔ اس لئے تراویح کی نماز محمد رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھی اور پڑھائی اور صحیح یہ ہے کہ ۲۰ رکعات پڑھائی عشرین لیلۃ علماء لکھتے ہیں کہ بیس رکعات ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نمازِ تراویح

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں دیکھا کہ کچھ لوگ اِدھر کھڑے تراویح پڑھ رہے ہیں کچھ اُدھر کھڑے تراویح پڑھ رہے ہیں "فاذاالناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلاته الرهط" (بخاری شریف ج ا ص ۲۶۹) حضرت عمر نے کہا کہ یہ اچھا طریقہ نہیں ہے طریقہ تو ہمارے پیغمبر کا ہے اور انہوں نے دو خاص صحابہ جو کہ قرآنِ کریم کے بڑے ماہر تھے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم ایسا کرو کہ مصلیٰ پر ۲۰ رکعات پڑھاؤ۔ اس کے ساتھ ہی دیگر مساجد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آئمہ کو کہا کہ تم ۲۰، ۲۰ رکعات پڑھایا کرو۔ ابوالنصر مروزی نے قیام اللیل اور کتاب التہجد میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد عالم اسلام میں تراویح کی ۲۰ رکعات سے کم نماز نہیں ہوئی ہے اور جب سے ہونے لگی ہے وہ بدعات کی قبیل میں سے ہے۔ اصل سنت ۲۰ رکعات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عالم اسلام میں پابندی لگائی کہ ۲۰ رکعت سے کم تراویح کی اجازت نہیں ہے تراویح ۲۰ رکعات ہے۔ اتنا بڑا فیصلہ ہوا لیکن پورے عالم اسلام میں ایک آواز بھی نہیں اٹھی خود اصحاب موجود ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں آئے لوگ تراویح پڑھ رہے ہیں دوسری مسجد میں دیکھا لوگ تراویح پڑھ رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگے خدایا عمر کی قبر کو نور سے بھر دے کیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو چمکا کر رکھ دیا، تاباں کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ

عنہ کو جانتے ہیں آپ کہ وہ علم اور کمال کے آدمی ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے علوم پر فخر کیا گیا ہے۔ روافض جو باتیں کرتے ہیں وہ بے بنیاد و بے سروپا ہیں ان کی باتوں کی کوئی اہمیت اسلام میں نہیں ہے لیکن اسلام کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عماد الاسلام کہا گیا ہے وہ ستون ہیں علوم وکمالات کے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احسانات میں سے ہے کہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ۲۰ رکعات جماعت سے پڑھا کرو۔ پہلے اختیاری نماز تھی جیسے کوئی چاہتا تھا پڑھتا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خطرہ ظاہر کیا تھا کہ اگر میں باقاعدگی سے روز روز پڑھاؤں تو کہیں فرض نہ ہو جائے اور پھر ایسا نہ ہو کہ امت اس فریضہ کو صحیح طرح ادا نہ کر سکے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور تو افتتان کا دور تھا اور غزوات شدیدہ کا دور تھا مانعین زکوٰۃ اور منکرین نبوت تھے اور جیش اسامہ کی عسرت تھی اور کئی قسم کے مسائل تھے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ شدت اور تکلیف کے ۲ سال ۳ مہینے ۲۶ دن گزرے ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا وہ اقتدار اسلام کا دور تھا اور اس کے اندر مسائل کو ترتیب دے دیا گیا اور اس میں لوگوں کو قانون اور اسلام کے مطابق چلایا گیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ اگر کسی نے تین طلاق دی تو دوبارہ بیوی سے نہیں مل سکتا دوبارہ رجوع کا حق نہیں کم عقل لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ایک یا دو سمجھوں یا ۳۔ تین کو ایک یا دو کون سمجھے گا پہلے لوگ ایک اور دو سے کام لیتے تھے تین نہیں دیتے تھے تقویٰ اور دیانت داری تھی۔ ۳ طلاق تو تلوار ہے اور خاتون کو قتل کرنا ہے ''لمار الناس'' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ تین تین دے رہے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ بہت

بے لگام ہو گئے ہیں تو مسئلہ بیان کروان کو اور منواؤ کہ ۳ طلاق کے بعد دوبارہ بیوی سے نہیں مل سکتا ہے اور یہ مسئلہ کہ اس کے بعد حلالہ ہو، حلالہ تو تب ہو جب کوئی حرام کاری سے بچے اور جو لوگ حرام کاری میں لگے ہوئے ہیں اور دنیا کو حرام کاری کا درس دیتے ہیں وہ حلالے کو برا سمجھتے ہیں اور حرام کے مرتکب ہیں۔

وتر کے بعد نوافل ! مسئلہ کی وضاحت

بہر حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور زبردست دور تھا اسلام کی عزت وافتخار کا دور تھا انہوں نے ۲۰ رکعات تراویح رائج کروائی ہے یہ کہنا غلط ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کی ہے، شروع آنحضرت ﷺ کے دور سے ہی ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو اس کو منوایا ہے رائج کروایا ہے اور آج تک عملاً مسلمان اس کے قائل ہیں اور یہ ۲۰ رکعات تراویح جو ہے رات کی دو نمازوں قیام اللیل اور تہجد ان دونوں کا مجموعہ ہے اس کے بعد وتر باجماعت پڑھ لینا یہ ہزار درجہ بہتر ہے اس سے کہ آدمی وتر چھوڑ دے اور رات کو اٹھ کر نفلیں پڑھے کیونکہ وتر باجماعت سال میں دوبارہ نصیب نہیں ہو گی اور قیام اللیل اور تہجد سال بھر ہو گی اس لئے ہو گی کہ تراویح نہیں ہو گی۔ اب یہ ایک زمانہ آیا ہے کہ ایک عرصہ سے اہل علم نے بعض مسائل کو سمجھنا نہیں چاہا اس لئے ان مسائل کی حیثیت جاتی رہی اور علماء بھی ان کو نہیں سمجھتے ہیں وہ بھی عوام کی طرح ہو گئے ہین، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شائد لوگوں کو نفلوں سے منع کیا گیا ہے حالانکہ نفلوں سے کوئی منع نہیں کیا گیا ہے ہر وقت آپ پڑھ سکتے ہیں سوائے ان اوقات کے جس میں منع ہیں، اس میں پیغمبر کا حکم آیا ہے کہ رات کی آخری نماز وتر

پڑھا کرو اگر وتروں کے بعد کوئی نفل پڑھ لے تو حکم کی خلاف ورزی ہو جائے گی اس لئے علماء نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ چونکہ یہ مسئلہ ایسا تھا کہ اہل علموں کے ہاتھ مسکین تھا اس لئے میں نے اس مسئلہ کی مکمل وضاحت اپنے رسالے ''احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر'' میں کی ہے اور آج سے پندرہ سال پہلے کی ہے، یہ رسالہ چھپ چکا ہے اور عام دنیا میں بٹ چکا ہے اس میں ثابت کیا ہے کہ یہ جو وتروں کے بعد نوافل کا رواج ہے یہ غلط ہے اور اس کی کوئی حیثیت اسلام میں نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ وتر کو آخری نماز بنایا جائے۔ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن پر بار بار توجہ دلائی جائے عقلمندوں کے لئے ایک بار کا کہنا کافی ہوتا ہے اور جو نہ سمجھے اس کے لئے تو ہزار بار کہنا بھی بیکار ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت

یہ نمازیں ہم تک پورے شیڈول کے ساتھ پہنچی ہیں یہ اختیاری معاملات نہیں ہیں کہ جب چاہا پڑھ لی اور جب دل نہ چاہا نہیں پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ تو تمام نمازوں میں صحابہ کرام کی حاضری لیتے تھے آپ ﷺ باقاعدہ مسجد میں تشریف لاتے اور دیکھتے تھے، آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ نماز میں بالکل ساکت کھڑے تھے کوئی جنبش بھی نہیں تھی اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے، بعد میں جب دونوں حضرات سے آپ نے پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''اسمعت من ناجیت'' جس سے سر گوشی کر رہا تھا وہ خوب سن رہا تھا آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''ارفع قلیلا'' تھوڑا بلند

آواز سے پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''انی اوقظ الوسنان و اطرد الشیطان'' میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اخفض قلیلا'' تھوڑی کم آواز سے پڑھا کریں۔ (ترمذی ج ا ص ۱۰۰) آپ ﷺ نے صحابہ کی ایسی تربیت کی ہے کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال کوئی نہیں، وہ صحابہ نبی کی تربیت میں پوری دنیا کیلئے ہدایت کا سامان تیار ہو رہا تھا، اس لئے صحابہ کی تربیت کیلئے پیغمبرِ خدا جو کونین کیلئے آئے ہیں مکہ اور مدینہ سے باہر نہیں گئے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ ان کو تیار کریں یہ پوری دنیا میں ڈنکے بجائیں گے اور دین کو پھیلائیں گے۔ دنیا کے اندر کوئی زمین، کوئی جگہ، کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں نہ ہوں پوری دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جو ممالک بعد میں فتح ہوئے ہیں اور جو ممالک بعد میں دریافت ہوئے ہیں علی التحقیق صحابہ وہاں بھی پہنچ چکے ہیں۔ چونکہ انسانوں پر محنت کرنا اور ان کو ایمان و اعمال سکھانا یہ بہت بڑا کام ہے اور یہ نبی کا اصل مقام اور مرتبت ہے اسی لئے انہیں کتاب دی گئی ہے، اتنی بڑی کتاب کہ قیامت تک جتنی تفسیریں، حدیثیں، فقہ اور تواریخ ادب، اصول و فروع ہیں یہ سب قرآن ہی کی تشریح ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک ۳ لاکھ تفاسیر قرآن کی لکھی گئی ہیں، تین لاکھ سے زائد فقہ حنفی کی کتابیں ہیں اور مذاہب کی بھی ہیں برحق کتابیں ہیں لیکن یہ سب کی سب کیا ہیں؟ یہ قرآن کریم کی تشریح ہے۔ قرآن کے مسئلے نقل کرتے ہیں اس کے اعراب بتاتے ہیں، اس کے کلمات کی ساخت بتاتے ہیں اواخر بتاتے ہیں، صرف اور نحو کی صیانت بتاتے ہیں، نطق بن جاتا ہے فلسفہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کے قوافی بتاتے ہیں اوزان وجود میں آ جاتے ہیں، اس کے

مخارج بتاتے ہیں، تجوید اور قرأت وجود میں آجاتی ہے۔ اس کا جغرافیہ بتاتے ہیں، تعین کرتے ہیں، بلدان اور احوالی تاریخ نکل آتی ہے یہ سارے علوم قرآن کے ہیں

جمیع العلم فی القرآن لکن		تقاصر عنه افهام الرجال

سارے علوم قرآنِ کریم میں ہیں لیکن لوگوں کو فہم و عقل کم ہے، اتنی صلاحیت لوگوں میں نہیں ہے کہ وہ قرآنی علوم کو سمجھ سکیں، وہ جن میں یہ صلاحیت تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے کام کا خوب موقع دیا ہے۔

نمازِ تراویح سے متعلق چند مسائل

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تراویح کتنی مقصود اور مطلوب نماز ہے کہ اس کو فرضوں کی نماز کے فوراً بعد کروا دیا وتروں سے بھی پہلے کیونکہ وتروں کے بعد تو ممکن نہیں تھا،

مسئلہ نمبر ۱ : اختیاری طور پر ممکن نہیں ہے اور مجبوراً اس کا امکان ہے جیسے کہ اگر کوئی شخص فرض پڑھ لے اور تراویح کی ایک رکعت بھی اس کو مل گئی جماعت کے ساتھ لیکن ۱۹ رکعات نکل گئی ہیں تو یہ ایک رکعت اپنی پڑھ کر، اس کی اپنی دو رکعت ہو جائیں گی اب وتروں کی جماعت میں شریک ہو جائے اور بقیہ ۱۸ رکعات وتروں کے بعد پڑھ لے یہ غیر اختیاری جماعت ہے اس کی اجازت ہے کیونکہ تراویح مؤکد ہے کوئی عام نفل نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۲ : اسی طرح ایک شخص ہے جس نے فرض اور وتر سب پڑھ لئے اس کے بعد اس کو خیال آیا کہ یہ تو رمضان شریف کا مہینہ ہے میری تراویح تو رہ گئی ہے تو پھر اس شخص کو بھی اجازت ہے کہ وہ وتروں کے بعد تراویح پڑھے گا۔ کیونکہ یہ مؤکد نماز ہے، جیسے فجر کی دو

سنتیں، ظہر کی چار اور دو، مغرب کے بعد دو رکعات یہ ایسی مؤکدات ہیں جن کی سخت تاکید آئی ہے۔

رمضان شریف کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں قرآن نازل ہوا ہے۔ ۲۰ رکعات میں قرآن ہی پڑھا جاتا ہے اس لئے یہ رمضان کی خاص مؤکد عبادت ہے۔

مسئلہ نمبر ۳ : دو باتیں اس سلسلے میں یاد رکھیں کچھ لوگ چند روزہ تراویح پڑھ کر پھر سوچتے ہیں کہ ہماری تراویح مکمل ہوگئی یہ بالکل غلط بات ہے رمضان میں تراویح کی دو سنتیں ہیں ایک اخیر رمضان تک بیس رکعات تراویح پڑھنا اور دوسری مکمل قرآن تراویح میں سننا آپ نے چند روزہ ختم میں شرکت کر کے صرف ایک سنت قرآن سننے پر عمل کیا ہے اور دوسری سنت پورے مہینے کی تراویح آپ نے چھوڑ دی یہ بہت بڑی بدبختی کی بات ہے اس سے بچنا چاہئے اور مکمل رمضان شریف کی تراویح ادا کرنی چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۴ : یہ دینِ اسلام اور قرآنِ کریم کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ ہر گلی میں آپ کو حافظِ قرآن نظر آتا ہے، اگر کوئی حافظ نہیں ہے اور چند سورتیں اسے یاد ہیں تو وہ بھی تراویح پڑھے گا اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ بیس رکعات میں بیس سورتیں پڑھے گا، بیس سورتیں پڑھنا بھی قرآن کا ایک حصہ ہے۔

اللہ جل جلالہ نے اس نمازِ تراویح کے احترام میں لڑکے تو کیا لڑکیوں کو بھی حافظہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں بچیوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہے اور کر رہی ہیں، جس طرح معاشرے پر ظلمت، معصیت اور کفر کے حملے ہیں اسی طریقہ سے اس کے توڑ کے طور پر قرآن کریم کی فضائیں بھی بلند فرمائی ہیں اور اس کے مقابلہ میں دینِ اسلام

کا ہراول دستہ علماء کرام کا ہے جنہوں نے ہر محاذ پر کفر وشرک اور بدعات کے مقابلے میں کام کیا ہے اور جب بھی اس دین کو علماء کی ضرورت پڑی ہے تو علماء کبھی پیچھے نہیں ہٹے ہیں۔

علماءِ دیوبند کی انگریز کے خلاف یلغار

علماءِ کرام کا مقصد حکومت نہیں ہوتا ہے وہ جو حکومت کے چکر میں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے دین کا کوئی کام نہیں لیتا، علماءِ کرام کا مقصد دین کی پاسداری ہے اور اس میں علماء سو فیصد کامیاب رہے ہیں۔ انگریز جب ہندوستان آیا تو اس نے اسلامی حکومت ختم کر دی، مغل شہزادوں کو تختہ دار پر چڑھایا، ان کی عدالتیں تہس نہس کر دیں، ان کے دربار لوٹ لئے ان کی عزت وحشمت برباد کر دی، لیکن اس ظلمت اور تاریکی کے دور میں بھی علماء کے طبقے نے مسجد اور مدرسوں کے ساتھ اور اس کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان اور اسلام کو بچانے کی پوری کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب رہے اور انہوں نے انگریز کو ناکام کر دیا۔ علماءِ دیوبند وہ طائفہ منصورہ تھا جس نے انگریز کے خلاف ایسا مقابلہ کیا کہ اس کو ایک نہ ایک دن ایک چور اور ڈاکو کی طرح اپنا بوریا بستر سمیٹ کر ہندوستان سے واپس جانا پڑا اور دنیا کے نقشہ نے یہ تسلیم کیا کہ یہ ایک غاصب اور ڈاکو آیا تھا اس کو کوئی حق نہیں تھا یہاں حکومت کرنے کا اور اس میں علماءِ امت، علماءِ دیوبند نے سب سے اہم اور بڑا کردار ادا کیا، یہ جو آپ لوگ آج کل بدعتی، غیر مقلد، منکرِ حدیث وغیرہ دیکھتے ہیں یہ لوگ اس وقت نہیں تھے ان کو تو انگریز نے بنایا تھا علماءِ دیوبند کے خلاف کام کرنے کے لئے لیکن

وطن کے کام آیا ہے اسی کی عزمِ فولادی
حسین احمد کے قدموں کا تصدق ہے یہ آزادی

پوری دنیا کے اندر اس وقت علماءِ حدیث، تفسیر اور فقہ پڑھاتے ہیں ان میں اسی (۸۰) فیصد شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کے شاگرد ہیں، آپ کے شہر کے جتنے محدثین ہیں وہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے شاگرد ہیں۔ ظاہر ہے کہ میں نے بھی ان لوگوں سے پڑھا ہے جو مولانا حسین احمد کے شاگرد ہیں۔ علماء دین صرف حکومت نہیں کرتے اصلاح بھی کرتے ہیں حکومت کے ذریعے اصلاح آسان ہو جاتی ہے، ان کی گفت، ان کا کردار، بلند شان اور بلند مرتبت لوگوں کو دعوت دیتی ہے۔

اسلام کا غلبہ کیسے قائم ہوتا ہے وہ قرآن وسنت کے ذریعے قائم ہوتا ہے اور یہ اصل مقام علماءِ دین کا ہے کہ وہ دنیا کے ہر شعبہ میں اسلام کی سر بلندی کے لئے کوشاں رہیں۔ ٹھیک ہے کہ علماء ہی کی ضرورت حکومت میں بھی ہے اس لئے اس ملک کے ایک فاتح سیاستدان فقیہِ امت مفتی اعظم اسلام حضرت مولانا مفتی محمود گزرے ہیں جنہوں نے اپنے زمانے کے وزیر اعظم کو چاروں شانے چت لٹایا تھا لیکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کا اصل مقام قرآن و حدیث اور اسلام تھا حضرت صاحب اپنے زمانے کے بہترین محدث تھے قرآن کریم کے اعلیٰ درجہ کے مفسر تھے۔ ان کا احترام جتنا زیادہ نواب زادہ، عبدالقیوم خان اور ولی خان کرتے تھے اس سے زیادہ احترام مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، استاذ گرامی قدر حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری اور ابوالحسن علی الندوی، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کیا کرتے تھے۔ حرمین کے امام دکتور عبدالعزیز صالح صف کے اندر مصلیٰ پر جب دیکھ لیتے تھے کہ مفتی صاحب صف میں کھڑے ہیں تو وہ مصلیٰ

چھوڑ کر صف میں آ کر علیک سلیک کر کے آگے بڑھتے تھے۔ سیاست اور ملکی اختیار سنبھالنا یہ تو ایک عارضہ ہے ایک مجبوری ہے علماء کو اسے سمجھنا چاہئے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آپ مجھے کہیں کہ مولانا صاحب میں نے ایک فیکٹری بنائی ہے، ایک دوکان کھولی ہے آپ تھوڑی دیر کیلئے وہاں آ کر بیٹھیں تا کہ کچھ برکت ہو جائے اور مجھ سے کوئی غلطی نہ ہو، تو یہ میری ایک مجبوری ہے، میرا یہ مقام نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں کو حرام سے بچانے کیلئے اور ان کی زندگی میں اسلام کا غلبہ قائم کرنا جیسے نبوت کا منصب تھا اب قیامت تک اہل علم کا منصب ہے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

پاکستان کی بقاء میں سب سے بڑا کردار علماءِ کرام کا ہے

اسی کلمہ کے ارد گرد حیاتاً مماتاً، سفراً حضراً ہمیں رہنا ہے، ہم اسی کے ساتھ مسلمان ہیں۔ اگر وقت کا ابوحنیفہ یا شیخ عبدالقادر ہو یا امام بخاری یا معین الدین چشتی ہو، مولانا حسین احمد ہوں یا مولانا یوسف بنوری یا مفتی محمود ہوں یا مولانا فضل الرحمٰن ہو کوئی بھی دنیا کا عالم ہو وہ عالم اس وجہ سے ہے کہ وہ دین کا پاسدار ہے۔ دین کو اس نے ہر کام میں آگے رکھنا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی عالم دین کو اگر اقتدار ملے اور وہ اقتدار کے نشے میں دین کو بھول جائے یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ دین کا نشہ بہت زیادہ ہے اس پر کوئی بھی چیز غالب نہیں آسکتی۔ وزیر کچھ مدت بعد وزیر نہیں ہوتا، ایک صدر صاحب کو کیسے اٹھا کر روانہ کر دیا کہ جائیے گاڑی کھڑی ہے ہمیں اب آپکی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب بہت وقتی چیزیں

ہیں لیکن علماء کی ہمت کو داد دینی چاہیے کہ وہ اتنے مقدس مقام کو چھوڑ کر دین کی پاسداری کے لئے سیاست کا رُخ کرتے ہیں یہ مدارس، یہ مساجد بہت پاک اور بہت سکون کی جگہ ہیں۔ یہاں تو آپ سن رہے ہیں اور میں بیان کر رہا ہوں، رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے پورے عالم کے انبیاء اور ارواح سے روحی تعلق قائم ہے۔ لیکن میدان سیاست کے کارزار میں اسمبلیوں میں اور ان لوگوں کیساتھ بود و باش کرنا اٹھنا بیٹھنا کہ جو کہاں پیدا ہوئے کہاں پلے بڑھے ہیں، کہاں تعلیم پائی ہے یہ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ایک سیاسی عالم کا سینہ بہت بڑا ہوتا ہے، اس کا دل شیر کی طرح ہوتا ہے۔

یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں کبھی بھی علماء کو ایسا موقع نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے جوہر منواتے اور اسلام کے لئے کچھ کرتے کیونکہ ایک عالم ربانی ہی دین جانتا ہے اور دین جاننے کا ماہر ہوتا ہے اور دین منوانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ گردشِ زمانہ نے ملک کی باگ ڈور دوسرے لوگوں کو دی ہے۔ ان کا کام یہی ہے کسی طرح ان علماء کو بدنام کر دیا جائے اور مختلف مسائل میں الجھا دیا جائے، لیکن یاد رہے کہ یہ کل بھی ناکام تھے اور آج بھی ناکام ہیں، لیکن ہمارے علماء بھی کچھ کمزور ہو گئے ہیں۔

ان شاء اللہ اب علماء کی ہمت بڑھی ہے اور مسلمانوں میں بھی کچھ شعور آیا ہے، امریکہ نے جو اسلام کو ختم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور ایک ملک جو کہ اسلام کے نام پر بنا تھا اس کو ذبح کیا ہے، اس سے مسلمانوں میں کچھ شعور آیا ہے اور یہی شعور ایک دن کفار کو ختم کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

خدا کا شکر و کرم ہے کہ اصل نعمت ہے اللہ کا دین اور اس کی یہ نعمت علماء ہی کا حصہ ہے کوئی ان سے چھین نہیں سکتا ہے اور وہ اصل نعمت ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر تفسیرِ کبیر میں سورہ حج کی آیت ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ'' (سورہ حج ۴۱) کہ کامل مومن وہ ہے کہ جن کو جب حکومت دی جائے تو وہ نماز پڑھوائے، زکوٰۃ دلوائے اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا نظام جاری کرے۔ اس آیت کے ذیل میں تفسیرِ کبیر میں امام رازی نے لکھا ہے کہ رعایا کی اصلاح کیلئے دو طاقتیں درکار ہیں ایک حکومت کی اور ایک علم کی۔ گزشتہ ادوار کے اندر جو حکمران تھے وہی علماء تھے اور جو علماء تھے وہی حکمران تھے تو اسلام پوری طاقت کیساتھ آگے بڑھ رہا تھا اور جب اسلامی حکومتیں ختم کر دی گئیں تو علماء علیحدہ ہو گئے اور حکمران علیحدہ ہو گئے تو اسلام معاذ اللہ ایک قسم کا اختیاری مذہب بن کر رہ گیا۔ کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے دونوں ایک ہی محلے میں رہتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ایک آدمی روزے کا پورا پابند ہے دوسرا ایک بھی نہیں رکھتا اور تیسرا جمعہ جمعہ اور کبھی کبھی رکھتا ہے یہ تینوں ایک محلے کے مسلمان ہیں سب کے ساتھ آپ کی علیک سلیک چل رہی ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے،

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں پہنچ کر وہ غریب الغرباء ہے

یہ بیکسی اور عجز اس وقت سے پیدا ہوئی جب سے اسلامی حکومتیں تہس نہس ہوئیں۔ اب علماء کا کام صرف بیان ہے اور حکمرانوں کا کام صرف اپنی باتیں منوانا ہے۔ حکومت

اور طاقت کے نشے میں یہ لوگ سب سے پہلے نشانہ اسلام کو ہی بناتے ہیں جبکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ طاقت کا اصل سرچشمہ اللہ بزرگ و برتر کی عظیم ذات ہے۔ ''اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا'' اور یہ اس کو ناراض کرتے ہیں۔

پاکستان میں سب سے کامیاب نظام دینی مدارس کا ہے

رمضان شریف کے مقدس اوقات میں جہاں ہم روزے کا اہتمام کرتے ہیں تراویح، دعا، ذکر و تسبیح کا اہتمام کرتے ہیں، مسلمان صاحبِ مال کی حیثیت سے زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ دکھی مسلمانوں کی مدد کریں وہاں اس حقیقت سے پہلو تہی جائز نہیں ہے کہ انسانوں کے دکھ اور درد کا مداوا بننا ہم نے کہاں سے سیکھا ہے، انسانوں کو انسانیت سکھانے کا سبق ہم نے کہاں سے پڑھا ہے، انسانوں کو مذہب اور دین کے بارے میں کہاں بتایا جاتا ہے اور یہ بہترین فصل علماء اور طلبا کی ،مجاہدین اور دین کی، سربکف سپاہیوں کی کہاں سے اُگ رہی ہے؟ صرف اور صرف دینی مدرسوں سے۔ دینی مدارس کے علاوہ اور جتنے بھی اداروں کو آپ دیکھتے ہیں وہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہیں اگر ان میں اخلاص ہے بھی تو کچھ فیصد کے اعتبار سے ہوگا۔ فلاں انسٹیٹیوٹ ،فلاں ڈسپینسری اور فلاں ہسپتال جب پتہ چلے گا کہ گرانٹ پوری حکومت سے وصول ہو رہی ہے اور لوگوں سے بھی کہتے ہیں کہ ہمیں زکوٰۃ دیں ہم غریبوں کا علاج کرتے ہیں کتنی غلط بات ہے۔ واحد ادارے پاکستان کی سرزمین پر دینی مدرسے ہیں جہاں ۱۰۰ فیصد اسلام اور اسلام کے درد و غم اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے سبق پڑھائے جاتے ہیں اس میں اور شراکت کو قطعاً گوارا نہیں کیا جاتا ہے اور نہ ہی حکومت سے کسی قسم کی امداد کو قبول کیا جاتا

ہے۔ اگر ہم شراکت گوارا کریں تو تمام مسائل حکومت حل کر رہی ہے ہم مدرس کو تین ہزار تنخواہ دیتے ہیں حکومت دس ہزار تنخواہ دینا چاہتی ہے۔ ہم طالب علموں کو سو روپے ماہانہ وظیفہ دیتے ہیں اس کی بشری ضروریات کیلئے اور حکومت کہتی ہے کہ ہم پانچ سو روپے مہینہ دیں گے۔ ہم آپ سے مانگ کر باورچی خانہ اور مدرسوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں حکومت کہتی ہے کہ یہ سب ہماری ذمہ داری ہے لیکن اصل بات کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ حکومت کی سرپرستی میں جو ادارے چل رہے ہیں ہم نے انہیں یتیم خانوں کی طرح اجڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم نے وہاں کے ٹیچرز، پرنسپل اور لیکچرار کو اپنے اپنے کمروں میں طلباء کے ہاتھوں قید میں دیکھا ہے۔

ہمارے بزرگ اور ہمارے علماء نے یہی ترتیب بنائی تھی جس میں ہم سو فیصد کامیاب ہیں کیونکہ ہم یہاں نبوت کے علوم پڑھاتے ہیں، قرآنی علوم پڑھائے جاتے ہیں ، یہاں روح کی تربیت اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی سرفرازی کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر ہمیں کہتے ہیں کہ مدارس میں بھی دنیاوی علوم پڑھائیں، کے ای ایس سی کا سبق پڑھائیں، الیکٹرانک کے سبق، ان کو پلمبری سکھائیں اور ڈاکٹری وغیرہ سکھائیں انجینئر بنائیں۔ یہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ پلمبروں اور کے ای ایس سی والوں کو اور ڈاکٹروں کو کہیں کہ وہ یہاں داخلہ لے لیں کیونکہ دنیا حاصل کرنے سے ایمان کی حفاظت زیادہ ضروری ہے، پیٹ پالنے سے، مسلمان رہنا زیادہ ضروری ہے۔ فوجی نے فوج کا سبق پڑھا ہے اس نے میڈیکل کی کتابیں نہیں پڑھیں اور ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹری پوری کی ہے وہ انجینئرنگ کے بارے میں نہیں جانتے ہیں ان کو تو کوئی کچھ نہیں کہتا، جو لوگ صرف دین

پڑھتے ہیں انہی کے لئے ساری پابندیاں ہیں۔

زندگی کا قوام ودوام دین اور دینی ماحول سے ہے

اس لئے یہ بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے کہ آپ مدارس کے مقام کو سمجھیں، ان کا احسان سمجھیں اور اپنے آپ کو ان مدارس کا کارکن سمجھیں، اپنا مال اور دولت اور وقتی خوشیوں کو ان کا ایک حصہ سمجھیں کہ ہمارے مدرسے اور طلباء، ہماری حدیث، تفسیر اور فقہ کے درس، یہ ہماری مسجدیں اور اذانیں یہ جب تک ہیں تب تک ہم معزز و مکرم ہیں، ہماری زندگیاں محفوظ ہیں اور ہمارے گھرانے عزت وآبرو سے ہیں ورنہ ہماری کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ان ملکوں کا حال مجھ سے بہتر آپ حضرات خود جانتے ہیں جنہوں نے دین پر سودے بازی کی تو ان کا کیا حال ہوا عزت، آبرو، غیرت وحیاء کچھ بھی ان قوموں میں باقی نہیں رہا۔ خدا کا شکر وکرم ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی حکومتوں نے جتنی بھی کوششیں کیں کہ ان مدرسوں کو نقصان پہنچایا جائے، خدا کی قسم ان کوششوں سے مدارس کا تاج بلند ہوا ہے یہ دینی مدارس ہمارے نہیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہی ان کا حافظ و ناصر ہے۔ لوگوں میں بھی اب شعور پیدا ہو گیا ہے انہوں نے کالج یونیورسٹیوں میں پڑھا ہے لیکن مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اپنے علماء کو مذہب کا رہنما سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ بھی حکومتی پالیسیوں کے زہر سے واقف ہیں کہ یہ ہمارے مدرسوں سے دین اور جہاد کی روح ختم کرنا چاہتے ہیں اور ان کو سرد خانہ بنانا چاہتے ہیں، ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ مسلمان اپنے ارادے اور عزم سے ہمیشہ اس کے خلاف کریں گے چونکہ مدرسے مغرب اور انکے باطل نظریہ انسانیت سوز اور اسلام دشمن پروگرام کے مقابلے میں کمر بستہ ہیں، مسلمان کبھی بھی مدارس اور ان کے ماحول سے خوف

محسوس نہیں کرتے، جو خوف محسوس کرتے ہیں انہوں نے ہی مدرسوں کا نام دہشتگردی کے اڈے رکھا ہے۔

مدارس کا نظام اوران کا پروگرام تو کوثر تسنیم سے دھلا دھلایا ہے۔ ہمارا پروگرام اتنا واضح ہے کوئی شخص بھی کسی بھی مدرسے میں جا کر ہمارا طریقہ تعلیم ہمارا سلیبس (Syllabus) دیکھ سکتا ہے، کوئی شخص بھی تمام کلاسوں میں جا کر معائنہ کرسکتا ہے ،مدرسے کے منشی سے پتہ کرسکتا ہے کہ جو آپ بھیج رہے ہیں وہی استعمال ہو رہا ہے، اس کے علاوہ اور کیا پروگرام ہوسکتا ہے۔ لیکن جس کو اسلام کی عزت اور عظمت سے خوف ہے وہ ایسا محسوس کرتے ہیں۔

۶۵ سال پہلے جب پاکستان آزاد ہوا تھا تو یہ ویران کھنڈر تھا یہاں دینی درسگاہیں نہیں تھیں ہمارے بزرگوں نے طورخم سے لیکر منوڑہ تک اور مغربی اور مشرقی دونوں پاکستانوں میں مساجد کیساتھ مدارس قائم فرمائے آج وہ اپنے پھل دے رہے ہیں الحمدللہ! محدثین، مفسرین، فقہا، مفتی، خطبا، بہترین لکھنے والے، شاندار قرأت سے تراویح پڑھانے والے یہ سب مدارس سے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے یہاں مدرسہ کی جو ڈگری اشو ہوتی ہے وہ کامل ڈگری ہوتی ہے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جامعہ ازہر مصر اور دارالعلوم دیوبند سب نے پاکستان کے مدارس کی ڈگری کو تسلیم کیا ہے اور برتری کے ساتھ تسلیم کیا ہے، ہمیں کسی کی بھی ڈگری کی ضروت نہیں ہم نے سب کو دین اور دینی مدارس کی برتری منوائی ہے اور یہ ہمارے نظام کی کامیابی کی دلیل ہے۔ مدارس کے علاوہ ملک کے جتنے بھی شعبہ ہیں ان کے لوگوں کی یہاں سے ڈگری ملنے کے بعد تنخواپندرہ ہزار

ہوتی ہے اور باہر سے ڈگری ملنے کے بعد تنخواہ اسّی ہزار اور ایک لاکھ ہو جاتی ہے، ان ناکارہ لوگوں نے تو ملک کی عزت ومقام کو اتنا گرایا ہے، اپنے ملک اور اس کے سلیبس کو اتنا ذلیل کیا گیا ہے کہ اس کا بیان بھی مشکل ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ سب ناکام ہیں اور اگر کوئی ادارہ پاکستان میں کامیاب ہے تو وہ دینی ادارے اور مدارس ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کو اور دین کے متعلقات مساجد، مدارس علماء اور طلبا اور ان کے تعاون کرنے والوں کو قیامت تک سرسبز وشاداب رکھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۶۱

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعما لنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًونذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا مًنیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہ (بقرہ آیت ۱۹۶)

وقال رسول اللہ ﷺ والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ

(بخاری شریف ج ا ص ۲۳۸)

اللھم صلی وسلم علی النبی وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم وصلی علیہ

مسائل تو دنیا میں بہت ہیں اور ماشاء اللہ ہماری حکومت ایسی عالیشان ہے کہ اس

نے بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ حکومتوں کا کام اپنے دین و مذہب اور رعایا کو سکون اور عزت پہنچانا تھا اور یہاں تمام تر پریشانیاں اور مفاسد حکمرانوں کے ہاتھوں سے ہی دی جارہی ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب حکومت علماءِ کرام کے ہاتھوں میں ہوا کرتی تھی اور وہ اسے شرعی قواعد وضوابط کے حساب سے چلاتے تھے اس لئے تمام حالات رعایا کے مفاد میں ہوا کرتے تھے۔

تقریباً نصف ذی القعدہ گزر چکا ہے اور گیارہواں مہینہ گزر چکا ہے بارہویں مہینے کے نو دس اور گیارہ بارہ کو حج بیت اللہ ہے اس کی تفصیل بھی ضروری ہے۔

حج ! اسلام کی ایک عالمی عبادت

حج اس مقدس مقام کی زیارت کا نام ہے جو سال کے ایک مہینے میں چند تاریخوں میں مسلمان کی حیثیت سے عقل و بلوغ کی شرط کیساتھ کعبۃ اللہ پہنچنا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ پر آیاتِ حج نازل ہوئیں اور آپ ﷺ نے حج کی فرضیت بیان فرمائی۔ بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا ''**فقال الكم خاصة هذه يا رسول الله فقال لا بل للابد**'' (بخاری شریف ج ا ص ۲۴۰) یہ حج صرف ایک سال کیلئے ہے یعنی اگلے سال پھر کرنا ہوگا اور یا یہ کہ عمر بھر میں ایک مرتبہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب عمر میں ایک مرتبہ حج کرلے فرضیۃ قطعیہ یقینیہ ادا ہو گیا۔

ہر سال حج کرنا اور زیادہ سے زیادہ حج کرنا ذوق کی بات ہے، بڑے ثواب اور اجر کا باعث ہے۔ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے ۵۵

حج کئے تھے، بقیع ابن مخلد نے ۷۵ حج کئے ہیں۔ اسی طرح ایک بزرگ عالم کا ذکر تاریخ میں آتا ہے کہ وہ جب حج کرنے روانہ ہو جاتے تو چاروں طرف سے اولیاء اور علماء احرام باندھ لیتے اوران کی زیارت کیلئے حرمین پہنچتے تھے۔ اس زمانے میں حج میں چھ مہینے لگتے تھے جانے آنے میں اور مشقتیں بہت زیادہ تھیں۔ ہندوستان سے قافلہ گیا تھا گیارہ سو آدمیوں پر مشتمل ان میں سے صرف دس آدمی واپس آئے باقی سب مر گئے یا گرفتار ہو گئے بدوؤں کے ہاتھ۔ اس زمانے میں راستہ مامون نہیں تھا، امن فی الطریق موجود نہیں تھا اور سہولیات بھی نہیں تھیں حج کے لئے سفر کرنے والے پیاس سے مرجایا کرتے تھے۔ تو اس زمانے میں علماءِ دہلی جن میں امام الہند شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے ان حضرات نے دو فتوی دیئے ایک تو یہ کہ حج کی فرضیت ساقط ہوگئی ہے لوگ حج پر نہ جائیں اور دوسرا یہ کہ جب جائیں تو اپنی بیوی کو طلاق دے کر جائیں اور اپنی جائیداد کو تقسیم کرلیں کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ واپس بھی آسکیں گے یا نہیں۔

تو ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ راستے پر امن نہیں تھے جو حج پر روانہ ہوتا تھا تو وہ گھر سے مکمل رخصت لے لیتا، ضروری نہیں ہے کہ وہ خیریت سے واپس آجائے یا جاتے وقت مرجاتا یا آتے وقت بدّو وراستے کے قزاق پکڑ کر قتل کر دیتے، اس لئے وہ حج بہت ہی مشقت والا بھی تھا۔

حج کے بعد زندگی کا لائحہ عمل

اس لئے علاقے میں ایک حاجی صاحب ہوتا تھا اور وہ سورج کی طرح چمکتا تھا

لوگ اس کے چہرے کو دیکھنے کے لئے آتے تھے کہ اس نے حج کیا ہے۔ آج کل کے حاجی صاحب کا تو یہ حال ہے کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''جب تک حاجی گھر نہ پہنچے اس کے لئے دعا مانگو اور جب گھر پہنچے تو اس سے پناہ مانگو''۔ ایک شخص حج کر کے آیا تھا تو اس کی کسی سے لڑائی ہوگئی تو وہ دوسرے کو کہنے لگا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں حج کر کے آیا ہوں تو میں تمہیں کچھ کہوں گا نہیں اب تو میں زیادہ بڑا شیطان ہو کر آیا ہوں۔ وہ جو تھوڑی کمی تھی وہ بھی پوری ہوگئی۔ اس زمانے کے تو ایسے خیر اور برکت سے محروم اعمال میں لوگ لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور دینی اعمال اور مناسکِ دین کو محفوظ فرمائے۔

حاجی تو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے پورے خاندان، پورے علاقے اور پوری برادری کے لئے ہدایت کا سبب بنے اسے دیکھ کر لوگ دین کی طرف راغب ہو جائیں، اس کو اور اس کے اعمال کو دیکھ کر لوگ گناہ کرنا چھوڑ دیں لیکن عجیب بات ہے کہ یہ خود وہاں سے توبہ کر کے نہیں آتا ہے تو دوسروں کی توبہ کا سبب کیسے بنے گا۔ ایک حاجی صاحب یہاں آئے ہمارے مہمان تھے، مجھے کہا کہ میرے ساتھ صدر چلو کچھ سودا خریدنا ہے۔ وہاں رومال خریدے، ٹوپیاں خریدیں اور کھجوریں خریدیں اور پھر اسی میں سے مجھے کھجوریں اور رومال اور ٹوپی دے دی۔ میں نے کہا کہ حاجی صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے حرم شریف میں جھوٹ بولنے سے توبہ نہیں کی تھی؟ تو کہنے لگا کہ بھول گیا تھا۔ دوسرا میں نے کہا کہ میرے ساتھ آپ نے یہ کھجوریں خریدیں بلکہ اس کے پیسے بھی میں نے دیئے تو وہی کھجوریں مجھے دے رہے ہیں اور وہ جو وہاں ارض مقدس سے لائے ہیں؟ کہنے لگا کہ وہ تو گھر پر رکھوں گا خود کھاؤں گا اور بچے کھائیں گے۔ ابھی حج سے پوری طرح لوٹا بھی نہیں

ہے اور جھوٹ اور مکاری کے اعمال میں لگ گیا، اس حج کا اسے کیا فائدہ پہنچے گا۔

جدہ ائیر پورٹ میں بیٹھا ہوا تھا اور پنجاب چھچھ کے علاقے کے کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے، ایک چھاچھی دوسرے چھاچھی کو کہتا ہے کہ وہ جو تمہاری مج (بھینس) ہے بڑی خوب موٹی تازی اس میں دودھ تو ہے ہی نہیں دودھ نہیں دیتی صرف اس کے تھن بڑے ہیں کہا کہ وہ گوندل لے آؤ ادھر پشاور سے پٹھان آتے ہیں وہ جانتے نہیں ہیں بڑے تھنوں کو دیکھ کر خریدتے ہیں، اچھے پیسے مل جائیں گے۔ میں ان کے قریب ہوا اور ان سے پوچھا کہ حاجی صاحب یہاں کیوں آئے تھے؟ مجھے کہا کہ حج کیلئے آئے تھے تیری دعا کی برکت سے۔ میں نے کہا کہ ابھی حج کر کے گھر نہیں پہنچے اور ٹھگی کا یہیں سے ارادہ کرلیا۔ فقہاء کہتے ہیں کہ جانور بیچتے وقت عیب بتانا پڑے گا کہ بھائی اس بھینس کا تھن تو بہت زیادہ بڑا ہے لیکن اس میں دودھ نہیں ہے ہمارے یہاں اس نے دودھ نہیں دیا ہے۔ اگر آپ اللہ کے توکل پر لینا چاہتے ہیں تو لے جائیں ممکن ہے آپ کی قسمت میں ہو۔ مجھے کہتا ہے نہیں نہیں اس قسم کی اُس بھینس میں کوئی بات نہیں ہے۔ یعنی جیسا تھا ویسی ہی ٹھگی ٹکوری چلے گی۔ میں نے کہا کہ بہتر تھا حاجی صاحب کہ یہ پچاس ساٹھ ہزار کی بھی اپنے لئے دو بھینسیں خرید لیتے اس طرح حج کرنے کا کیا فائدہ۔ جب تک آپ دل سے گناہوں سے توبہ نہ کریں حج کیسے مقبول ہوگا۔ لوگوں کے یہاں بس ایسے ہی ہنسی مذاق بنا ہوا ہے اور آج کل تو کوئی عبادت سمجھ کر حج نہیں کرتا صرف ایک فیشن ہے کہ اس نے دو کر لئے ہیں میں تین کروں گا۔

عوام کی بے راہ روی اور علماء کرام کی ذمہ داری

حقیقت یہ ہے کہ اس میں بھی اہل علم کا تھوڑا سا دخل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسائل وقتاً فوقتاً منبر سے بیان ہونا چاہئیں تا کہ مسلمانوں کو اپنے اعمال کی کوتاہی کا احساس ہو بہت سے لوگ بلکہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ان کو کچھ پتہ ہی نہیں ہوتا جب ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ گناہ ہے اس میں شریعت کی ناراضگی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے تو وہ فوراً توبہ تائب ہو جاتے ہیں ۔ جب تک مسائل بیان نہ ہوں تو لوگوں کی مثال بھی چھوٹے کی ہے بچے کی طرح باتیں اور حرکتیں کرتے ہیں ۔ چھیاسٹھ سال کا آدمی داڑھی مونڈتا ہے، ستر، پچھتر سال میں داڑھی مونڈھتا ہے۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ انہیں کہہ دیں کہ بابا داڑھی مونڈھنا بہت بڑا گناہ ہے، شراب اور جوئے کے برابر جرم ہے اس سے جلدی توبہ کرلو تو وہ تھوڑی دیر کیلئے تو تلملائے گا کہ سوچے گا کہ یہاں نہ ہی آتا تو اچھا تھا، یہ مولوی تو سوائے اس کے کوئی اور کام ہی نہیں کرتا لیکن دس دن، بیس دن، تیس دن، مہینہ دو تین مہینے، سال دو سال بعد وہ جو صداقت کا بیج آپ نے ڈالا ہے اس کا پودا نکل آئے گا اور اس کو احساس ہوگا کہ یقیناً مجھے داڑھی رکھنی ہے، فائدہ ہوتا ہے۔ میں مولویوں کو کہتا ہوں کہ تقریر کر کے اس کو سرسوں کے بیج کی طرح آنکھوں کے سامنے نہیں اُگا سکتے، وہ طاقت اور توانائی نبی کے علاوہ کسی اور میں نہیں ہے، آپ انتظار کریں اللہ سے ان کیلئے توفیق مانگیں، ان شاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ کی تقریر، آپ کا وعظ و نصیحتیں رنگ لائیں گی اور لوگ اثر قبول کرلیں گے۔ آپ نے بیان میں سستی کی ہے اس لئے لوگ زیادہ جری ہو گئے ہیں۔

حج کے بعد حج کو بچانا سب سے بڑی ذمہ داری ہے

ایک شخص حج کر کے آتا ہے داڑھی نہیں رکھتا ہے لوگ ملتے ہیں اور اس کو خوب مبارک باد دیتے ہیں۔آپ ان سے یہ پوچھیں کہ یہ اسے کس بات کی مبارک باد دے رہے ہیں؟ داڑھی مونڈھنا مبارک ہے؟ یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے مبارک ہو، آپ زکوٰۃ نہیں دیتے مبارک! یہ تو کفر کا کلمہ ہے اس سے تو ایمان جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن لوگوں میں اس بات کا احساس کہاں ہے کہ وہ کوئی بڑی بات کہیں لیکن اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ افسوس اُس مقدس سرزمین پر حاضری کے بعد اور اتنا بڑا فریضہ انجام دینے کے بعد آپ نے وہ ظاہری سنت بھی نہیں اپنائی، تو آپ حرام سے، گناہ سے اور بڑے بڑے جرائم اور قبائح سے کیسے توبہ کریں گے۔

غور فرمائیے کہ قدیم زمانے میں لوگ آخر عمر میں حج کرتے تھے تاکہ اس کے بعد گناہ کا کوئی راستہ نہ ہو۔اب بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکپن میں بھی حج ٹھیک ہے، ٹھیک تو ہے لیکن آگے اس کا بچانا بہت مشکل ہے آپ خوب مشقت اور خوب مال خرچ کر کے حج تو کرتے ہیں لیکن پھر اسے خود برباد کر لیتے ہیں، اسے بچا نہیں سکتے۔ یورپ و پیرس سے آنا، ماسکو سے آنا یا امریکہ و برطانیہ کے کسی شہر سے آنا اور مکہ مدینہ سے آنے میں کوئی فرق تو ہونا چاہئے۔ یہ تو شعائر اللہ کی توہین اور بے حرمتی ہے، کعبہ اور قبلہ کی عظمت اور شان کے خلاف ہے کہ وہاں سے آنے کے بعد بھی مسلمان پر اچھا رنگ نہیں دیکھنے میں آرہا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا حشر بھی اس حاجی کی طرح ہو جائے کہ وہ کعبہ کے سامنے

کھڑے ہوکر کہتا ہے" لبیک اللھم لبیک "تو فرشتہ اس کو جواب دیتا ہے کہ" لا لبیک ولا سعدیک و حجک مردود علیک "(الترغیب والترہیب ج۲ص ۱۸۱، الدرر المنتثرہ للسیوطی ص ۳۴، ارشاد الساری الیٰ مناسک ص ۳۲۲)۔ یہ وہاں ہی کھڑے ہوکر لبیک لبیک کر رہا ہے کہ اے اللہ میں آگیا ہوں میں آگیا ہوں، اللہ کا فرشتہ اسے جواب دے رہا ہے کہ نہ تیرا آنا قبول ہے اور نہ ہی تو سعدت مند ہے تیرا حج بھی تیری ہی طرح مردود ہے۔ (توبہ توبہ استغفر اللہ)۔ اس سے تو بہتر تھا کہ یہیں رہتا اپنے مردود اور نامراد ہونے پر کعبۃ اللہ کو بھی گواہ بنا رہا ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

کبیرہ گناہ کا مرتکب ! بدبختِ زمانہ

ایک روایت میں ہے کہ حج کے دوران جب ہر قسم کے مسلمان معاف ہوتے ہیں کبیرہ گناہ کا مرتکب معاف نہیں ہوتا۔ یہ مجرم اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک ان جرائم سے باقاعدہ توبہ نہ کرے اور دوسری روایت میں ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ کبیرہ گناہ یہ ہیں،

(۱) "الاشراک باللہ"

شرک کرنے والا مزارات اور قبروں سے مدد مانگنے والے، یا علی اور یا غوث کے نعرے لگانے والے۔ معافی کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جائیں اور رو رو کر اس سے معافی مانگیں کہ خدایا تیرے سوا جو ہم نے کسی اور کو حاجت روا، مشکل کشا، غیب دان سمجھا ہے اور کفر بواہ کیا ہے ہمارے اس گناہ کو معاف

فرمادے، کلمہ شہادت پڑھ کر ہمیشہ کیلئے اس سے توبہ کریں اور عہد کریں کہ کبھی بھی دوبارہ شرک کی لعنت میں گرفتار نہیں ہونگے۔

شرک کرنے والے پر تو ہر طرح لعنت کی گئی ہے، قرآن کریم میں ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ''بتوں کی گندگی سے دور ہو جاؤ، جھوٹ بولنے سے دور ہو جاؤ، یہ حاجی کو حکم ہے'' فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ '' (حج آیت ۳۰) غیر اللہ کے نام کی حرکتوں سے اور کھانے پینے اور دیگر چیزوں سے جھوٹ بولنے سے توبہ کرلو۔ تم اب بھی مزاروں اور درگاہوں پر جانے کو ثواب سمجھتے ہو، اسلام کے خلاف ایک سازش کے آلہ کار بنے ہو۔ وہ تمام مزارات کا سردار اور تمام قبور کی روح آسمان و زمین میں اس سے محترم اور کوئی قبر نہیں ہے قبر محمد ﷺ وہاں کوئی ذرا خلاف شرع حرکت کرلے ہمارے رسول جنابِ نبی کریم ﷺ کی نبوت اور سچائی اور ختم نبوت کی یہ روشن دلیل ہے کہ بعد الوفات بھی پندرہ سو سال بعد وہاں کوئی بے ادبی نہیں کرسکتا ہے، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور رونا اور سر جھکانا اور ہاتھ باندھنا یہ سب عجمی سازش اور توحید کے عقیدے کو آگ لگانا اور سنت پر مٹی ڈالنے کے مترادف ہے۔ فوراً ایک آدمی چل پڑتا ہے اور فوراً ہاتھوں کو پکڑ کر نیچے کر دیتا ہے۔ واقعی ایسے کانٹوں اور بے راہ روں کیلئے ان جیسے متشددین کی ضرورت ہے انہیں دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور یاد آتا ہے۔

شرک کی بیخ کنی ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ

جس درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی تھی سن ۶ ھ میں

حدیبیہ کے مقام پر اس درخت کا ذکر قرآن میں ہے ''اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ'' (فتح آیت ۱۸) ان لوگوں نے آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کیلئے بیعت کی وہ شجر رضوان کہلاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس شجر رضوان کے پاس لوگ جاتے تھے دعائیں مانگتے تھے اور نوافل پڑھتے تھے کہ بڑی مبارک جگہ ہے اور صحابہ سے رسول اللہ ﷺ نے یہاں بیعت لی ہے'' ان عمر بلغه ان قوما یأتون الشجرة فیصلون عندھا ''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربار کے اندر صحابہ کو جمع کیا اور کہا کہ یہ لوگ جو وہاں جا کر نوافل پڑھتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں وہ صحیح کرتے ہیں؟ صحابہ نے کہا کہ غلط کرتے ہیں پوچھا کہ پھر اس کا کیا کرنا چاہئے؟ صحابہ نے کہا کہ پولیس کھڑی کر دی جائے لوگوں کو روکے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسی تدبیر کرتا ہوں کہ اس درخت کا پتہ بھی نہ چلے۔'' ثم امر بقطعها فقطعت '' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ درخت کو کاٹو اور اس کی جڑیں بھی زمین سے نکالو اور صرف وہ نہیں آس پاس جتنے درخت ہیں وہ بھی کاٹو اور یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ لوگوں کو جگہ ہی نہ ملے کہ کونسی تھی اور بدعت اور شرک کی جڑیں کٹ جائے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۸) اگر صحابہ کہتے کہ نہیں نا یہاں ہمارے پیارے نبی بیٹھے تھے یہاں ہماری پیاری بیعت ہوئی تھی تو وہاں کعبہ کو چھوڑ کر ایک اور متوازی دربار بن جاتا اور متبادل کعبہ تیار ہو جاتا۔

بدعتیوں کے اعلیٰ حضرت کا شعر ہے

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھنا

بدعتیوں کی تو خواہش ہے کہ کئی قسم کے کعبے ہوں ایک نہ ہواور یہ ہر جگہ ٹکریں ماریں۔

شرک کی بیخ کنی ! حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

بخاری شریف میں ہے کہ یمن کے اندر ایک دربار بنااور درگارہ تیار ہوگئی اور وہاں مرادیں مانگنا، دعائیں کرنا تبرک لے کر جانا سب شروع ہوگیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کا پتہ چلاتو آپ ﷺ نے صحابہ کے مجمع میں کہا کہ ''الا تریحنی من ذی الخلصة'' کون میری جان چھڑائے گا ان درگاہوں سے، یہ کیا تماشا شروع ہوگیا ہے میں زندہ پیغمبر موجود ہوں اور کفروشرک ہورہا ہے۔ حضرت جریرابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں لیکن ''لا اثبت علی الخیل'' میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا، دل گھبراتا ہے گھوڑے کی سواری سے ''فضرب فی صدری'' آنحضرت ﷺ نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ جریرابن عبداللہ کے سینے پر ہاتھ رکھا ''اللھم ثبته وجعله هادیا مهدیا'' خدایا اس کو مضبوط کردے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ان سے لوگوں کو ہدایت لینے والا بنا۔ حضرت جریرابن عبداللہ کہتے ہیں کہ اس دن سے لیکر آج کا دن ہوا مجھے دوبارہ گھوڑے پر خوف نہیں ہوا، حضرت ﷺ نے دم کردیا اور دم کرنے کے ساتھ آپ ﷺ نے دعا فرمائی بہترین دم دعا ہے۔ تو جریر رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اور بنو احمس قبیلے کے ۵۰ تیر اندازوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور وہاں یمن کے اندر جو درگاہ بنی تھی اسے گرایا، جتنے مجاورین تھے انہیں قتل کیا اور جنہوں نے کلمہ اور شہادتین پڑھ لئے اخلاص سے ان کو چھوڑا اور اس عمارت کے جو زمین

میں بلاک تھے وہ بھی باہر نکال کر پھینکے، بخاری شریف میں ہے اور آگ لگادی اسے۔ اس کے بعد پیغمبر ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک سفیر بھیجا اور آپ کو اطلاع اس طرح دی "والذی بعثک با الحق ما جئتک حتی ترکتھا کانھا جمل الاجرب" میں نے اس جگہ کو ایسا کردیا جیسے خارشی اونٹ کی پیٹھ جس پر کچھ بھی نہیں ہوتا، کوئی نام ونشان اسکا نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی "فبارک فی خیل احمس و رجالھا خمس مرات " (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۲۴، ۶۲۵) آپ ﷺ نے اس ایک مجلس میں جریر ابن عبداللہ اور ان کے قبیلے اور شہسواروں کو پانچ مرتبہ دعا دی۔ عہدِ نبوت میں ایک مجلس میں ایک وقت میں کسی کیلئے ہاتھ اٹھا کر پانچ بار دعا مانگی یہ ایک ہی واقعہ ہے کیونکہ یہ کام بہت مشکل تھا شرک اور کفر کے اڈوں کو ختم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ رب العزت نے سعودی حکومت کو بھی بڑی توفیق عطا فرمائی ہے وہ بھی کافی حد تک لوگوں کو شرک اور بدعت سے روکتے ہیں اور اس میں وہ کامیاب ہیں۔

مسلمانوں کے حج پر جانے کا مطلب کیا ہے؟ "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ " کعبہ جیسی محترم کوئی جگہ نہیں ہے، چومنے کی جگہ حجر اسود کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے، دعائیں مانگنا مرادیں مانگنا اللہ کے سوا کسی اور سے جائز نہیں ہے، ایمان بننے کیلئے عقیدہ بننے کیلئے حج اور عمرہ متعین ہے "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ " حج بھی خدا کیلئے پورا کرو اور عمرہ بھی۔ عمرہ چند گھنٹوں کا نام ہے اور حج چند دنوں کا نام ہے لیکن دونوں کا انجام ایک ہے ، ایک اللہ بزرگ و برتر کی عبادت اور اخلاص پیدا کرنا۔ چونکہ رسمی حج ہے اور رسمی عمرہ ہے جیسے اس کی حقیقت ہے اس سے واقفیت نہیں ہے، اس واسطے حجاج پر اثر خیر کم دیکھنے میں آتا ہے۔

(۲) ’’مدمن الخمر‘‘

دوسرا شخص جس کی بخشش نہیں ہوتی، وہ شراب کا عادی جو ہمیشہ شراب پیتا ہو، پانی اور دودھ کم پیتا ہے شراب زیادہ پیتا ہے، جہانگیر بادشاہ کے توزک میں لکھا ہے کہ بیماری کی وجہ سے میں نے شراب چھوڑ دی۔ کیونکہ طبیبوں نے کہہ دیا کہ شراب کا نقصان بہت زیادہ ہے۔صرف ۷۰۰ تولے ناشتہ میں پیتا ہوں بس! یہ توبہ کے باوجود ناشتے میں شراب چل رہی ہے، لیکن اس خاندان میں رب العزت نے ایسا فرد فرید پیدا کیا جس نے شراب کی بیخ بنیاد ختم کردی۔ جہانگیر کا بیٹا ہے شاہجہان اور شاہجہان کا بیٹا ہے اورنگزیب، اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ نے حکمنامہ جاری کیا کہ میرے دوست اور مہربان، وزرا اور سفرا مجھے اور میرے مہمانوں کو پھلوں کا نچوڑ بھی نہ پلائیں، سادہ پانی اور کورا دودھ استعمال کرتے تھے۔اس زمانے میں گس کا شربت بنتا تھا جو کہ بادام اور خشخاش کو پیس کر بنایا جاتا تھا اس سے بھی حضرت پرہیز کرتے تھے اور اس زمانے میں پھلوں کو نچوڑ کر رس بنا کر بادشاہوں کو دیا جاتا تھا، حضرت سے کسی نے پوچھا کہ اس سے پرہیز کیوں؟ میرے والد اور میرے دادا جان اسی طرح شراب کے عادی ہو گئے تھے۔ جب شاہجہان نے ان کو خط میں کہا کہ آپ دربار میں نہیں آتے والد سے ملاقات نہیں کرتے؟ تو اورنگزیب عالمگیر نے جواب دیا کہ شراب سے دربار بھرا رہتا ہے میں ایسی جگہ قدم نہیں رکھتا جہاں شراب کی بو ہو۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فتویٰ دیا گیا ہے صحت کیلئے میرے سر میں درد رہتا ہے ملک کا بڑا بوجھ ہے کہ میں اپنی صحت کے فروغ کیلئے شراب پیوں، اورنگزیب نے کہا کہ یہ علماء نہیں ہیں یہ جوگی ہیں اور

گیتا اور گرنت سے جوگ کرتے ہیں یہ قرآن وسنت کو پیچھے رکھ کر آپ کو مسائل بتاتے ہیں یہ جوگی ہیں میں ان کو علماء نہیں مانتا اگر یہ علماء ہوتے تو کبھی بھی شراب کے حق میں فتویٰ نہیں دیتے۔ آگے سنو کیا کہتے ہیں کہا کہ کیا مابدولت کے اوپر ملک کا بوجھ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ ہے؟ حضرت ﷺ نے تو کبھی بھی کسی خلافِ شرع کام کو اپنے سامنے نہیں ہونے دیا، یہ سب حیلے حوالے ہیں اور شریعت کو تہس نہس کرنے کی سازش ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اگر موقع مل گیا تو میں ان کو شریعت مسخ کرنے کی سخت سے سخت سزا دوں گا جنہوں نے ہمارے خاندان کو شرابی خاندان میں تبدیل کر دیا ہے۔

یہ اللہ کا احسان ہے کہ اسی گھرانے کا ایک فرد ایسا پیدا ہوا کہ جس نے ہر کام میں پہلے شریعت کو رکھا۔ خدا کی قسم اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کو جو گناہوں سے نفرت تھی اگر وہ تقسیم کر دی جائے تو ہمارے مشرف جیسے لوگ بھی خواجہ خضر کے قریب ہو جائیں گے۔ حضرت صاحب ایسے پاک دامن، نیک خصلت اور شریعت کی حدود اور آداب کے حامل تھے۔

(۳) ”اکل الربوٰ“

ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو کہ سود کا عادی ہو یعنی سود خور، لیکن آج کل تو دنیا میں کوئی سود خور ہے ہی نہیں کیونکہ ہر جگہ اسلامی بینک کھل گئے ہیں اور لوگوں کو عالمی فریب میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ملک بھر کے بڑے مفتیان کرام نے اس نام نہاد اسلامی بینکاری کو مسترد قرار دے دیا ہے اور اس موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں۔ ان سے تو بہت بہتر وہ

عام بینک ہیں کم از کم اس میں آدمی جاتے ہوئے یہ تو سوچتا تھا کہ یہ گناہ ہے اور اللہ مجھے اس سے نجات دے لیکن اب تو اسلام کا لیبل لگ گیا اور کام آسان ہو گیا۔ اس شخص کی بھی بخشش نہیں ہوگی کتنی بڑی بدبختی کی بات ہے۔

(۴) ''عقوق الوالدین''

ان میں ایک والدین کا نافرمان بھی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جب آپ حج پر روانہ ہو رہے ہوں تو دونوں کو راضی کر لیں۔ والدین کی نافرمانی بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ شرعی امور میں اگر والدین نافرمانی کرنے کو کہیں تو اس کی اجازت نہیں، قرآن کریم میں ہے کہ ماں باپ سے نیکی کرنے کا حکم ہم نے تمہیں دیا ہے لیکن جب وہ تمہیں شرک کا کہیں تو ان کی بالکل نہ مانو

''وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًاط وَاِنْ جَاهَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا'' (سورۂ عنکبوت)

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵، ارشاد الساری الیٰ مناسک ص ۳۲۳، ۳۲۴)

مختلف روایات میں کبیرہ گناہ کی تفصیل آئی ہے چار (۴) سے لے کر گیارہ (۱۱) تک گناہ نقل کئے گئے ہیں۔

حاجی پر خیر و رشد کا رنگ غالب ہونا چاہئے

اللہ تعالیٰ حاجی صاحبان کو خیر سے لے جائے اور خیر سے لے آئے اور ان کو توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ حاجیوں کی دعوت کرنے سے اور ان کو چھوڑ کر آنے سے اور پھر

جب وہ حج کر کے واپس آئیں تو ان کے گلے میں سہرے ڈالیں گے۔

مکہ گئے مدینہ گئے قدس بھی گئے

جیسے گئے تھے گھوم پھر کے واپس ویسے آگئے

اوحاجیو مزاجیو! اپنا رنگ تبدیل کرلو، خیر کا انقلاب قبول کرلو، جن میں نمازوں کی کمی ہے پکے نمازی بنو، جو شرک و بدعت میں مبتلا ہیں وہ توحید وسنت میں پختہ ہو جائیں، جو کسی گناہ کے کام میں تھا ہمیشہ کیلئے توبہ کرلے، جو ناجائز کاروبار میں ملوث تھا اللہ سے حلال اور جائز رزق کے خزانے مانگ لے، جن کی داڑھیاں نہیں ہیں داڑھیاں رکھ لیں، جن کی چھوٹی ہیں یا کٹی ہوئی ہیں وہ اپنی داڑھیاں پوری کرلیں۔ یہ سب کام اپنے عزم سے اور اللہ بزرگ و برتر کی خصوصی توفیق سے ہوں گے۔

حدیث میں ہے جب کوئی شخص حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کو حاجی اور عمرہ کرنے والا لکھ لیتا ہے۔ اب وہ جو دعا کرے گا، نماز پڑھے گا، تلاوت کرے گا، تسبیح، ذکر، خیرات کرے گا سب حج میں شمار ہوگا اور اسے پورا اجر ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اللهم اغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج'' (الترغیب والترہیب ج۲ص۱۶۷) خدایا حج کرنے والوں کی بھی مغفرت فرما اور جن کیلئے وہ دعائیں کریں ان کی بھی بخشش فرما۔

خوب دعائیں مانگیں ملک و ملت کیلئے، پورے عالم اسلام کیلئے، کفر کی ہلاکت اور تباہی کیلئے، اسلام کا بول بالا کرنے کیلئے، توحید وسنت کی شوکت اور عزت کے قیام و دوام کیلئے اور شعائر ملت کی حفاظت کیلئے خصوصی دعائیں مانگیں۔ ایک بات یہاں یاد

رکھیں کہ دعائیں مانگنے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور دعائیں نہ مانگنے سے دعائیں رک جاتی ہیں۔ محدثین اس شخص کو مستجاب الدعوات کہتے ہیں جو خوب دعائیں مانگتا ہے اور جو شخص دعائیں نہیں مانگتا محدثین اس کو مردود الدعوات کہتے ہیں، یہ خیر کی پونجی ہے۔ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ مسلمانوں کیلئے دعائیں کرنا بہترین عمل ہے اور مسلمانوں کے غم اور درد میں فکرمند رہنا بہترین اعمال میں سے ہے، اللہ رب العزت اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کل عالم کے حجاج اور معتمرین کے مناسک آسان اور قبول فرمائے، حج اور عمرے کی مسنون مقبول دعائیں دو ہیں

''اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی'' (ہدایہ ج اص ۲۱۸)

خدایا آسان فرما، تو آسانی میں پوری دنیا کے مسائل آ گئے اور قبول فرما تو قبولیت میں پوری آخرت کے مسائل آ گئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

احسن البرهان

فی

اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان

ضبط وترتیب

محمد ہمایوں مغل

کامل

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

احسن الخطبات

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال 2 کراچی